فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۶

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ. کافروں کی اولاد کا بیان یعنی کافروں کے لڑکے لڑکیاں جو کہ بالغ ہونے سے پہلے مر جائیں بہشتی ہیں یا دوزخی؟

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کافروں کی اولاد اللہ کی مشیت میں ہے جس طرح چاہے گا ان کے ساتھ معاملہ کرے گا خواہ ان کو بہشت میں داخل کرے یا دوزخ میں یہ قول حمادین اور ابن مبارک اور اسحاق کا ہے اور بیہقی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مقتضی بھی یہی ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صریحاً یہ بات کہیں نہیں کہی مگر ان کے اصحاب نے تصریح کی ساتھ اس کے کہ مسلمانوں کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اور کافروں کی اولاد اللہ کی مشیت میں ہے خواہ ان کو بہشت میں داخل کرے یا دوزخ میں اور بعض کہتے ہیں کہ اولاد اپنے ماں باپ کی تابع ہوگی یعنی مسلمانوں کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اور کافروں کی دوزخ میں حکایت کی ابن حزم نے یہ بات بعض خوارج سے اور ان کی دلیل یہ آیت ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی! نہ چھوڑ زمین پر کافروں سے کوئی گھر یعنی حالانکہ ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ تھی اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے خاص نوح علیہ السلام کی قوم ہے تمام جہان کے کافر مراد نہیں اور حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا صرف اس واسطے مانگی تھی کہ ان کو وحی سے معلوم ہو چکا تھا کہ ہرگز نہ ایمان لائے گا قوم تیری میں سے کوئی مگر جو کہ ایمان لا چکا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے تابع ہوں گے لیکن یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کافروں کی اولاد بہشت اور دوزخ کے درمیان ہوگی اس واسطے کہ نہ تو انہوں نے نیک عمل کیے ہیں کہ ان کے سبب سے بہشت میں داخل ہوں اور نہ انہوں نے برے عمل کیے ہیں کہ ان کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بہشتیوں کے خادم ہوں گے اور اس بات میں ایک حدیث بھی وارد ہوئی ہے گو ضعیف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مٹی ہو جائیں گے یہ قول ثمامہ بن اشرس سے مروی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے حکایت کی عیاض نے یہ بات امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابن تیمیہ نے کہا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنی غلط ہے بلکہ یہ قول ان کے بعض اصحاب کا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ہرگز محفوظ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آخرت میں ان کا امتحان ہوگا اس طرح سے کہ ان کے سامنے آگ لائی جائے گی اور ان کو حکم کیا جائے گا کہ اس میں داخل ہوں سو جو اس میں داخل ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو انکار کرے گا ہلاک ہوگا روایت کی یہ حدیث بزار نے انس رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور یہ بات صحیح ہو چکی ہے کہ

آخرت میں دیوانے کا امتحان کیا جائے گا اور جو لوگ کہ فترت کے زمانہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو زمانہ گزرا ہے اس کو زمانہ فترت کہتے ہیں کہ اس میں کوئی رسول نہیں آیا اس لیے کہ فترت کے معنی منقطع ہونے کے ہیں) پیدا ہوئے اور ان کا بھی آخرت میں امتحان ہوگا یہ بات صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکی ہے اور بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں حکایت کی ہے کہ یہی مذہب صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہی مذہب صحیح اور مختار ہے جس کی طرف محققین گئے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہیں ہیں ہم عذاب کرنے والے یہاں تک کہ بھیجیں رسول اور جب کہ قبل بلوغ دعوت عاقل کو عذاب نہیں ہو سکتا تو غیر عاقل کو بطریق اولیٰ عذاب نہ ہوگا اور واسطے دلیل حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ اور خنساء اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے بارے میں توقف کرنا چاہیے یعنی نہ ان کو بہشتی کہا جائے اور نہ دوزخی اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے حق میں کلام سے بند رہنا چاہیے اور ان دونوں قولوں میں فرق بہت دقت سے معلوم ہو سکتا ہے۔

١٢٩٤ ـ حَدَّثَنِي حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمْ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ إِذْ خَلَقَهُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

١٢٩٤۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی اولاد کا حال پوچھا کہ بہشت میں داخل ہوگی یا دوزخ میں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے ان کو پیدا کیا تو خوب جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ تھے عمل کرنے والے اہل جنت کے یا اہل دوزخ کے۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم کے موافق ان کے ساتھ معاملہ کرے گا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کے حق میں توقف اولیٰ ہے۔

١٢٩٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

١٢٩٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی اولاد کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے وہ بالغ ہونے کے بعد۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں توقف اولیٰ ہے۔

١٢٩٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ

١٢٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ أَوْ يُنَصِّرَانِهٖ أَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَثَلِ الْبَهِيْمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَرٰی فِيْهَا جَدْعَآءَ.

نے فرمایا کہ ہر لڑکا اسلام کے طریقہ پر پیدا ہوتا ہے سو اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں مانند چوپائے کے کہ چوپائے کو جنتا ہے یعنی صحیح سالم کیا تم اس میں کوئی ناقص الخلقت دیکھتے ہو کہ ناک کٹا یا بوچا (جس کا کان سرے سے نہ ہو)۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کی استعداد اور لیاقت ہر لڑکے کی پیدائش اور فطرت میں موجود ہے پس اگر انسان کو اس پر چھوڑا جائے اور خارجی آفت سے سالم رہے تو بدستور اس فطرتی دین پر قائم رہے اور اس کو چھوڑ کر غیر دین کی طرف کبھی نہ جائے اس واسطے کہ اس دین کی خوبی سب نفسوں میں ثابت ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اس سے آدمی واسطے پیش آنے کسی آفت بشریہ سے مانند تقلید وغیرہ کے اور اسی کی طرف مائے ہوئے ہیں قرطبی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے دل پیدا کیے اس حال میں کہ وہ قبول حق کی اہلیت رکھتے ہیں جیسے کہ ان کی آنکھیں اور کان پیدا کیے اس حال میں کہ وہ مرئیات اور مسموعات کی لیاقت رکھتے ہیں سو جب تک کہ وہ اس اہلیت پر قائم تو دین اسلام کو قبول کریں اور اسی معنی پر دلالت کرتا ہے اخیر فقرہ اس حدیث کا جس جگہ کہا کہ جیسے چوپایہ چوپائے کو جنتا ہے الخ یعنی چوپایہ کے پیٹ سے صحیح سالم کامل الخلقت پیدا ہوتا ہے کوئی نقصان اس میں نہیں ہوتا سو اگر وہ بدستور ہے تو عیب سے سالم رہے لیکن کفار نے اس میں دست اندازی کی کہ مثلا اس کے کان کاٹ ڈالے پس وہ اپنی اصل پیدائش سے باہر نکلا اور یہ تشبیہ واقع ہے اور وجہ اس کی ظاہر ہے اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یولد علی الفطرة سے یہ مراد نہیں کہ جب وہ ماں کے پیٹ سے باہر آئے تو اسی وقت یہ دین جانتا ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اللہ نے نکالا تم کو اپنی ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں کہ تم نہ جانتے تھے کوئی چیز لیکن مراد یہ ہے کہ فطرت اس کی تقاضا کرنے والی ہے واسطے دین اسلام اور محبت اس کی کے سو نفس فطرت اقرار اور محبت کو مستلزم ہے اور نہیں مراد ہے اس سے مجرد قبول کرنا فطرت کا واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ مثلا ماں باپ کے یہودی کرنے کے ساتھ متغیر نہیں ہوتی ساتھ اس طرح کے کہ نکالیں فطرت کو قبول سے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر لڑکا پیدا ہوتا ہے اوپر اقرار ربوبیت کے کہ ربوبیت کا اقرار اس کی فطرت میں ثابت ہے سو اگر وہ خالی چھوڑا جائے اور اس کا معارض کوئی نہ ہو تو اس کو چھوڑ کر غیر کی طرف کبھی نہ جائے جیسا کہ پیدا ہوتا ہے اوپر محبت اس چیز کے کہ اس کی طبع کے مناسب ہے دودھ پینے سے یہاں تک کہ پھیرے اس کو اس سے کوئی پھیرنے والا اسی واسطے تشبیہ دی گئی فطرت کو ساتھ دودھ کے بلکہ بعینہ وہی مراد ہے تعبیر

خواب میں پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے کفر کے سبب سے لڑکے پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ مسلمان ہے جب تک کہ نابالغ ہو پس معلوم ہوا کہ کافروں کی اولاد بہشت میں داخل ہو گی اس واسطے کہ ان کی اصل پیدائش میں اقرار ربوبیت اور دین کی محبت ثابت ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اس واسطے کہ اس کو پہلے باب سے تعلق ہے۔

١٢٩٧ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰكِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخَذَا بِيَدَيَّ فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوْسٰى كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهٖ رَأْسَهٗ فَإِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ إِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهٗ وَعَادَ رَأْسُهٗ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ

١٢٩٧۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے یعنی صبح کی تو متوجہ ہوتے ہماری طرف ساتھ اپنے منہ کے اور فرماتے کہ اگر تم میں سے کسی نے آج کی رات خواب دیکھا ہو تو بیان کرے سو اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو آپ سے بیان کرتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر بیان فرماتے جو کچھ کہ اللہ چاہتا سو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا مگر میں نے تو آج کی رات خواب میں دیکھا دو مردوں کو کہ میرے پاس آئے سو انہوں نے میرے دونوں ہاتھ پکڑے اور مجھ کو پاک زمین یعنی بیت المقدس کی طرف لے گئے تو وہاں ایک مرد بیٹھا ہے اور ایک مرد کھڑا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے اس کو بیٹھے مرد کے گل پھڑے میں ڈالتا ہے کہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کے دوسرے گل پھڑے (جبڑے) سے اسی طرح کرتا ہے اور یہ گل پھڑا اچھا ہو جاتا ہے یعنی جب تک دوسرے گل پھڑے کو چیرتا ہے پہلا گل پھڑا جڑ جاتا ہے پھر دوبارہ اسی طرح کرتا ہے تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ ان دونوں مردوں نے کہا آگے چل سو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک چت لیٹے مرد کے پاس آئے اور ایک مرد اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے اور اس سے اس کے سر کو کچلتا

فَضَرَبَهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا إِلٰى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّخْرُجُوْا فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَآئِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ قَالَ يَزِيْدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَفِيْ أَصْلِهَا شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ وَأَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ وَأَفْضَلَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَآءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ أَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِيَ اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الَّذِيْ رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ

ہے تو اس کو جب مارتا ہے پتھر ڈھلک جاتا ہے تو اس کی طرف وہ چلا جاتا ہے کہ لے آئے سو یہاں تک پلٹ کر نہیں پہنچتا کہ اس کا سر جڑ جاتا ہے اور درست ہو جاتا ہے جیسے کہ تھا سو وہ مرد اس کی طرف پلٹ آتا ہے اور اس کو مارتا ہے سو میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور کی تھا پہنچے اس کا منہ تنگ اور اندر کشادہ ہے اس کے نیچے آگ جل رہی ہے سو جب کہ آگ قریب آجاتی تھی (یعنی کنارے تنور کے) تو اس کے اندر کے لوگ اونچے ہو آتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ باہر نکل پڑیں پھر جب بجھتی تھی تو اس کے اندر ہو جاتے تھے اور اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں سو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ آگے چل تو ہم چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے کہ اس میں ایک مرد کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اس کے آگے پتھر رکھے ہوئے ہیں پس آگے بڑھا وہ مرد جو نہر میں تھا سو جب کہ اس نے چاہا کہ باہر نکلے کنارے والے مرد نے اس کے منہ پر پتھر مارا اور اس کو ہٹایا جہاں کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا تو اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا سو وہ پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر سو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آگے چل تو ہم چلے یہاں تک کہ ایک سبز باغ پر پہنچے کہ اس میں ایک درخت تھا اور اس کی جڑ میں ایک پیر مرد (بوڑھا آدمی) اور لڑکے ہیں اور درخت کے قریب ایک مرد ہے اس کے آگے آگ ہے وہ اس کو بھڑکا رہا ہے سو میرے ساتھی دونوں مرد مجھ کو اس درخت پر چڑھا لے گئے اور ایک گھر میں مجھ کو داخل کیا میں نے کبھی اس سے بہتر اور افضل گھر نہیں دیکھا اس میں مرد ہیں بوڑھے اور جوان اور عورتیں

فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِیْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِیْ رَاَيْتَهٗ فِی الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِیْ رَاَيْتَهٗ فِی النَّهَرِ اٰكِلُوا الرِّبَا وَالشَّيْخُ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِیْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلٰى الَّتِیْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَآئِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا فَوْقِیْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلْ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّهٗ بَقِیَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ.

اور لڑکے پھر مجھ کو انہوں نے اس سے نکالا تو درخت پر مجھ کو چڑھا لے گئے اور ایک گھر میں مجھ کو داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل تھا اس میں بوڑھے اور جوان ہیں سو میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں نے مجھ کو رات بھر گھمایا تو اب بتلاؤ مجھ کو جو کہ میں نے دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہم بتلاتے ہیں اس مرد کو جو تو نے دیکھا کہ اس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے سو وہ جھوٹا آدمی تھا کہ جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا لوگ اس سے سیکھ کر دوسروں سے نقل کرتے تھے یہاں تک کہ سارے جہان میں جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا تو اس پر یہ عذاب ہوا کرے گا روز قیامت تک اور جس کو تو نے دیکھا تھا کہ اس کا سر کچلا جاتا تھا سو وہ مرد ہے کہ اللہ نے اس کو قرآن سکھایا سو وہ قرآن سے غافل ہو کر رات کو سو رہا یعنی تہجد میں قرآن نہ پڑھا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا یہی عذاب اس پر ہوا کرے گا روزِ قیامت تک اور جن کو تو نے گڑھے میں دیکھا وہ لوگ حرام کار اور زنا کار ہیں اور جس کو تو نے خون کی نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے اور جس پیر مرد (بوڑھے آدمی) کو تو نے درخت کی جڑ کے پاس دیکھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو لڑکے کہ ان کے گرد ہیں سو لوگوں کی اولاد ہیں کہ بالغ ہونے سے پہلے مرے اور جو شخص کہ آگ بھڑکاتا ہے سو وہ مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا وہ عوام ایمانداروں کا مقام ہے اور یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبرئیل علیہ السلام ہوں اور یہ میکائیل ہے اب تو اپنے سر کو اٹھا سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر بدلی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تیرا مقام ہے تو میں نے کہا کہ مجھ کو چھوڑو کہ میں اپنے مکان میں جاؤں انہوں نے کہا کہ ابھی

تیری عمر باقی ہے کہ تو نے ابھی اس کو پورا نہیں کیا سو جب کہ تو
اپنی عمر کو پورا کر چکے گا تو اپنے مکان میں آئے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اس واسطے کہ ناس کا لفظ عام ہے شامل ہے مسلمانوں کو بھی اور کافروں کو بھی و فیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کے سوا شہیدوں کا رتبہ اور مسلمانوں سے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے۔

بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ. دوشنبہ یعنی سوموار کے دن مرنے کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ موت کے وقت کے معین کرنے میں کسی کو اختیار نہیں کہ میری موت فلانے دن یا فلانے وقت ہو لیکن اس کے حصول کے سبب تلاش کرنے میں دخل ہے مانند دعا کی اور رغبت کرنے کی طرف اللہ کی واسطے برکت حاصل کرنے کے سو اگر مقصود حاصل نہ ہو تو بھی نیت کا ثواب ملتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن مرنے کی بڑی فضیلت ہے جیسے کہ ترمذی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ مرے دن جمعہ کے یا رات جمعہ کی مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے سے بچا لیتا ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں اس واسطے اس کو نقل نہ کیا۔

١٢٩٨ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ فِيْ كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِيْ أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالَتْ يَوْمُ الْإِثْنَيْنِ قَالَ أَرْجُوْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ إِلٰى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيْهِ بِهٖ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ اغْسِلُوْا ثَوْبِيْ هٰذَا وَزِيْدُوْا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُوْنِيْ

١٢٩٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے حضرت ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تین کپڑوں سفید میں کہ سحول کے بنے ہوئے تھے کہ نام ہے ایک بستی کا یمن میں نہ تھا ان میں کرتہ اور نہ پگڑی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت ﷺ کس روز فوت ہوئے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سوموار کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج کیا دن ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیر کا دن ہے کہا کہ میں اپنی موت کی امید رکھتا ہوں درمیان اس ساعت کے اور درمیان رات کے یعنی میں تمنا کرتا ہوں کہ میری موت بھی اسی سوموار کے دن ہو رات سے پہلے اور وہ دن سوموار کا تھا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کی طرف دیکھا جس میں کہ بیماری کاٹی تھی کہ اس میں زعفران کا اثر تھا سو

فِيهِمَا قُلْتُ إِنَّ هٰذَا خَلَقٌ قَالَ إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتّٰى أَمْسٰى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ.

فرمایا کہ میرا یہ کپڑا دھوڈالو اور اس پر دو کپڑے اور زیادہ کرو اور ان میں مجھ کو کفناؤ میں نے کہا کہ یہ کپڑا پرانا ہے کہا کہ زندہ بہت حق دار ہے ساتھ نئے کپڑے کے مردے سے کہ کفن تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے یعنی پیپ وغیرہ میں آلودہ ہو کر خراب ہو جاتا ہے پس کیا حاجت ہے ساتھ کپڑے جدید کے یا واسطے مہلت کے ہے کہ بقا رکھتا ہو نہ واسطے فانی کے سو نہ وفات پائی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ سوموار کی رات کی شام ہوئی یعنی سہ شنبہ کی رات کی شام کے وقت فوت ہوئے رضی اللہ عنہ اور دفن کیے گئے پہلے صبح کے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سوموار کے دن ساتویں جمادی الاخریٰ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور وہ سردی کا دن تھا یعنی پس بیمار ہوئے اور پندرہ دن بیمار رہے اور تیسویں جمادی الآخری کی سوموار کی رات کو ۱۳ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور سوموار کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پوچھی تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوموار کے دن مرنے کی بڑی فضیلت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس دن مرنے کی تمنا کی وفیہ المطابقة للترجمة اور نیز اسی میں کہا کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک کفن میں اسراف کرنا درست نہ تھا اور ابوداؤد میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت مہنگا کپڑا کفن میں نہ لگاؤ اس واسطے کہ وہ بہت جلدی پرانا اور خراب ہو جاتا ہے اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو چاہیے کہ اس کو اچھا کفن دے سو یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ ان کے درمیان تطبیق ممکن ہے کہ مراد اچھے کپڑے سے باعتبار صفت کے ہو یعنی پورا اور نظیف اور سفید ہو اور مراد اسراف سے باعتبار قیمت کے ہو یعنی بہت نفیس اور بھاری قیمت کے کپڑے سے کفن دینا منع ہے اور احتمال ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کسی اور سبب سے خاص کر وہ کپڑا اختیار کیا ہو کہ اس سے تبرک مقصود ہو کہ وہ کپڑا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پہنچا ہو یا اس واسطے کہ انہوں نے اس میں عبادت کی ہو اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مستحب ہے کہ سفید کپڑوں میں کفن دے اور یہ کہ جائز ہے کفن دینا ساتھ دھلے ہوئے کپڑوں کے اور یہ کہ جائز ہے دفن کرنا بیچ رات کے اور یہ کہ جائز ہے سیکھنا علم کا اپنے سے چھوٹے سے۔

بَابُ مَوْتِ الْفَجْأَةِ الْبَغْتَةِ.

اچانک مر جانے کا بیان یعنی بغیر کسی سبب بیماری وغیرہ کے مرنے کا کیا حکم ہے اچھا ہے یا برا؟۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ اچانک مرجانا مکروہ نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیوار پر گزرے کہ گرنے پر تھی سو آپ جلدی وہاں سے گزرے اور فرمایا کہ میں اچانک کی موت مکروہ رکھتا ہوں سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اس واسطے فرمائی کہ اس میں وصیت اور توبہ وغیرہ نیک عملوں سے محروم رہنے کا خوف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اگر کوئی اچانک مرجائے تو اس کی اولاد کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو نیک عملوں سے اس کی مدد کریں اس قبیلے سے کہ اس میں نیابت صحیح ہو جیسے کہ باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے بعض قدماء سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت نبیوں کی اور نیکوں کی اچانک کی موت سے مرے ہیں سو تطبیق اس میں یہ ہے کہ جو لوگ کہ ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں اور منہیات سے پرہیز رکھتے ہوں ان کے حق میں اچانک کی موت سے مرنا بہتر ہے اور جو لوگ ایسے نہ ہوں ان کے حق میں اچانک مرنا مکروہ ہے، انتہی۔

١٢٩٩ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ.

١٢٩٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں اچانک مرگئی اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ دیتی سو اگر میں اس کی طرف سے بطور نیابت کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچانک مرنا مکروہ نہیں اس واسطے کہ جب اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میری ماں اچانک مرگئی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کراہت ظاہر نہ ہوئی، وفیہ المطابقة للترجمة. (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبر کا بیان کہ اونٹ کی کوہان کی طرح ہیں یا اور طرح سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کس جگہ ہے؟۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَأَقْبَرَهٗ﴾.

لفظ اقبرہ کے کہ آیت ثم اماته فاقبرہ میں واقع ہوا ہے کیا معنی ہیں؟۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اقبرہ کے معنی یہ ہیں کہ کیا اس کو ان لوگوں میں سے کہ دفن کیے جائیں نہ ان میں سے کہ ڈالے جائیں کہ ان کو کتے کھائیں۔

أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ أُقْبِرُهٗ إِذَا جَعَلْتَ لَهٗ قَبْرًا.

یعنی تو کہتا ہے اقبرت الرجل واقبرہ جب کہ تو اس

کے واسطے قبر بنادے۔

فائدہ: یہ عرب کا محاورہ ہے جب کوئی کسی کے لیے قبر بنائے تو اس وقت یہ کلمہ بولتا ہے۔

وَقَبَرْتُهُ دَفَنْتُهُ كِفَاتًا يَكُوْنُوْنَ فِيْهَا أَحْيَآءً وَّيُدْفَنُوْنَ فِيْهَا أَمْوَاتًا.

یعنی قبر کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اس کو زمین میں دفن کیا اور کفاتا کے معنی جو آیت الم نجعل الارض کفاتا میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ زمین میں ہوں گے اس حال میں کہ زندہ ہیں اور اس میں دفن کیے جائیں گے اس حال میں کہ مردے ہوں گے۔

فائدہ: اس آیت کی تفسیر یہاں تقریبا واقع ہوئی ہے ترجمہ باب کے ساتھ اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

١٣٠٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ هِشَامٍ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّآءَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِيْ مَرَضِهِ أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ أَيْنَ أَنَا غَدًا اسْتِبْطَآءً لِّيَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ.

١٣٠٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں پوچھتے تھے کہ کتنے دن باقی ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تک میں آج کہاں ہوں اور کل کہاں ہوں گا یعنی تا کہ آسان ہو آپ پر شدت بیماری کی اس واسطے کہ بیمار بعض گھر والوں کے پاس آرام پاتا ہے اور بعض کے نزدیک آرام نہیں پاتا یا عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے انتقال کے وقت عذر کرتے تھے بہ سبب کمال مروت کے اگرچہ قسمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہ تھی فرماتے تھے یہ بات واسطے دیر کرنے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور کمال اشتیاق باری ان کی کے یعنی سب بیویوں کے گھر میں باری باری کے ساتھ جانے کی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں دیر ہو جاتی تھی اور آپ کو ان کے پاس جانے کا کمال اشتیاق ہوتا تھا اس واسطے آپ یہ بات فرماتے تھے کہ میں آج کہاں ہوں اور کل کہاں ہوں گا سو جب میری باری کا دن ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان سے اٹھایا اس حال میں کہ آپ میرے پہلو اور سینے کے درمیان تھے اور میرے گھر میں دفن ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن ہوئے وفیہ المطابقة للترجمة اور پہلے

گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیماری میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنے کے لیے سب بیویوں سے اجازت چاہی تھی سو سب نے خوشی سے اجازت دی کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہیں ہم نے اپنی باری معاف کی سو ظاہرا یہ حدیث اخیر بیماری پر محمول ہے اور اس باب کی حدیث ابتدا بیماری پر محمول ہے پس تعارض دفع ہو گیا۔ (فتح)

١٣٠١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذٰلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَوْ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَعَنْ هِلَالٍ قَالَ كَنَّانِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُوْلَدْ لِيْ.

١٣٠١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنا دیں گے تو آپ کی قبر ظاہر کی جاتی (یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے) لیکن حضرت ﷺ ڈرے یا اصحاب کو ڈر ہوا کہ یہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنا دیں یعنی پس اسی واسطے آپ کی قبر ظاہر نہ رکھی گئی۔

فائدہ: وجہ مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے ظاہرا معلوم نہیں ہوتی لیکن قبر کو مسجد نہ بنانا ایک حکم ہے متعلقات اس کے سے پس اتنی مناسبت ہی کافی ہے۔

١٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَاٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا.

١٣٠٢۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کی قبر کو دیکھا بطور کوہان اونٹ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بنانا قبر کا مانند کوہان اونٹ کی اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور احمد اور مزنی اور بہت شافعیہ کا کہ بنانا قبر کا مانند کوہان اونٹ کے افضل ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ مسطح یعنی برابر اور ہموار رکھنا قبر کا افضل ہے لیکن یہ سب اختلاف افضلیت میں ہے اصل جواز میں کچھ اختلاف نہیں کہ خواہ اونٹ کی کوہان کی طرح رکھے یا برابر رکھے دونوں طرح درست ہے سو بعض مسنم کو افضل کہتے ہیں اور بعض مسطح کو افضل کہتے ہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

١٣٠٣ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ لَمَّا سَقَطَ

١٣٠٣۔ حضرت ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب ولید بن عبد الملک کی خلافت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے

عَلَيْهِمُ الْحَآئِطُ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوْا فِيْ بِنَآئِهٖ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوْا أَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

حجرے (کہ اس میں حضرت ﷺ کی قبر ہے) کی دیوار گر پڑی تو لوگوں نے اس کو بنانا شروع کیا یعنی از سرنو ان کے واسطے ایک قدم ظاہر ہوا سو لوگ گھبرا گئے اور گمان کیا کہ یہ حضرت ﷺ کا قدم مبارک ہے سو انہوں نے کوئی آدمی ایسا نہ پایا کہ جانتا ہو کہ یہ قدم کس کا ہے یہاں تک کہ عروہ نے ان سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ قدم حضرت ﷺ کا نہیں یہ تو عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔

فائدہ: ولید بن عبدالملک کی خلافت میں عمر بن عبدالعزیز اس کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھے اور اس وقت بعض لوگ حضرت ﷺ کی قبر کی طرف نماز پڑھتے تھے سو عمر بن عبدالعزیز نے چاہا کہ قبر کو بلند کرے تا کہ لوگ اس کی طرف نماز نہ پڑھیں سو جب حجرے کی دیوار گری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ظاہر ہوا پھر اس کو قبر میں رکھ کر حضرت ﷺ کی قبر بلند کی گئی تا کہ اس کی طرف کوئی نماز نہ پڑھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی قبر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہے، وفیہ المطابقة للترجمة۔ (فتح)

١٣٠٤ ـ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّيْ مَعَهُمْ وَادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ بِالْبَقِيْعِ لَا أُزَكّٰى بِهٖ أَبَدًا.

١٣٠٤۔ حضرت ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھ کو حضرت ﷺ اور آپ کے یاروں کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھ کو میرے مصاحبوں کے یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا تا کہ اس کے سبب سے کبھی کوئی میری صفت نہ کرے۔

فائدہ: یعنی اگر مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس دفن کیا گیا تو لوگ میری تعریف کریں گے بہ سبب نزدیک ہونے قبر میری کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور احتمال ہے کہ میں اس لائق نہ ہوں اور بقیع میں عوام مسلمانوں کا قبرستان ہے دفن کرنے سے نہ کوئی مجھ کو جانے گا اور نہ تعریف کرے گا اور آئندہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے وہ جگہ اپنے واسطے رکھی ہوئی تھی سو شاید ان کا اجتہاد متغیر ہوا ہو گا۔ (فتح)

١٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا

١٣٠٥۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کہا کہ تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور کہہ کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتا ہے پھر ان سے اجازت مانگ اس کی کہ میں اپنے

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اذْهَبْ إِلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْ يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ فَلَا أُوْثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَدَيْكَ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمُوْا ثُمَّ قُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَادْفِنُوْنِيْ وَإِلَّا فَرُدُّوْنِيْ إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوْا بَعْدِيْ فَهُوَ الْخَلِيْفَةُ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَأَطِيْعُوْا فَسَمّٰى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ فَقَالَ لَيْتَنِيْ يَا ابْنَ أَخِيْ وَذٰلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ خَيْرًا أَنْ يَّعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَنْ يَّحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ

دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور سلام کہہ کر ان سے اجازت چاہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے وہ جگہ اپنے واسطے رکھی ہوئی تھی سو البتہ میں آج اختیار کروں گی اس کو اپنی جان پر یعنی میں نے اس کو وہ جگہ دی سو جب عبداللہ رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا خبر لایا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تجھ کو اجازت دی ہے اے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے نزدیک اس لیٹنے کی جگہ سے کوئی چیز زیادہ تر مقصود نہ تھی سو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو اٹھا لے جاؤ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہو پھر کہو عمر رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت چاہتا ہے سو اگر اجازت دے تو مجھ کو دفن کرو اور اگر اجازت نہ دے تو پھر لے جاؤ مجھ کو قبرستان عوام مسلمانوں کے اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی کہ بیشک میں کسی کو خلافت کا زیادہ تر حق دار نہیں جانتا ان لوگوں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ ان سے راضی تھے سو جس کو تم میرے بعد خلیفہ بناؤ سو وہی خلیفہ ہے سو اس کا کہنا مانو اور اطاعت کرو سو نام لیا عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا یعنی یہ لوگ لائق خلافت کے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس انصار کا ایک جوان آیا اور کہا کہ خوش ہو اے امیر المؤمنین ساتھ خوشخبری اللہ تعالیٰ کے کہ تجھ کو اسلام میں پیش دستی تھی اور عالی رتبہ تھا بیچ بلند کرنے کلمہ اسلام کے وہ چیز کہ تو جانتا ہے یعنی تجھ کو معلوم ہے کہ تو ابتدا اسلام میں مسلمان ہوا اور اسلام کو تجھ سے بہت قوت اور تائید ہوئی پھر تو خلیفہ ہوا اور تو نے عدل کیا پھر ان سب کے بعد تجھ کو شہادت کا رتبہ ملا' سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ أَنْ يَّقْبَلَ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَعْفِيَ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّوْفِيَ لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُّقَاتِلَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ وَأَنْ لَّا يُكَلَّفُوْا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ.

کہ کاش کہ اے میرے بھائی کے بیٹے میں تمنا رکھتا ہوں کہ یہ مجھ کو کافی ہو کہ نہ مجھ کو اس کا عذاب ہو اور نہ ثواب اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفہ کو کہ میرے بعد ہو پہلے مہاجرین کے حق میں کہ ان کے ساتھ نیکی کرے اور ان کا حق پہچانے اور ان کی عزت کا خیال کرے اور نیز میں وصیت کرتا ہوں خلیفہ کو انصار کے حق میں نیکی کرنے کی جنہوں نے جگہ پکڑ رکھی ہے اس گھر میں یعنی مدینہ میں اور ایمان میں یہ کہ ان کے نیکوں سے نیکی قبول کرے یعنی ان کی تعظیم اور تکریم کرے اور ان کے بروں سے برائی معاف کرے یعنی سوائے حدود اللہ اور حقوق العباد کے اگر کوئی کام لائق تعزیر کے ہو تو ٹالا جائے اور نیز وصیت کرتا ہوں میں خلیفہ کو ساتھ خیال رکھنے ذمۃ اللہ کے اور ذمۃ رسول اس کے کی اور اس عہد کے کہ اہل ذمہ اور اہل کتاب وغیرہ مطیع اسلام کے ساتھ کیا ہے یہ کہ پورا کرے عہد ان کا اور یہ کہ لڑے ساتھ غیر اہل ذمہ اور اہل عہد کے اور یہ کہ نہ تکلیف دی جائے اہل ذمہ کو زیادہ طاقت ان کی سے کہ جزیہ سے زیادہ ان سے طلب نہ کیا جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کی قبر کے پاس ایک قبر کے سوا اور کچھ جگہ نہ تھی اور سابق حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مرنے کے وقت کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس دفن نہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور قبر کی جگہ بھی وہاں تھی سو تطبیق یہ ہے کہ شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہلے گمان تھا کہ ایک قبر کے سوا وہاں اور جگہ نہیں سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ وہاں اور قبر کی جگہ بھی باقی ہے اس واسطے مرنے کے وقت یہ فرمایا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکوں کی قبروں کے پاس قبر بنانی واسطے امید نزول رحمت کے درست ہے اور یہ کہ اگر کوئی کسی چیز کا وعدہ کرے تو اس میں رجوع کرنا درست ہے اور وفا کرنا لازم نہیں، انتہی۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ.

مردوں کو برا کہنا درست نہیں۔

١٣٠٦ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

١٣٠٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کو گالی مت دو اور برا مت کہو اس واسطے

اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الْاَعْمَشِ تَابَعَهُ عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ وَابْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ.

کہ وہ تو پہنچ گئے اپنے کیے کو۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو برا کہنا مطلق درست نہیں لیکن یہ حدیث مخصوص ہے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ لوگوں نے ایک میت کی نیکی بیان کی اور ایک کی برائی بیان کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت یا دوزخ اور فرمایا کہ تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہ کیا اور احتمال ہے کہ مراد اموات سے خاص مسلمانوں کے مردے ہوں اس واسطے کہ کافروں کو برا کہنے سے تو اللہ کے نزدیک تقرب حاصل ہوتا ہے اور پھر کہا کہ زیادہ ترجیح قول یہ ہے کہ کافروں اور فاسقوں کے مردوں کی برائیاں بیان کرنی درست ہیں تا کہ لوگ ان سے پرہیز کریں اور نفرت پکڑیں اور اجماع ہے سب علماء کا کہ رواۃ مجروحین کی جرح کرنی درست ہے خواہ زندہ ہوں یا مردہ، انتہی۔

بَابُ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتٰی.

برے مردوں کے یاد کرنے کا بیان

١٣٠٧ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾.

١٣٠٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب نے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ہلاکت ہو تجھ کو تمام دن سو اس کے حق میں یہ سورت اتری کہ ہلاک ہوئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ خود بھی۔

فائدہ: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے پیغمبر! اپنے نزدیکیوں کو ڈرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے اور مکہ والوں کو پکارا وہ سب جمع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے کہ تم پر چڑھ آیا ہے تو تم اعتبار کرو گے انہوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس میں تم کو ڈراتا ہوں بڑے عذاب سے کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے تب ابولہب علیہ اللعنۃ نے یہ کلمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کے مردوں کو برا کہنا درست ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس پر لعنت کی وفیه المطابقة للترجمة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الزَّكٰوةِ — یہ کتاب ہے زکوۃ کے بیان میں

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ زکوۃ کے معنی لغت میں بڑھنا اور پاک کرنا ہے اور زکوۃ کو زکوۃ اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے مال بڑھتا ہے یا اس سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا ان کے متعلق اموال صاحب بڑھنے کے ہیں مانند تجارت اور زراعت وغیرہ کی اور دوسرا اعتبار کر کے زکوۃ کو زکوۃ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ آدمی رذالت بخل اور گناہ ہونے سے پاک ہوتا ہے اور وہ تیسرا رکن ہے ارکان میں سے جن پر اسلام کی بنیاد ہے اور ابن عربی نے کہا کہ اطلاق کیا جاتا ہے زکوۃ کا اوپر صدقہ واجب کے اور مندوب کے اور نفقہ کے اور حق کے اور عفو کے اور شرع میں زکوۃ کہتے ہیں نصاب حولی کی ایک جز فقیر کو دینی کہ ہاشم کی اولاد میں سے نہ ہو پھر اس کا رکن ہے اور وہ مالک ہونا مال نصاب کا ہے کہ برس دن تک ملک میں رہے اور اصل زکوۃ فرض ہے اور منکر اس کا کافر ہے انتہی ملخصا اور اس میں اختلاف ہے کہ زکوۃ کب فرض ہوئی اکثر علماء کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد دوسرے سال میں فرض ہوئی پہلے رمضان کے، انتہی۔

بَابُ وُجُوْبِ الزَّكَاةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاٰتُوا الزَّكَاةَ﴾.

زکوۃ کے واجب ہونے کا بیان کہ مسلمانوں پر زکوۃ فرض ہے اور دلیل اوپر فرض ہونے زکوۃ کے یہ آیت ہے کہ قائم رکھو نماز کو اور دو زکوۃ کو۔

فائدہ: قول کا مرفوع ہے ساتھ ابتدا کے یعنی مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی هو دليل على ما قلنا، انتهى (فتح) اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے وفيه المطابقة للترجمة اور زکوۃ نماز کے ساتھ مذکور ہے قرآن مجید میں بیاسی جگہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو سفیان نے پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سب حدیث بیان کی ابو سفیان نے کہا کہ حکم کرتا ہے ہم کو ساتھ نماز کے اور زکوۃ کے اور برادر پروری کے اور پرہیز گاری کے۔

فائدہ: یہ حدیث ہرقل کی حدیث کا ٹکڑا ہے جو ابتدا کتاب میں گزری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فرض ہے وفیه المطابقة للترجمة.

١٣٠٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ.

١٣٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم کر کے بھیجا اور فرمایا کہ بلا ان کو (اول) طرف گواہی دینے اس کے کی کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں سو اگر وہ یہ بات مانیں اور شہادتین کا اقرار کریں تو ان کو خبر دے کہ اللہ نے فرض کیں ہیں ان پر پانچ نمازیں ہر دن رات میں سو اگر وہ یہ بات مانیں تو ان کو خبر دے کہ اللہ نے فرض کی ہے ان پر زکوٰۃ ان کے مالوں میں کہ لی جائے ان کے مالداروں سے یعنی جو مالک نصاب کے ہوں اور دی جائے ان کے فقیروں کو۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور دوسری جگہ مفصل ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فرض ہے وفیه المطابقة للترجمة.

١٣٠٩ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَا لَهٗ مَا لَهٗ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَا لَهٗ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَقَالَ بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

١٣٠٩۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ مجھ کو بہشت میں داخل کرے لوگوں نے کہا اس کا کیا حال ہے اس کا کیا حال ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوئی حاجت ہے عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک ٹھہرائے تو ساتھ اس کے کسی کو اور قائم رکھے تو نماز کو اور دے تو زکوٰۃ کو اور سلوک کرے تو ساتھ برادری کے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مَحْفُوْظٍ إِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو توحید کے ساتھ متصل بیان کیا اور نیز سائل نے حضرت ﷺ سے وہ عمل پوچھا تھا کہ بہشت میں داخل کرے پس ضروری ہے جواب دینا ساتھ ایسے عمل کے کہ اگر اس کو نہ کرے تو بہشت میں نہ جائے اور جب بہشت میں نہ گیا تو لامحالہ دوزخ میں جائے گا، وفیه المطابقة للترجمة. (فتح)

١٣١٠ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ زُرْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

١٣١٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ پاس آیا اور عرض کی کہ یا حضرت ! آپ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ میں اس کے کرنے سے بہشت میں داخل ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا وہ عمل یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے اور نماز فرض پڑھا کرے اور فرض زکوۃ ادا کیا کرے اور رمضان کے روزے رکھا کرے پھر اس مرد نے کہا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اپنی طرف سے فرض جان کر نہ اس پر کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا سو جب وہ پیٹھ دے کر چلا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو خوشی سے چاہے بہشتی مرد کو دیکھنا تو اس کو دیکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ دینی فرض ہے وفیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث میں حج کا ذکر

نہیں یا تو اس شخص پر حج فرض نہ ہوگا یا یہ سبب کہ حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہوتا ہے بخلاف نماز روزے، زکوٰۃ کے کہ وہ ہمیشہ فرض ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرض زکوٰۃ ادا کیا کرتو اس سے نفلی صدقہ نکل گیا کہ وہ زکوٰۃ لغوی ہے یا یہ اعتراض ہے زکوٰۃ معجلہ سے کہ سال گزرنے سے پہلے دی جائے کہ وہ زکوٰۃ ہے اور فرض نہیں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہشتی ہے تو یہ یا تو آپ کو وحی سے معلوم ہوگیا تھا اور یا اس جگہ شرط مقدر ہے یعنی اگر اس پر ہیشگی کرے گا تو بہشت میں داخل ہوگا اور قرطبی نے کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ نفلوں کو چھوڑ دینا درست ہے لیکن جو ہمیشہ ترک کرے اس کے دین میں نقصان ہوتا ہے اور اگر ان کو بیزار ہو کر چھوڑ دے تو گنہگار ہوتا ہے اور سب اصحاب اور تابعین وغیرہ فرضوں کی طرح سنتوں پر ہیشگی کرتے تھے اور ان کے درمیان ثواب لوٹنے میں کبھی فرق نہ کرتے تھے اور فقہاء نے تو فرض اور سنتوں میں صرف اس واسطے فرق کیا ہے کہ اس پر وجوب اعادہ اور ترک اعادہ مرتب ہوتا ہے اور واجب ہونا عذاب کا اوپر ترک اس کے کی اور نفی اس کی اور شاید یہ لوگ تازہ اسلام لائے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو صرف فرض عمل بتلائے تا کہ ان کو بوجھ معلوم نہ ہو اور تھک نہ جائیں یہاں تک جب ان کے سینے کھل گئے واسطے حرص کرنے کے اوپر تحصیل ثواب مستحبات کے تو مندوبات ان پر آسان ہوگئے، انتہی۔

١٣١١ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ

١٣١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو انہوں نے عرض کی کہ یا حضرت! بیشک ہم جو قوم ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان آڑ ہیں قوم مضر کے کفار اور ہم آپ کے پاس آ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینے میں کہ اس میں لڑائی نہیں ہوتی سو آپ ہم کو وہ عمل بتلایئے کہ ہم اس کو آپ سے سیکھ جائیں اور اپنے پچھلوں کو بتلادیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ پر ایمان لانا ہے یعنی اس طرح گواہی دینا ہے کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے گرہ دی اس طرح یعنی واسطے شمار کرنے ان حکموں کے، اور دوسرا حکم نماز قائم کرنا ہے، اور تیسرا حکم زکوٰۃ کا دینا ہے، اور چوتھا حکم یہ کہ جو غنیمت کا مال

وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ وَأَبُو النُّعْمَانِ عَنْ حَمَّادٍ الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

پاؤ اس سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو سے اور سبز گھڑے سے یعنی مرتبان سے اور کھجور کی لکڑی کے باسن سے اور روغنی رال دار باسن سے جس میں کہ روغن قیر (تارکول) ملا ہو۔

فائدہ: جب شراب حرام ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس کے برتنوں کا استعمال کرنا بھی منع کیا تا کہ شراب یاد نہ رہے اور اس وقت شراب میں یہی چار قسم کے برتن رائج تھے پھر جب شراب کی عادت چھوٹ گئی تو اخیر میں ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دی چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فرض ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣١٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا

١٣١٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے وفات پائی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے یعنی بعض نے زکوٰۃ کے فرض ہونے سے انکار کیا اور بعض نے زکوٰۃ نہ دی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا قصد کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو لوگوں سے کس طرح لڑے گا اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس نے اپنا مال جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے یعنی جب آدمی مسلمان ہوا تو اس کی جان اور مال لینا حرام ہے لیکن اگر ناحق خون کرے گا تو اس کے بدلے مارا جائے گا یا مال ضامن ہو گا تو اس سے مال دلایا جائے گا اور اگر وہ خوف سے ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں کافر رہا تو اس سے اللہ حساب کرے گا دلوں کے حال دریافت کرنے کا حاکم کو حکم نہیں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے کہ فرق کرے درمیان نماز اور زکوٰۃ کے کہ نماز کو فرض جانے اور

هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

زکوٰۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے یعنی جیسے کہ نماز بدن کا حق ہے قسم ہے اللہ کی کہ اگر وہ مجھ سے باز رکھیں گے بکری کا ایک بچہ بھی کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس ادا کیا کرتے تھے تو البتہ اس پر بھی میں ان سے لڑوں گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں وہ مگر کہ اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا سو میں نے پہچان لیا کہ وہی بات حق ہے جس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینی فرض ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلٰى إِيْتَآءِ الزَّكَاةِ. زکوٰۃ دینے پر بیعت کرنے کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے خاص ہے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر اس بات کے کہ بیعت اسلام نہیں تمام ہوتی مگر ساتھ التزام دینے زکوٰۃ کے اور یہ کہ اس کا مانع اپنا عہد توڑنے والا ہے اور باطل کرنے والا ہے بیعت اپنی کا پس وہ خاص ہے واجب ہونے سے اس واسطے کہ ہر وہ چیز کہ اس کو حضرت ﷺ کی بیعت متضمن ہو واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ بیعت ہر واجب کو شامل ہو، انتہی۔

﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾. اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخوت دینی کہ موجب ہے واسطے عصمت مال اور جان کے ساتھ شرط ادائے زکوٰۃ کے ہے اور اس سے باز رہنا اس کے ابطال کا سبب ہے پس حاصل اس آیت کا تاکید ہے واسطے معنی باب کے۔

١٣١٣ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

١٣١٣۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی نماز کے قائم رکھنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ. زکوٰۃ کے نہ دینے والے کے گناہ کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب سابق باب سے خاص ہے اس واسطے کہ اس باب کی حدیث نص ہے اس

بات پر کہ جو زکوۃ نہ دے اس کو بڑا گناہ ہے اور آخرت میں اس کو بڑا عذاب ہوگا اور اس کا رسول اس سے بیزار ہوگا اور فرائض تو صرف باعتبار تفاوت عذاب اور ثواب کے متفاوت ہوتے ہیں سو جس کا عذاب بڑا ہے اس کا وجوب بھی زیادہ تر مؤکد ہے اس واجب سے جس میں مطلق عقوبت وارد ہوئی ہے، انتہی۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾.

اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں (جمع کرتے ہیں) سونا اور روپیہ اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی جس دن دھکائیں (گرم کریں) گے اس پر آگ دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور گردنیں اور پیٹھیں یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

فائدہ: تخصیص ان تین جگہوں کی اس واسطے ہے کہ مالک اس کا جب فقیر کو دیکھتا تھا تو اپنے ماتھے پر بل ڈالتا تھا اور پیٹھ پھیرتا اور پہلو کرتا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے، وفیه المطابقة للترجمة اور اکثر علماء اس پر ہیں کہ یہ آیت اہل کتاب اور سب مسلمانوں کو شامل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خاص اہل کتاب کے حق میں ہے۔ (فتح)

١٣١٤ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْتِي الْإِبِلُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَقَالَ وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَآءِ قَالَ وَلَا يَأْتِيْ أَحَدُكُمْ

١٣١٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اونٹ اپنے مالک پر آئیں گے اس حال میں کہ بہتر ہوں گے اس سے جتنے کہ پہلے تھے یعنی خوب موٹے ہوں گے تاکہ روندنے میں زیادہ تکلیف ہو جب کہ ان کی زکوۃ نہ دی ہوگی کہ وہ اونٹ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور اسی طرح بکریاں بھی قیامت کے دن اپنے مالک پر آئیں گی اس حال میں کہ بہتر ہوں گی اس سے جتنی کہ پہلے تھیں یعنی خوب موٹی ہوں گے جب کہ ان کی زکوۃ نہ دی ہوگی کہ وہ بکریاں اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حق اس کا یہ بھی ہے کہ پانی کے کنارے پر اس کا دودھ دھویا جائے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَأْتِيْ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهٗ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ.

یعنی مساکین لوگ لوٹیں اور نہ آئے کوئی قیامت کے دن ساتھ بکری کے کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہو کہ اس کے لیے آواز ہو گی پس کہے وہ شخص کہ اے محمد! میری شفاعت کریں پس میں کہوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اور تو نے نہ مانا اور نہ آئے کوئی قیامت کے دن ساتھ اونٹ کے کہ وہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہو کہ اس کے لیے آواز ہو گی پس کہے اے محمد! میری شفاعت کریں سو میں کہوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا یعنی جو کوئی زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن اس کا یہ حال ہو گا کہ اس جانور کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو گا پس لازم ہے کہ کوئی ایسا نہ کرے۔

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کا کوئی مالک نہیں جس نے ان کا حق ادا نہ کیا یعنی ان کی زکوٰۃ نہ دی مگر کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ان کا مالک برابر میدان میں منہ کے بل ڈالا جائے گا اس حال میں کہ وہ اونٹ کامل ہوں گے گنتی اور موٹاپے میں نہ گم کرے گا مالک ان کا ان میں سے ایک بچہ اونٹ کا کہ وہ اونٹ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے جب کہ گزرے گی اس پر پہلی جماعت لائی جائے گی اس پر پچھلی جماعت یعنی اس طرح سے چلا جائے گا کہ ایک قطار کے پیچھے دوسری قطار اونٹوں کی اس کو کچلیں گے اس دن میں کہ ہے مقدار اس کی پچاس ہزار سال کی یہاں تک کہ فیصلہ کیا جائے درمیان بندوں کے پس دیکھے گا راہ اپنی یا طرف بہشت کی یا طرف دوزخ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن چوپایوں کو زندہ کیا جائے گا تا کہ عذاب کیا جائے ساتھ ان کے مانع زکوٰۃ کو اور یہ کہ مال میں زکوٰۃ کے سوا اور بھی حق ہے لیکن اس کے ترک پر عذاب نہیں یا محمول ہے اس حالت پر کہ مسافر دودھ کے لیے بے قرار ہو، انتہی ملخصا۔ (فتح)

١٣١٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

١٣١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو کہ اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لیے گنجا سانپ بنایا جائے گا کہ اس کی آنکھوں پر دو نقطے سیاہ ہوں گے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾. الْاٰيَةَ.

کہ قیامت کے دن وہ سانپ بطورِ طوق اسکے گلے میں ڈالا جائے گا پھر وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا پھر کہے گا میں ہوں تیرا مال میں ہوں تیرا خزانہ پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ دی ان کو اللہ نے اپنے فضل سے یعنی مال اپنا کہ وہ بہتر ہے ان کے لیے بلکہ برا ہے ان کے لیے قریب ہے کہ طوق ڈالے جائیں گے اس چیز کا کہ بخل کرتے ہیں ساتھ اس کے قیامت کے دن یعنی وہ مال طوق ہو کر ان کی گردنوں میں پڑے گا۔

فائدہ: گنجا سانپ یعنی اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے یہ علامت ہے بہت زہریلے ہونے اس کے کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چاندی سونے کا ایسا کوئی مالک نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو آگ سے پگھلا کر چاندی سونے کے پترے بنائے جائیں گے پھر دوزخ کی آگ میں وہ پترے گرم کیے جائیں گے پھر ان سے مالک کی کوکھ اور ماتھا اور پیٹھ داغے جائیں گے سو یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دونوں امر اکٹھے ہوں اور دونوں طرح سے عذاب کیا جائے۔

بَابُ مَا أُدِّيَ زَكَاتُهٗ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ.

جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ خزانہ نہیں اور آیت ﴿والذين يكنزون الذهب والفضة﴾ الآیۃ کی وعید میں داخل نہیں واسطے دلیل اس حدیث کے کہ نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو پانچ اوقیہ سے کم چاندی ہو وہ کنز میں داخل نہیں بلکہ معاف ہے اور جو پانچ اوقیہ سے زیادہ ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی جس مال میں زکوٰۃ واجب نہیں اس کو کنز نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ معاف ہے اور جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو چاہیے کہ اس کو بھی کنز نہ کہا جائے اس لیے کہ وہ بھی معاف ہے ساتھ نکالنے زکوٰۃ واجب کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں اگرچہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہو اور جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے اگرچہ زمین کے اوپر ہو، انتہی۔ (فتح) اور حاصل اس کا یہ ہے کہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ الآیۃ سے ظاہراً وہم ہوتا ہے کہ مال جمع کرنا مطلق

درست نہیں خواہ اس کی زکوٰۃ ادا کی ہو یا نہ کی ہو سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے یہ باب باندھا اور بیان کیا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا اور زمین میں دبانا درست ہے اور اس آیت کی وعید میں داخل نہیں اور اس پر سب اصحاب کا اجماع ہے سوائے ابوذر رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

١٣١٦ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ أَخْبِرْنِيْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا فَوَيْلٌ لَهُ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ.

١٣١٦۔ حضرت خالد بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے سو ایک دیہاتی نے کہا کہ خبر دے مجھ کو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ جو لوگ کہ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی آخر آیت تک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو کوئی مال جمع کرے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو خرابی ہے واسطے اس کے اور یہ حکم تو زکوٰۃ کے اترنے سے پہلے تھا سو جب زکوٰۃ نازل ہوئی اور واجب ہوئی تو کیا اس کو اللہ نے پاک کرنے والی واسطے مالوں کے۔

فائدہ: یعنی مال کا جمع کرنا کہ حاجت سے زیادہ ہو ابتدائے اسلام میں مطلق منع تھا تا کہ فقراء کے ساتھ سلوک کیا جائے پھر جب زکوٰۃ واجب ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوا پس جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا درست ہے اور اس آیت کی وعید میں داخل نہیں، وفیه المطابقة للترجمة. (فتح)

١٣١٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ.

١٣١٧۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ وسق سے کم تر چھوہارے میں زکوٰۃ۔

فائدہ: اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوئے جو تولے کے حساب سے ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو تخمینا پانچ من پختہ ہوتے ہیں اس حدیث میں تین چیزوں کے نصاب کا بیان ہے کہ ان سے کمتر میں زکوٰۃ نہیں اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ اور جمہور کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا درست ہے، کما مر وفیه المطابقة للترجمة.

١٣١٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هٰذَا قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُلْتُ نَزَلَتْ فِينَا وَفِيهِمْ فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذَاكَ وَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَشْكُونِي فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنِ اقْدَمِ الْمَدِينَةَ فَقَدِمْتُهَا فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتّٰى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ ذَاكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لِي إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيبًا فَذَاكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هٰذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ أَمَّرُوا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ.

١٣١٨۔ حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ربذہ (ایک بستی کا نام ہے تین منزل پر مدینہ سے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی قبر اسی جگہ میں ہے) میں گزرا پس اچانک میں نے وہاں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا سو میں نے ان سے کہا کہ کس چیز نے تم کو یہاں اتارا ہے یعنی تم مدینہ کو چھوڑ کر اس بستی میں کیوں آ ٹھہرے ہو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں شام میں تھا سو میں اور معاویہ دونوں اس آیت میں جھگڑے کہ وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری ہے یعنی یہ حکم صرف انہیں کے ساتھ خاص ہے کہ ان کو مال جمع کرنا مطلق درست نہیں اور مسلمانوں کو درست ہے جب کہ زکوٰۃ دیں اور میں نے کہا کہ ہمارے اور اہل کتاب سب کے حق میں اتری ہے یعنی یہ آیت عام ہے مسلمانوں اور اہل کتاب سب کو شامل ہے سو میرے اور اس کے درمیان اس باب میں گفتگو ہوئی سو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف میری شکایت لکھی سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا کہ تو مدینہ میں چلا آ سو میں مدینہ میں آیا اور بہت لوگ میرے پاس جمع ہوئے یہاں تک کہ گویا انہوں نے اس سے پہلے مجھ کو کبھی نہ دیکھا تھا سو میں نے وہ گفتگو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کی سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو لوگوں سے کنارہ پکڑے اور گوشہ گیری کرے اور مدینہ کے قریب رہے تو بہت

خوب ہو سو یہ چیز ہے جس نے کہ مجھ کو اس جگہ اتارا اور اگر حبشی کو مجھ پر سردار بنائیں تو البتہ میں اس کا کہا مانوں اور اطاعت کروں۔

فائدہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے اور بڑے زاہد تھے ظاہر اس آیت کی دلیل سے کہتے تھے کہ جو مال حاجت سے زیادہ ہو اس کا پاس رکھنا اور جمع کرنا حرام ہے اگر چہ اس کی زکوٰۃ بھی ادا کر چکا ہو اور معاویہ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے ساتھ خاص ہے مطلق مال جمع کرنے کی وعید ان کے حق میں ہے اور مسلمان جب زکوٰۃ ادا کریں تو اس وعید میں داخل نہیں اور یہی قول ہے سب اصحاب کا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا اور دبانا درست ہے اگر چہ حاجت سے زیادہ ہو اور بہت ہو وفیہ المطابقة للترجمة اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ احکام شریعت کے اس واسطے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں نے اہل کتاب کو اس میں شامل کیا اور یہ کہ حاکموں کو چاہیے کہ علماء کے ساتھ نرمی کریں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود کہ حاکم تھا ابو ذر رضی اللہ عنہ پر جبر نہ کیا اور یہ کہ امام سے بغاوت کرنی درست نہیں اور یہ کہ حاکموں کی اطاعت کرنا بہت عمدہ بات ہے اور یہ کہ جائز ہے حکم کرنا افضل کو ساتھ اطاعت مفضول کے اور یہ کہ جائز ہے اختلاف کرنا اجتہاد میں اور یہ کہ جائز ہے شدت کرنی امر معروف میں اگر چہ اس سے وطن چھوڑنے پر نوبت پہنچے اور یہ کہ جلب مصلحت پر دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے، انتہی۔

١٣١٩ ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَسْتُ ح وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ الشِّخِّيْرِ أَنَّ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى مَلَإٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَجَآءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتّٰى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُّحْمٰى عَلَيْهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوْضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ

١٣١٩۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا سو ایک مرد سخت بال اور سخت کپڑوں اور سخت شکل والا آیا یعنی اس کے کپڑے اور بال موٹے تھے اور سادہ معلوم ہوتا تھا یہاں تک کہ ان کے سر پر کھڑا ہو کر سلام کیا پھر کہا کہ خوشخبری دے مال جمع کرنے والوں کو ساتھ پتھر کے کہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر رکھا جائے گا اوپر نوک چھاتی مالدار کے یہاں تک کہ نکلے گا اس کے مونڈھے کے اوپر والی ہڈی سے یعنی پچھلی طرف سے اور رکھا جائے گا اوپر ہڈی مونڈھے اس کے کے یہاں تک کہ اس کے پستان کی نوک سے نکل جائے گا اور بخیل تھر تھرائے گا پھر وہ شخص پیٹھ دے کر ایک کھمبے (ستون) کے پاس جا کر بیٹھا

حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهٖ وَيُوْضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهٖ يَتَزَلْزَلُ ثُمَّ وَلّٰى فَجَلَسَ إِلٰى سَارِيَةٍ وَتَبِعْتُهٗ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَدْرِيْ مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهٗ لَا أُرَى الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِيْ قُلْتَ قَالَ إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا قَالَ لِيْ خَلِيْلِيْ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيْلُكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتُبْصِرُ أُحُدًا قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَأَنَا أُرَى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِيْ فِيْ حَاجَةٍ لَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهٗ كُلَّهٗ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ وَإِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُوْنَ إِنَّمَا يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا وَلَا وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنٍ حَتّٰى أَلْقَى اللّٰهَ.

اور میں بھی اس کے پیچھے چلا گیا اور اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے سو میں نے اس سے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ان لوگوں کو مگر کہ ناخوش جانا اس کو جو کچھ کہ تو نے کہا' کہا وہ کچھ نہیں سمجھتے میرے دوست نے مجھ کو کہا میں نے کہا (احنف کا قول ہے) تیرا دوست کون ہے جس کو تو مراد رکھتا ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کو مراد رکھتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اے ابوذر! کیا تو اُحد پہاڑ کو دیکھتا ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ کتنا دن باقی ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ مجھ کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے ہیں یعنی عرض کی کہ میں دیکھتا ہوں فرمایا کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو کہ میں وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں سوائے تین دیناروں کے اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ محض بے عقل ہیں یہ تو صرف دنیا جمع کرتے ہیں اور قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں ان سے دنیا چاہتا ہوں اور نہ کوئی دین کا مسئلہ پوچھتا ہوں یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مال جمع نہ کرے لیکن یہ حدیث اولویت پر محمول ہے اس واسطے کہ مال کا جمع کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن جمع کرنے والے سے اس کا حساب لیا جائے گا کہ کس جگہ خرچ کیا اور حساب میں خطرہ ہے پس نہ جمع کرنا مال کا اسلم ہے اور اولیٰ ہے واجب نہیں جیسے کہ آئندہ باب سے معلوم ہوتا ہے اور جو حدیث کہ مال کے حاصل کرنے اور خرچ کرنے کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر کہ اس کو حلال وجہ سے کمائے کہ اس پر حساب کا خوف نہ ہو اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تین دینار چاہتا ہوں تو شاید یہ واسطے کسی حاجت کے تھا کہ اس وقت آپ کو پیش آئی تھی یا واسطے ادائے قرض کے تھا اور اس حدیث کو ترجمہ باب سے ظاہرا کچھ مناسبت معلوم نہیں ہوتی اس واسطے کہ باب کا مسئلہ یہ ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کا جمع کرنا درست ہے اور یہ بات اس سے معلوم نہیں ہوتی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں کل مال خرچ کر ڈالنا درست ہے جب تک کہ وارث کا محروم ہونا لازم نہ آئے۔ (فتح)

بَابُ إِنْفَاقِ الْمَالِ فِيْ حَقِّهِ.

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا بیان۔

١٣٢٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

١٣٢٠۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت دی اوپر خرچ کرنے اس کے کے بیچ راہ اللہ کے اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی یعنی قرآن اور حدیث سو وہ اس کے ساتھ عمل کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

فائدہ: حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے اور چاہے کہ جاتی رہے یہ حرام ہے اور اکثر خلق اسی رنج اور بلا میں مبتلا ہے لیکن اگر کسی دیندار کو دیکھ کر آرزو کرے کہ اللہ ہم کو بھی ایسا کرے تو درست ہے یہ حسد نہیں اس کو غبط کہتے ہیں اور وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ جہل اور بخل آدمی کی دونوں صفتیں فطرتی ہیں پس ان کا اہتمام کرنا زیادہ مقصود تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت ہے پس یہ دلیل ہے اس پر کہ جن حدیثوں میں مال جمع کرنے کی وعید آئی ہے مراد ان سے وہ مال ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو۔ (فتح)

بَابُ الرِّيَآءِ فِي الصَّدَقَةِ.

خیرات میں ریا کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ریا خیرات کو باطل کر دیتی ہے پس مراد اس سے وہ خیرات ہے کہ محض لوگوں کے دکھلانے کے لیے کرے تا کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ. وَالْأَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ﴾.

یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ستا کر جیسے وہ شخص جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اس کی مثال جیسے صاف پتھر اس پر پڑی ہے مٹی پھر اس پر برسا زور کا مینہ تو اس کو کر رکھا سخت کچھ ہاتھ نہیں لگتی ان کو اپنی کمائی اور اللہ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو۔

فائدہ: یعنی اگر دکھانے کی نیت سے خرچ کیا تو جیسے پتھر پر دانہ بویا جب زور کا مینہ برسا تو صاف رہ گیا اس میں کیا اُگے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریا کاری خیرات کو باطل اور ضائع کر دیتی ہے اگر دکھلانے کی نیت سے خرچ

کرے تو مطلق کچھ ثواب نہیں ملتا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تشبیہ دی مبطل ثواب صدقہ کو ساتھ اس شخص کے کہ صدقہ میں ریا کرے، اور مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے مشبہ سے پس ریا کرنے والا لامحالہ اس سے بدتر ہوگا، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِيْدٌ وَالطَّلُّ النَّدٰى.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صلدا (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی یہ ہیں کہ اس پر کوئی چیز نہ ہو اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وابل (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی سخت مینہ ہیں اور طل کے معنی تراوٹ کے ہیں۔

بَابُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ وَّلَا يَقْبَلُ إِلَّا مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ لِقَوْلِهِ ﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا أَذًى وَّاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ﴾.

یعنی نہیں قبول کرتا اللہ وہ صدقہ کہ لوٹ کے مال میں خیانت کی ہو اور نہیں قبول کرتا صدقہ مگر پاک کمائی سے کہ وہ حلال سے کمایا ہو واسطے دلیل اس آیت کے کہ بات کہنی معقول اور درگزر کرنی بہتر ہے اس خیرات سے جس کے پیچھے ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ ہے تحمل والا یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بدخوئی پر درگزر کرنا بہتر ہے اس سے کہ دے اور پھر اس کو بار بار دبائے یا سمجھے کہ میں نے تو اللہ کو دیا ہے اس کو کیا پرواہ ہے مگر اپنا بھلا کرتا ہوں

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لوٹ کے مال میں سے خیانت کر کے صدقہ دے تو وہ قبول نہیں ہوتا اس واسطے کہ جب متصدق علیہ معلوم کرے گا کہ یہ صدقہ لوٹ کے مال میں سے خیانت کی ہوئی ہے یا کسی سے ناحق چھینا ہوا ہے تو وہ اس سے ایذا پائے گا اور اس کے ساتھ کبھی راضی نہ ہوگا جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دودھ قے کیا جب کہ معلوم ہوا کہ وہ حلال کمائی میں سے نہیں اور صدقہ کرنے والے پر یہ بات صادق آتی ہے کہ اس نے سائل کو ایذا دی ساتھ تعریض کھانے اس چیز کے کہ اگر وہ اس کو جانے تو قبول نہ کرے، انتہی۔ (فتح) اور شارح تراجم نے لکھا ہے کہ غاصب ایذا دینے والا ہے واسطے صاحب مال کے اور گنہگار ہے بیچ تصرف اس کے کے پس یہ صدقہ بطریق اولیٰ قبول نہ ہوگا، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ لِقَوْلِهِ پاک کمائی سے صدقہ قبول ہونے کا بیان یعنی حلال مال

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾.

سے صدقہ قبول ہوتا ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکرے گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ ان کو ہے بدلہ ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ حلال مال سے صدقہ قبول ہوتا ہے اس واسطے کہ صدقات کا لفظ اگرچہ عام ہے شامل ہے ہر صدقہ کو پاک مال سے ہو یا ناپاک سے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس صدقہ کے کہ پاک مال سے ہو ساتھ دلیل آیت ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ کے یعنی قصد نہ کرو گندی اور ناپاک چیز کا کہ خرچ کرو، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٢١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ وَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ تَابَعَهٗ سُلَيْمَانُ عَنِ ابْنِ دِينَارٍ وَقَالَ وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَسُهَيْلٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

١٣٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کھجور کے برابر حلال روزی سے اور اللہ قبول بھی نہیں کرتا سوائے حلال کے تو اس کو اللہ قبول کرتا ہے رحمت کے دائیں ہاتھ سے پھر اس کو پالتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کہ تم اپنا بچھڑا پالتے ہو یہاں تک کہ اس تھوڑی چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی اگر حلال مال تھوڑا بھی اللہ کی راہ میں دے تو اس کا ثواب بے حساب ہے اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگر کوئی حرام مال سے لاکھوں روپے خرچ کرے تو اللہ اس کو ہرگز قبول نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ حلال مال سے کوڑی دینا بھی لاکھوں روپے کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ تیسرا یہ کہ مسلمان صدقہ خرچ کرنے میں حلال مال کا دھیان رکھے تھوڑے بہت کا خیال نہ کرے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ. نہ قبول کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی قیامت کے قریب زمین اپنے سب خزانے باہر نکال ڈالے گی اور سب مالدار ہو جائیں گے کسی کو مال کی حاجت نہ رہے گی کوئی صدقہ قبول نہ کرے گا پس بہتر ہے کہ ایسا وقت آنے سے پہلے صدقہ کرے۔

١٣٢٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَّمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا.

١٣٢٢۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کرو اور صدقہ دو اس واسطے کہ قریب ہے کہ مرد اپنا صدقہ لے جائے گا تو نہ پائے گا کسی کو صدقہ قبول کرے فقیر کہے گا کہ تو اس کو کل لاتا تو میں اس کو قبول کرتا اور آج تو مجھ کو حاجت نہیں۔

فائدہ: قیامت کے قریب زمین اپنے خزانے باہر نکال دے گی سب لوگ مالدار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو صدقہ قبول کرے سو فرمایا کہ اس وقت کو غنیمت جانو جو دینا ہے سو محتاجوں کو دو اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٣٢٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِيْ.

١٣٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تم میں بہت مال ہو جائے گا تو اُبل پڑے گا یہاں تک کہ مالدار فکر میں رنجیدہ ہوگا کہ کون اس کی زکوٰۃ کا مال لے اور یہاں تک کہ اس کو کسی محتاج کے پیش کرے گا تو وہ فقیر کہے گا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب مال کی کثرت ہوگی سب لوگ مال دار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا کہ زکوٰۃ کا مال لے پس مناسب ہے کہ آدمی اس وقت سے پہلے پہلے خیرات کرے، **وفیه المطابقة للترجمة.**

١٣٢٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ النَّبِيْلُ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ الطَّآئِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ وَالْاٰخَرُ يَشْكُوْ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ إِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَأَمَّا الْعَيْلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهٖ لَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ حِجَابٌ وَّلَا تَرْجُمَانٌ يُّتَرْجِمُ لَهٗ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهٗ أَلَمْ أُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

١٣٢٤۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا سو دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ ان میں سے ایک تو محتاجی کی شکایت کرتا تھا اور ایک رہزنوں کی شکایت کرتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہزنی کا تو یہ حال ہے کہ نہ گزرے گا تجھ پر مگر تھوڑا زمانہ یہاں تک کہ چلے گا قافلہ طرف مکہ کی بغیر سردار اور نگہبان کے یعنی عنقریب ہے کہ ملک میں امن ہوگا کہ کوئی رہزن اور ڈاکو نہ رہے گا لیکن محتاجی پس تحقیق قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنا صدقہ لے کر گھومے گا تو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا صدقہ قبول کرے یعنی خاطر جمع رکھ کہ عنقریب محتاجی دور ہوگی لوگوں میں کوئی محتاج نہ رہے گا پھر تم میں سے کوئی آدمی اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان نہ کوئی پردہ ہوگا اور نہ کوئی ترجمان کہ ایک کی بات دوسرے کو سمجھائے پھر اللہ اس کو فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھ کو مال نہیں دیا تھا سو بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں دیا تھا پھر اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجا تھا سو بندہ کہے گا کہ کیوں نہیں پھر بندہ اپنی دائیں طرف نظر کرے گا پس نہ دیکھے گا مگر آگ پھر اپنی بائیں طرف نظر کرے گا سو نہ دیکھے گا مگر آگ پس چاہیے کہ بچے ہر آدمی دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی یعنی تھوڑی خیرات بھی دوزخ سے بچاتی ہے اور اگر کوئی چیز خیرات کے لیے نہ پائے تو اچھی بات ہی سہی کہ اس سے سائل کا دل خوش ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اس وقت کو غنیمت جانے جو صدقہ دینا ہو وہ محتاجوں کو دے اس وقت سے پہلے کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے، وفيه المطابقة للترجمة.

۱۳۲۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ.

۱۳۲۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے صدقے کا سونا لے کر پھرے گا سو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا صدقہ قبول کرے اور ایک مرد دیکھا جائے گا کہ اس کے پیچھے چالیس عورتیں ہوں گی جو اس کے ساتھ پناہ پکڑیں گی مردوں کے کم ہونے کے سبب سے اور عورتوں کے زیادہ ہونے کے سبب سے۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالْقَلِيْلِ مِنَ الصَّدَقَةِ ﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ الْآيَةَ وَإِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ﴾.

آدھی کھجور اور تھوڑے صدقہ کے ساتھ آگ سے بچنے کا بیان یعنی آدمی کو چاہیے کہ صدقہ دے تھوڑا ہو یا بہت یہ خیال نہ کرے کہ یہ تھوڑا ہے اس سے کیا ہوگا اور مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی حاصل کرنے کو اور اپنا دل ثابت کرنے کو جیسے ایک باغ ہے بلندی پر اس پر مینہ پڑا تو لایا اپنا پھل دگنا پھر اگر نہ پڑا اس پر مینہ تو اوس (شبنم) ہی پڑی اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے بھلا خوش لگتا ہے تم میں سے کسی کو کہ ہو اس کا ایک باغ کھجور اور انگور کا نیچے اس کے بہتی ہوں ندیاں اس کو وہاں حاصل ہو سب طرح کا میوہ

فائدہ: اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینے کا بہت بڑا ثواب ہے جہاں تک ہو سکے آدمی صدقہ دے تھوڑا ہو یا بہت اس واسطے کہ آیت میں صرف مال کا ذکر ہے کہ مال خرچ کرتے ہیں اور مال عام ہے شامل ہے تھوڑے کو بھی اور بہت کو بھی اس واسطے کہ اس میں تمثیل دی گئی ہے صدقہ کو مینہ کے ساتھ اور اوس (شبنم) کے ساتھ پس مینہ سے مراد بہت صدقہ ہے اور اوس سے تھوڑا، انتہیٰ۔ (فتح)

١٣٢٦ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالُوْا مُرَآئِيْ وَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا فَنَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ الْاٰيَةَ.

١٣٢٦۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت اتری یعنی ﴿خذ من اموالهم صدقة﴾ کہ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تو اس وقت ہم مزدوری کے لیے اپنے مونڈھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے یعنی مزدوری کیا کرتے تھے تا کہ کما کر صدقہ کریں سو ایک مرد آیا یعنی عبدالرحمٰن بن عوف اور اس نے بہت مال صدقہ کیا یعنی آٹھ ہزار یا چار ہزار درہم سو منافقوں نے طعن کیا کہ اس نے لوگوں کو دکھلانے کے لیے صدقہ کیا ہے اللہ کی رضامندی مقصود نہیں پھر ایک مرد آیا اور اس نے ایک صاع صدقہ کیا تو منافقوں نے کہا کہ اللہ کو اس کے صاع کی کچھ حاجت نہیں تب یہ آیت اتری کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں دل کھول کر خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان کو جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت کا پھل ان پر ٹھٹھا کرتے ہیں اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے کم خیرات کرنے والوں کی بھی تعریف کی ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٢٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوْقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ الْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ.

١٣٢٧۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حکم کرتے صدقہ دینے کا تو ہم میں سے کوئی بازار کی طرف جاتا اور گردن پر بوجھ اٹھاتا اور ایک مد یعنی بقدر تین پاؤ کے اناج کماتا اور بیشک آج بعض اصحاب کے پاس لاکھ درہم ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ نہایت تنگ اور مفلس تھے اور تاہم پھر بھی اللہ کی راہ میں خیرات کرتے تھے اور اب لوگوں کے پاس لاکھ لاکھ درھم ہیں پھر بھی خیرات نہیں کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کا بڑا ثواب ہے اگرچہ تھوڑا ہو، وَ فيه المطابقة للترجمة.

١٣٢٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

١٣٢٨۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو آگ سے اگرچہ آدھی کھجور کے ساتھ۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ہر صدقہ کو شامل ہے تھوڑا ہو یا بہت، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٢٩ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ.

١٣٢٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت دو بیٹیاں لے کر میرے پاس سوال کرتی آئی سو اس نے میرے پاس کوئی چیز نہ پائی سوائے ایک کھجور کے یعنی اس وقت میرے پاس کچھ موجود نہ تھا صرف ایک کھجور تھی سو میں نے اس کو وہ کھجور دی اس نے آپ نہ کھائی دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دی پھر اٹھ کر چلی گئی سو حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے میں نے یہ حال آپ سے عرض کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جانچا (آزمایا) جائے بیٹیوں سے کسی چیز میں (پھر ان کے ساتھ بھلائی کرے) تو قیامت میں وہ بیٹیاں اس کی آڑ ہو جائیں گی اس کو دوزخ سے بچائیں گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل صدقہ کا بھی بڑا ثواب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيْحِ الصَّحِيْحِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَأَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ إِلٰى اٰخِرِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَّالْكَافِرُوْنَ

حالت صحت میں اور بخل میں صدقہ کرنے کی فضیلت کا بیان واسطے دلیل اس آیت کی کہ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اس سے پہلے کہ پہنچے تم میں سے کسی کو موت تب کہے اے رب! کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگوں میں سے اور واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو! خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اس سے پہلے کہ آئے وہ دن کہ نہ اس میں سودا

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ الْاٰيَةَ.

ہے اور نہ دوستی اور نہ سفارش کام آئے گی اور منکر لوگ وہی ہیں ظالم۔

فائدہ: ان آیتوں میں ڈرانا ہے ڈھیل کرنے سے صدقہ میں اور رغبت دلانا ہے بیچ جلدی کرنے اس کے کے پہلے موت سے یعنی مستحب ہے کہ آدمی موت سے پہلے صدقہ میں جلدی کرے دیر نہ کرے ایسا نہ ہو کہ اچانک سر پر موت آ جائے اور خیرات کرنی نہ پائے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

١٣٣٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حال میں کہ تو تندرست ہو اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو اور مالداری کی امید رکھتا ہو اور خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ جب مرنے لگے اور روح گلے میں پہنچے تو اس وقت تو یوں کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اور وہ تو فلاں وارث کا ہو چکا۔

فائدہ: یعنی خیرات کرنا صحت کی حالت میں افضل ہے کہ مال دینے کو جی نہ چاہے زندگی کی امید ہو یہ نہیں کہ جب جان نکلنے لگے تو وصیت شروع کی کہ فلاں کو اتنا مال دینا اور فلاں کو اتنا مال اس واسطے کہ اگر اس وقت کسی کو مال نہ دے گا تو بھی مال اس کے ہاتھ سے گیا اور وارثوں کو ملا، وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری مالک کا ہاتھ بعض مال سے قاصر کر دیتی ہے اور یہ کہ بیماری کی حالت میں سخاوت کرنی بخل کا نشان نہیں مٹاتی۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اس واسطے کہ اس کو پہلے باب سے تعلق ہے۔

١٣٣١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا

١٣٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض بیویوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم میں سے آپ کے ساتھ جلد تر ملنے والی بیوی کون ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ہاتھ زیادہ تر لمبا ہے سو آپ کی بیویوں نے کانے کا ایک ٹکڑا لیا اس حال میں کہ اپنے ہاتھ ناپتی تھیں سو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ

أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا قَالَ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهٖ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ.

سب سے زیادہ لمبا ٹھہرا جب حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ہم نے معلوم کیا کہ لمبے ہاتھ سے سخاوت مراد ہے اور ہم میں سے حضرت ﷺ کے ساتھ جلد تر ملنے والی زینب رضی اللہ عنہا تھی کہ وہ خیرات کرنے کو بہت دوست رکھتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحت اور بخل کی حالت میں خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اس واسطے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا صحت کی حالت میں بہت خیرات کیا کرتی تھیں تو سب سے پہلے حضرت ﷺ کے ساتھ جاملیں اور کون نعمت بڑی ہے ملنے عاشق کے سے ساتھ معشوق اپنے کے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ وَقَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً﴾ الْآيَةَ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾.

ظاہر کر کے خیرات کرنے کا بیان یعنی ظاہر کر کے خیرات کرنا درست ہے اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ خرچ کرتے ہیں مال اپنے رات میں اور دن میں چھپے اور کھلے انہی کو ہے مزدوری ان کی اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

فائدہ: اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے کہ ان کے پاس چار درہم تھے ایک رات کو خرچ کیا اور ایک دن کو اور ایک ظاہر اور ایک پوشیدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خیرات کو ظاہر کر کے دینا درست ہے اس میں ریا نہیں، وفيه المطابقة للترجمة. (فتح)

بَابُ صَدَقَةِ السِّرِّ.

پوشیدہ خیرات کرنے کا بیان یعنی افضل ہے بہ نسبت ظاہر کے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهٗ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک وہ مرد اللہ کے سائے میں ہوگا جس نے خیرات کی تو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بایاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

وَقَوْلِهٖ ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ اگر تم کھلے دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تم کو بہتر

خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ الْاٰيَةَ.

ہے اور اتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنا افضل ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلٰى غَنِيٍّ وَّهُوَ لَا يَعْلَمُ.

مالدار کو خیرات دینے کا بیان اس حال میں کہ صدقہ کرنے والا نہ جانتا ہو کہ وہ مالدار ہے یعنی اس کا صدقہ قبول ہے۔

١٣٣٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدَيْ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدَيْ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَعَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى غَنِيٍّ فَأُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ أَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ.

١٣٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد نے کہا کہ بیشک میں آج رات خیرات دوں گا سو وہ اپنی خیرات لے کر نکلا تو اس کو چور کے ہاتھ میں رکھ آیا تو فجر کو لوگ گفتگو کرنے لگے کہ چور کو صدقہ ملا سو اس مرد نے کہا کہ الٰہی! تیرا شکر ہے بیشک اب میں اور خیرات کروں گا سو وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور اس کو حرام کار عورت کے ہاتھ میں رکھ آیا سو فجر کو لوگ گفتگو کرنے لگے کہ رات کو حرام کار عورت کو خیرات ملی سو اس مرد نے کہا کہ الٰہی! تیرا شکر ہے حرام کار کی خیرات پر بیشک اب میں اور خیرات دوں گا سو وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور اس کو مالدار کے ہاتھ میں رکھ آیا سو فجر کو لوگ ذکر کرنے لگے کہ مالدار کو خیرات ملی سو اس مرد نے کہا الٰہی! تیرا شکر ہے چور کی خیرات پر اور حرام کار کی خیرات پر اور مالدار کی خیرات پر سو اس کے پاس کوئی شخص آیا یعنی خواب میں اس کو کہا گیا یا ہاتف نے اس کو خبر دی یا پیغمبر نے کہ تیری خیرات قبول ہوگئی چور کی خیرات تو اس واسطے قبول ہوئی کہ شاید وہ اس کے سبب سے چوری سے باز رہے اور حرام کار کی خیرات اس واسطے قبول ہوئی کہ شاید وہ خیرات کا مال پا کر حرام کاری سے باز رہے اور شاید کہ مالدار سوچے اور شرمائے سو وہ بھی خیرات کرے اس مال سے کہ اللہ نے اس کو دیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بھول کر ناواقفی سے کسی مالدار کو خیرات دے دے تو اس کی خیرات قبول ہو جاتی ہے، وفيه المطابقة للترجمة اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خیرات کا ثواب کسی طرح ضائع نہیں ہوتا اگرچہ ناواقفی سے بے موقع خرچ ہو نیت خالص چاہیے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس میں علماء کو اختلاف ہے کہ اگر زکوۃ فرض بے موقع صرف ہو تو وہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں اور حدیث سے نہ تو اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور نہ جواز اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ اخلاص کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ جب صدقہ بے موقع خرچ ہو تو مستحب ہے پھیر دینا اس کا اور یہ کہ حکم ظاہر کا ہے یہاں تک کہ اس کے خلاف ظاہر ہو، انتہیٰ۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهٖ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ.

اگر کوئی ناواقفی سے اپنے بیٹے کو خیرات دے دے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی قبول ہے

١٣٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ أَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبِيْ وَجَدِّيْ وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِيْ وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبِيْ يَزِيْدُ أَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُّ فَخَاصَمْتُهٗ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ.

١٣٣٣۔ حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اور میرے باپ نے اور دادا نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح چاہا سو آپ نے میرا نکاح کرایا اور میں آپ کے پاس جھگڑا لایا (اور وہ جھگڑا یہ ہے) کہ میرا باپ یزید کچھ دینار لے کر نکلا کہ ان کو خیرات کرے سو ایک مرد مسجد میں بیٹھا تھا وہ دینار اس کے پاس رکھ آیا سو میں نے آ کر وہ دینار لیے اور اپنے باپ کے پاس لایا سو میرے باپ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے تجھ کو دینے کا ارادہ نہ کیا تھا سو میں اور وہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت ﷺ کے پاس گئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو ہو چکا جو تو نے نیت کی، اے یزید! یعنی تیرے اوپر سے زکوۃ ادا ہو گئی کہ تو نے محتاج کی نیت کی تھی تیرا بیٹا محتاج ہے اور حلال ہے واسطے تیرے وہ چیز کہ لی تو نے اے معن یعنی تجھ کو لینا درست ہے کہ تجھ کو حاجت ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ناواقفی سے اپنے بیٹے کو خیرات دے دے تو درست ہے اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے معلوم کرنے کے بعد بیٹے کو صدقہ دینا جائز رکھا تو نہ معلوم کرنے کے وقت اس کو صدقہ دینا بطریق اولیٰ درست ہے وفيه المطابقة للترجمة اور یہی مذہب ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ اگر

اندھیرے میں باپ اپنے بیٹے کو زکوٰۃ دے دے ناواقفی سے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے دوبارہ زکوٰۃ دینا ضروری نہیں اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے انعام کے ساتھ فخر کرنا درست ہے اور جائز ہے جھگڑنا بیٹے کا ساتھ باپ کے اور جھگڑا لے جانا طرف حاکم کی اور یہ عقوق میں داخل نہیں اور یہ کہ جائز ہے وکیل کرنا صدقہ میں اس واسطے کہ یزید نے وہ صدقہ اپنے وکیل کو دیا تھا کہ کسی کو دے دے خاص کر نفلی صدقہ میں وکیل کرنا تو بطریق اولیٰ درست ہے اس لیے کہ اس میں ایک قسم کا خفا ہے اور یہ کہ صدقہ کرنے والے کو اپنی نیت کا ثواب ملتا ہے خواہ اس کا صدقہ مستحق کے ہاتھ میں پڑے یا غیر مستحق کے ہاتھ میں اور یہ کہ باپ کو اپنے بیٹے کے صدقہ میں رجوع کرنا درست نہیں بخلاف ہبہ کے کہ اس کو اس میں رجوع کرنا درست ہے، انتہیٰ۔

بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِيْنِ.

دائیں ہاتھ سے صدقہ دینے کا بیان یعنی افضل ہے۔

فائدہ: شارح تراجم نے کہا کہ مراد اس باب سے یہ ہے کہ اپنا صدقہ اپنے ہاتھ سے دینا افضل ہے اس سے کہ وکیل کے ہاتھ سے دے ساتھ قرینہ آئندہ باب کے واسطے مطابق ہونے آٹھویں حدیث کے باب سے۔

١٣٣٤ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ إِمَامٌ عَدْلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

١٣٣٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں (اور مراد اس سے سایہ عرش کا ہے یا درخت طوبیٰ کا) ایک تو منصف سردار، دوسرا جوان جو امنگ جوانی سے اللہ کی بندگی میں مشغول ہو کہ وہ وقت غلبہ شہوت اور ہوائے نفسانی کا ہے، تیسرا وہ مرد جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت ہو اور مسجد میں جائے، چوتھے وہ دو مرد ہیں جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں ملتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر یعنی ہر وقت اس محبت دینی پر ثابت رہتے ہیں خواہ اکٹھے ہوں یا جدا، پانچواں وہ مرد ہے جس کو مالدار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا یعنی بدکاری کے لیے سو اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ مرد ہے کہ جس نے خیرات کی تو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس

کا بایاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے ، ساتواں وہ مرد جس نے اللہ کو یاد کیا خالی مکان میں سو جاری ہو گئیں اس کی دونوں آنکھیں یعنی اللہ کے خوف سے رویا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ دینا افضل ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٣٣٥ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَيَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا مِنْكَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهَا.

١٣٣٥۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ صدقہ اور خیرات کرو کہ عنقریب ہے کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو فقیر کہے گا کہ اگر تو اس کو کل لاتا تو میں اس کو قبول کرتا تجھ سے اور آج تو مجھ کو حاجت نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دینا افضل ہے خیرات کرنے سے ساتھ واسطہ وکیل کے ساتھ دلیل آئندہ باب کے کہ اس میں تصریح ہے ساتھ وکیل کرنے کے صدقہ میں چنانچہ کہا کہ یہ بات ہے اس شخص کے بیان میں جو اپنے غلام کو صدقہ کرنے کا حکم کرے اور اپنے ہاتھ سے نہ دے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ افضل ہے خیرات کرنا دائیں ہاتھ سے کہ یہ مطلق مقید ہے ساتھ دائیں ہاتھ کے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَمَرَ خَادِمَهٗ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلْ بِنَفْسِهٖ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ.

اگر کوئی شخص اپنے غلام کو صدقہ دینے کا حکم کرے اور اپنے ہاتھ سے نہ دے تو یہ بھی درست ہے اور اس کا ثواب اس کو پہنچتا ہے، اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ خادم اور وکیل ایک دو صدقہ دینے والوں میں سے ہے یعنی خادم کو بھی اس صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے۔

١٣٣٦ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

١٣٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے گھر سے اللہ کی راہ میں کسی کو کھانا دے بغیر لٹائے تو اس عورت کو ثواب ملے گا خرچ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا.

کرنے کا اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خزانچہ کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا نہ کم کرے گا ایک دوسرے کے ثواب کو یعنی تینوں کو پورا ثواب ملے گا۔

فائدہ: بغیر لٹائے یعنی اتنا نہ دے ڈالے کہ اس کے بال بچے بھوکے رہیں اور فتح الباری میں کہا کہ یہ باب حدیث کی تفسیر ہے اس واسطے کہ ہر ایک خازن اور خادم اور عورت سے امین ہے اپنے مالک کے مال میں اس کو دست اندازی کرنی درست نہیں مگر ساتھ اجازت مالک کے کہ صریحا اس نے اجازت دی ہو یا عرفا دی ہو یا اجمالا یا تفصیلا، انتہی۔

بَابُ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَالدَّيْنُ أَحَقُّ أَنْ يُقْضٰى مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ وَالْهِبَةِ وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتْلِفَ أَمْوَالَ النَّاسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَعْرُوْفًا بِالصَّبْرِ فَيُؤْثِرَ عَلٰى نَفْسِهِ وَلَوْ كَانَ بِهِ خَصَاصَةٌ كَفِعْلِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ وَكَذٰلِكَ آثَرَ الْأَنْصَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُضَيِّعَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلَّةِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نہیں ہے کامل صدقہ مگر جو کہ مالداری سے ہو اور جو قرضدار یا محتاج ہو یا اس کے اہل عیال محتاج ہوں تو اس کو خیرات کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کو واجب ہے کہ پہلے اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کرے کہ ان کا حق فقیروں پر مقدم ہے اور اگر قرضدار ہو تو اول قرض ادا کرے کہ اس کا ادا کرنا زیادہ تر لائق ہے یعنی واجب ہے صدقہ دینے اور آزاد کرنے اور ہبہ کرنے سے اور اگر صدقہ کرے تو وہ صدقہ اس پر پھر آتا ہے یعنی مقبول نہیں ہوتا اس واسطے کہ قرض کا ادا کرنا واجب ہے اور صدقہ واجب نہیں اس کو درست نہیں کہ لوگوں کا مال ضائع کرے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کے مال لے برباد کرنے کے ارادے پر تو اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا گویا کہ اس مال میں دوسروں کے حق متعلق ہیں اگرچہ متعین نہیں مگر یہ کہ وہ محتاج مشہور ہو ساتھ صبر کے فقر فاقہ پر سو اختیار کرے اپنی جان پر دوسرے کو اگرچہ اس کو حاجت ہو مانند فعل ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جب کہ انہوں نے اپنا سب مال خیرات کیا اور اسی طرح اختیار کیا

وَسَلَّمَ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ.

مہاجرین نے انصار کو اور اپنے مالوں میں شریک کیا اور حضرت ﷺ نے منع فرمایا برباد کرنے مال کے سے سو اس کو جائز نہیں کہ لوگوں کا مال ضائع کرے ساتھ خیرات کرنے کے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی کہ یا حضرت! میری توبہ کے شکریہ میں سے یہ ہے کہ میں اپنے سب مال سے باہر آؤں اس حال میں کہ وہ صدقہ ہو واسطے اللہ اور رسول کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے کہا کہ میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو کہ خیبر میں ہے کہ وہاں کی غنیمت سے مجھ کو ملا تھا۔

فائدہ: کعب رضی اللہ عنہ جنگ تبوک میں حضرت ﷺ کے ساتھ نہ گئے تھے اللہ اور رسول کا پچاس روز ان پر نہایت عتاب رہا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو خوشی کے مارے انہوں نے چاہا کہ اپنا تمام مال خیرات کر دیں تب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے کام آئے گا تو لوگوں کے سوال سے بچے گا' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص پر اتنا قرض ہو کہ اس کے مال کو حاوی ہو اور حاکم اس کو تصرف سے روک دے تو اس کو اس مال سے خیرات کرنا درست نہیں۔ (فتح)

١٣٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ.

١٣٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہتر خیرات وہ ہے جو مالداری سے ہو یعنی خیرات کرنا مالدار کو بہتر ہے جس کا مال حاجت شرعی سے زیادہ ہو اور اول اپنے اہل وعیال سے دینا شروع کر جن کا دینا فرض ہے۔

فائدہ: یعنی اہل وعیال کا دینا فرض ہے اور غیروں کا دینا نفل ہے اور فرض نفل سے مقدم ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَكِيمِ

١٣٣٨۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور

بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَعَنْ وُهَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

اول اپنے اہل وعیال سے دینا شروع کر اور بہتر صدقہ وہ ہے جو مالداری سے ہو اور جو سوال اور حرام کاموں سے بچنا چاہے تو اللہ اس کو حرام کاموں سے بچا لے گا اور سچا پرہیز گار کر دے گا اور جو دنیا سے بے پرواہی کی نیت رکھے گا تو اللہ اس کے دل کو دنیا کے مال سے بے پرواہ کر دے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہتر صدقہ وہی ہے جو مالداری اور حاجت شرعی سے زیادہ ہو، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٣٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْأَلَةَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّآئِلَةُ.

١٣٣٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منبر پر صدقہ اور عفت اور سوال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے اور اونچا ہاتھ خیرات کرنے والا ہے اور نیچا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

فائدہ: مراد اونچے ہاتھ سے خیرات کرنے والا ہاتھ ہے اور مراد نیچے ہاتھ سے مانگنے والا ہاتھ ہے کہ سوال کر کے لے اور بعض کے نزدیک نیچا ہاتھ مطلق لینے والے کو کہتے ہیں خواہ سوال سے لے یا سوال کے بغیر لے اور اس کو اونچا اس واسطے فرمایا کہ اس کا درجہ بلند ہے مانگنے والے سے یا واقع میں دینے والے کا ہاتھ دینے کے وقت اونچا ہوتا ہے اور لینے والے کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے۔

بَابُ الْمَنَّانِ بِمَا أَعْطٰى لِقَوْلِهِ ﴿اَلَّذِيْنَ

دے کر احسان جتلانے والے کا بیان واسطے دلیل اس

يُنفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا أَنفَقُوْا مَنًّا وَّلَا أَذًى﴾ الْاٰيَةَ.

آیت کے کہ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر پیچھے خرچ کر کے نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہی کو ہے ثواب ان کے رب کے یہاں اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ خیرات کر کے احسان رکھنا بہت برا ہے اس واسطے کہ جب اللہ کی راہ میں خرچ کر کے احسان رکھنا برا ہے تو اس کے غیر میں خرچ کر کے احسان رکھنا بطریق اولیٰ برا ہوگا و فیہ المطابقة للترجمة اور حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تین آدمیوں سے کلام نہ کرے گا ایک وہ کہ دے کر احسان رکھے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ تَعْجِيْلَ الصَّدَقَةِ مِنْ يَّوْمِهَا.

صدقہ میں جلدی کرنے کو دوست رکھنا اس دن سے کہ اس پر واجب ہوا صدقہ فرض ہو یا نفل۔

١٣٤٠ - حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ خَرَجَ فَقُلْتُ أَوْ قِيْلَ لَهُ فَقَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّتَهُ فَقَسَمْتُهُ.

١٣٤٠۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی پھر جلدی سے گھر میں چلے گئے پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ باہر تشریف لائے سو میں نے عرض کی کہ آپ کے گھر میں جلدی جانے کا کیا سبب تھا؟ فرمایا کہ میں سونے کا ایک ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا جس کے خیرات کرنے کی نیت تھی سو میں نے ناخوش جانا کہ اس کو رات رکھوں سو میں نے اس کو فقیروں پر تقسیم کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ صدقہ دینے میں بہت جلدی کرے جو دینا ہو سو جلدی دے دیر نہ لگائے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت یا مانع پیش آئے اور مال ہاتھ سے چلا جائے اور پچھتائے۔

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيْهَا.

خیرات کرنے کی رغبت دلانے اور اس میں سفارش کرنے کا بیان۔

١٣٤١ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

١٣٤١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عید فطر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے سو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں کہ نہ ان سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ پیچھے پھر عورتوں کی طرف پھرے سو ان کو وعظ کیا اور حکم دیا خیرات کرنے کا سو عورتیں

لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَآءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ.

اپنے کنگن اور بالیاں پھینکنے لگیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کی رغبت دلانے کا بڑا ثواب ہے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو خیرات کرنے کی رغبت دلائی۔

١٣٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَآءَهُ السَّآئِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ.

۱۳۴۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی سائل آتا یا کوئی آپ سے حاجت چاہتا تو فرماتے سفارش کرو لوگوں کی کہ ثواب پاؤ اور جاری کرتا ہے اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے یعنی سائل کی سفارش اور عطا سے۔

فائدہ: یعنی سعی سفارش سے اہل حاجات کا کام نکال دینا بڑا ثواب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٤٣ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْكِيْ فَيُوْكٰى عَلَيْكِ

۱۳۴۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ نہ باندھ رکھ کہ اللہ بھی تجھ سے باندھ رکھے گا۔

فائدہ: یعنی بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ رکھ اللہ کی راہ میں دیا کر کہ اللہ بھی تجھ کو دیتا جائے گا اور اگر تو روکے گی تو اللہ بھی تجھ سے روکے گا، وفيه المطابقة للترجمة.

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَقَالَ لَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ.

فرمایا کہ گن کر مال کو نہ رکھ اللہ بھی تجھ کو گن کر دے گا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِيْمَا اسْتَطَاعَ.

جو ہو سکے صدقہ دے۔

١٣٤٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ

۱۳۴۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ نہ بند کر رکھ تو اللہ بھی تجھ سے بند کرے گا

حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا جَآءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ.

کچھ اللہ کی راہ میں دیا کر جتنا تجھ سے ہو سکے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا ہو سکے اللہ کی راہ میں صدقہ دیا کرے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ الصَّدَقَةِ تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ.

صدقہ گناہ کو دور کر ڈالتا ہے۔

١٣٤٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِتْنَةِ قَالَ قُلْتُ أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ قَالَ إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيءٌ فَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْمَعْرُوفُ قَالَ سُلَيْمَانُ قَدْ كَانَ يَقُولُ الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ هٰذِهِ أُرِيدُ وَلٰكِنِّي أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكَ بِهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَأْسٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ فَإِنَّهُ إِذَا كُسِرَ لَمْ يُغْلَقْ أَبَدًا قَالَ قُلْتُ أَجَلْ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ

١٣٤٥۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد رکھتا ہو فتنے کے باب میں کہ میرے بعد ایسا ایسا فتنہ پیدا ہوگا؟ میں نے کہا کہ میں وہ حدیث یاد رکھتا ہوں جیسے کہ آپ نے فرمائی یعنی میں اس میں سے کچھ بھولا نہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک تو اس پر بڑا دلیر ہے یعنی تو نے یہ بات بڑی دلیری کی کہی ہے کہ میں اس کو بعینہ یاد رکھتا ہوں بندہ بشر ہے بھول چوک بھی ہو جاتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمایا؟ میں نے کہا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور جان اور لڑکے اور ہمسائے میں اس کو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر ڈالتا ہے یعنی اگر آدمی سے جان' مال' بیوی' لڑکے اور ہمسائے کے حق میں کچھ قصور ہو جائے تو ان عبادتوں سے معاف ہو جاتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ فتنہ میری مراد نہیں بلکہ میری مراد وہ فتنہ ہے کہ موج مارے گا مانند موج مارنے دریا کے میں نے کہا کہ امیر المؤمنین تجھ کو اس کا کچھ ڈر نہیں کہ تیرے اور اس کے درمیان ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا یعنی

سَلْهُ قَالَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا فَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ تَعْنِيْ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً وَذٰلِكَ أَنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ.

تیری زندگی میں وہ فتنہ ظاہر نہ ہوگا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا میں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹوٹ جائے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس تحقیق وہ ٹوٹ گیا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا میں نے کہا ہاں کبھی بند نہ ہوگا سو ہم ڈرے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کا مطلب پوچھیں (یہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا قول ہے) یعنی بوجہ خوف کے ہم ان سے یہ نہ پوچھ سکے کہ دروازے سے تمہاری کیا مراد ہے؟ سو ہم نے مسروق کو کہا کہ تو ان سے پوچھ سو اس نے ان سے پوچھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دروازے سے مراد عمر رضی اللہ عنہ ہے سو عمر رضی اللہ عنہ تمہاری مراد جانتے ہیں؟ کہا ہاں جیسے اس میں شک کہ رات قریب تر ہے کل سے یعنی آئندہ روز سے اور یہ جاننا عمر رضی اللہ عنہ کا ثابت ہے اس واسطے کہ میں نے اس کو ایسی حدیث بتلائی ہے کہ غلط نہیں یعنی صحیح حدیث ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ گناہ کو دور کر ڈالتا ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ.

جو کفر کی حالت میں صدقہ دے پھر اسلام لائے تو کیا اس کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کوئی صریح حکم نہیں لگایا اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو بطور فضل اور احسان کے اس کے کفر کی نیکیوں کا ثواب عنایت فرما دے تو یہ بات جائز ہے اس کا کوئی مانع نہیں اور ایسی کوئی دلیل نہیں کہ اس کو منع کرے، انتہی۔

١٣٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَآءَ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ

١٣٤٦۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسلمان ہونے کے وقت عرض کی کہ یا حضرت! بھلا آپ بتلائیں تو کہ جو کفر کی حالت میں میں نے نیکیاں کی ہیں جیسے خیرات کرنا اور گردن آزاد کرنا اور برادری سے سلوک کرنا سو اس کا ثواب بھی مجھ کو ملے گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو

عَتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ.

مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی۔

فائدہ: یعنی اسلام کی برکت سے اگلی نیکیوں کا ثواب بھی تجھ کو ملے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کافر اسلام لائے تو اس کو اگلی نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو کہ دارقطنی نے روایت کی ہے کہ جب کافر اسلام لائے اور اچھا ہو اسلام اس کا تو اس کو ہر نیکی کا ثواب ملتا ہے کہ کی ہو کفر کی حالت میں اور اس کی ہر برائی دور کی جاتی ہے انتہی (قسطلانی) اور بعض کہتے ہیں کہ اگلی نیکی کا ثواب نہیں ملتا وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اگلی نیکیوں کی برکت سے تجھ کو اسلام نصیب ہوا۔

بَابُ أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهٖ غَيْرَ مُفْسِدٍ.

اگر غلام اپنے مالک کے حکم سے صدقہ دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو بھی ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ علمائے سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند کے مال میں سے خیرات کرے تو درست ہے یا نہیں؟ سو بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے لیکن ساتھ تھوڑی چیز کے کہ اس کے ساتھ نقصان ظاہر نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے جب کہ خاوند نے اجازت دی ہو اگرچہ بطور اجمال کے ہو اور یہی بات مختار ہے نزدیک بخاری کے اور احتمال ہے کہ عرف پر موقوف ہو لیکن لٹانا بالاتفاق درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد عورت اور غلام اور خازن کے خرچ کرنے سے یہ ہے کہ مالک کے اہل وعیال پر خرچ کریں اور یہ مراد نہیں کہ بغیر اجازت مالک کے فقیروں پر خرچ کریں، انتہی۔

١٣٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

١٣٤٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اللہ کی راہ میں کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس عورت کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے خاوند کو کمائی کا ثواب ملے گا اور خزانچی کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کے مال سے اللہ کی راہ میں خیرات کرنے کا عورت اور خادم کو بھی ثواب ملتا ہے اس واسطے کہ حدیث سے مطلق خرچ کرنا موجب ثواب کا معلوم ہوتا ہے اجازت ہو یا نہ ہو پس اجازت کے

ساتھ بطریقِ اولیٰ ثواب ہوگا یا مقصود مقید کرنا حدیث کا ہے ساتھ ترجمہ کے یا اجازت اجمالی ہے لیکن بگاڑنا ہر حال میں درست نہیں ، وفیہ المطابقة للترجمة.

١٣٤٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِيْنُ الَّذِیْ يُنفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِيْ مَا أُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ إِلَى الَّذِیْ أُمِرَ لَهٗ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ.

١٣٤٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور مسلمان خزانچی جو دے مالک کے حکم کے موافق پورا اپنا دل کھول کر خوشی سے تو دو خیرات کرنے والوں میں سے ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خزانچی کو بھی خرچ کرنے کا ثواب ہے اور خادم کو بھی لیکن شرط ہے کہ وہ خازن اور خادم مسلمان ہو اس واسطے کہ کافر کی کوئی عبادت مقبول نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ امانت دار ہو اس واسطے کہ خیانت کرنے والے کو ثواب نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ حکم کے موافق پورا دے اور یہ کہ خوشی سے دے اور جو خزانچی دیتے ہوئے کن منائے وہ ثواب سے بے نصیب ہے اس واسطے کہ مالک تو دلاتا ہے اور اس ناپاک کا ناحق پیٹ پھولتا ہے اس کے برابر کوئی بخیل نہیں ، انتہیٰ ۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ أَوْ أَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ.

جب کوئی عورت اپنے خاوند کے مال سے اللہ کی راہ میں صدقہ دے یا اس کے گھر سے کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو بھی ثواب ملے گا یعنی خرچ کرنے کا۔

١٣٤٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ

١٣٤٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اللہ کی راہ میں خیرات کرے یا کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور خاوند کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا اور خزانچی کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا اس کے خاوند کو تو کمانے کا ثواب ملے گا اور اس عورت کو خرچ کرنے کا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ.

فائدہ: اس حدیث میں اجازت کی قید مذکور نہیں ہوئی سو بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ عورت اور خادم کے درمیان فرق ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کے گھر سے خرچ کرنا درست ہے جب کہ بگاڑنا نہ ہو اس واسطے کہ اکثر اوقات میں یہ اجازت اس کو ثابت ہوتی ہے بخلاف خادم اور خازن کے کہ ان کو عرف میں اجازت ثابت نہیں ہوتی۔ (فتح)

١٣٥٠ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا أَجْرُهَا وَلِلزَّوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

١٣٥٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اللہ کی راہ میں کھانا دے بغیر بگاڑ کے تو اس کو ثواب ملے گا اس کے خرچ کرنے کا اور اس کے خاوند کو اس کی کمائی کا ثواب ملے گا اور خادم کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے کہ پس جس نے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو یعنی کلمہ توحید کو سو ہم سہج (آہستہ سے یا آسانی سے) پہنچا دیں گے اس کو آسانی میں یعنی اس کو آرام کے گھر میں پہنچنے کے لیے توفیق دیں گے کہ نیک کام کرے اور جس نے نہ دیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اس کو ہم سہج سہج (آہستہ آہستہ) پہنچا دیں گے سختی میں یعنی آخرت کی سختی یا برے کام کہ سبب ہیں داخل ہونے دوزخ کے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود اس باب سے یہ ہے کہ نیکی کی راہ میں ہر طرح سے مال خرچ کرنے کا ثواب ہے اور یہ کہ اس کو ثواب آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی اس کا بدلہ ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفًا. یعنی الٰہی! مال خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف شان نزول اس آیت کے کہ یہ آیت اس باب میں اتری ہے۔

١٣٥١ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا.

١٣٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا دن نہیں کہ اس میں بندے صبح کرتے ہوں مگر کہ دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں سو ان دونوں میں سے ایک تو یہ کہتا ہے کہ الٰہی! جلدی دے خرچ کرنے والے سخی کو بدلہ اور دوسرا کہتا ہے کہ الٰہی! جلدی دے بخیل کو نقصان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نیکی کی راہ میں خرچ کرے اس کو آسانی کا وعدہ ہے اور جو نہ خرچ کرے اس کو سختی کا وعدہ ہے اور آسانی عام ہے اس سے کہ دنیا کی آسانی ہو یا آخرت کی اور اسی طرح اس حدیث میں جو بدلے کا وعدہ آیا ہے وہ بدلہ بھی عام ہے اس سے کہ دنیا میں ہو یا آخرت میں اور یہ جو فرمایا کہ بخیل کے لیے فرشتہ نقصان کی دعا کرتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد اس سے بعینہ مال کا تلف ہونا ہو اور احتمال ہے کہ اس مال کا مالک تلف ہو یا یہ مراد ہے کہ اس سے نیکی کا عمل کوئی نہ ہو اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ خرچ ممدوح وہ ہے کہ اللہ کی راہ میں ہو اور عیال اور مہمان اور تطوعات میں ہو اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد اس سے عام صدقہ ہے کہ واجبات اور مندوبات کو شامل ہو لیکن جو نفلی صدقہ نہ دے وہ اس بد دعا کا مستحق نہیں جب تک کہ اس پر بخل غالب نہ آئے ساتھ اس طور کے کہ فرض صدقہ بھی خوشی سے نہ دے، انتہی۔

بَابُ مَثَلِ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ.

بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال کا بیان

١٣٥٢ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلُ

١٣٥٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی مثال جیسے دو مردوں کی مثال ہے جن پر دو کرتے ہوں لوہے کے ان کی چھاتی سے گردن تک سو خیرات کرنے والا تو نہیں خرچ کرتا مگر کہ وہ کرتا اس پر کشادہ ہو کہ لمبا چوڑا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیاں ڈھانک لیتا ہے اور اس کے نقش قدم پر گھسٹا جاتا ہے اور لیکن حال بخیل پس نہیں ارادہ کرتا خرچ کرنے کا مگر کہ ہر حلقہ اس کا اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے کہ اس کا ہاتھ باہر نہ نکل سکے سو وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور

الْبَخِيْلِ وَالْمُنفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِّنْ ثُدِيِّهِمَا إِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَأَمَّا الْمُنفِقُ فَلَا يُنفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُخْفِيَ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ أَثَرَهٗ وَأَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ أَنْ يُّنفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَّكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ تَابَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ عَنْ طَاوُسٍ جُنَّتَانِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرٌ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنَّتَانِ.

وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

فائدہ: یعنی سخی جب خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے اور دل خوش ہوتا ہے ہاتھ دل کی اطاعت کرتے ہیں دینے کے وقت خوب پھیلتے ہیں بخلاف بخیل کے کہ خیرات کرتے وقت اس کا دل تنگ ہوتا ہے تو ہاتھ دینے کو نہیں پھیلتے گویا کسی نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سخی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے اور بخیل کی خیرات کرتے وقت جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخی کو فضیلت ہے بخیل پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ خیرات کرنے سے مال بڑھتا ہے اور بخل سے کم ہوتا ہے، **وفيه المطابقة للترجمة.**

بَابُ صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿أَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾.

کسب اور تجارت کے ساتھ کمائے ہوئے مال سے صدقہ دینے کا بیان یعنی اس کی بڑی فضیلت ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو! خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور جو ہم نے نکال دیا تم کو زمین میں سے اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لو گے مگر جو آنکھیں بند کر لو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ ہے یعنی خیرات قبول ہونے کی یہ شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو حرام نہ ہو۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس باب میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو مجاہد سے روایت ہے کہ مراد اس آیت میں کسب اور کمائی سے تجارت ہے اور مراد زمین کی چیزوں سے دانہ اور کھجور ہے کہ ہر چیز پر زکوۃ ہے۔

بَابُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ.

ہر مسلمان پر صدقہ ہے یعنی بطریق استحباب کے یا عام اس سے کہ واجب ہو یا مستحب اور جو مال نہ پائے تو چاہیے کہ نیک بات بتلائے۔

١٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهٗ صَدَقَةٌ.

١٣٥٣۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے باپ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے سو اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر کوئی نہ پائے تو کیا کرے فرمایا اپنے ہاتھ سے کمائے پس اپنی جان کو نفع پہنچائے اور لوگوں پر خیرات کرے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو فرمایا حاجت مند مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ فرمایا پس چاہیے کہ نیک کام پر عمل کرے یا لوگوں کو نیک کام بتلائے اور باز رہے برائی سے یعنی غیر کو اپنی برائی سے بچائے یا اپنی جان کو گناہ سے باز رکھے کہ اس کے لیے یہی خیرات ہے۔

فائدہ: حاصل یہ کہ خلق پر شفقت کرنی ضروری ہے اور وہ یا ساتھ مال کے ہے یا غیر مال کے اور مال یا تو حاصل ہے یا کمایا گیا اور غیر مال یا تو فعل ہے اور وہ مظلوم کی فریاد رسی ہے اور یا ترک ہے اور وہ باز رہنا ہے برائی سے اس سے معلوم ہوا کہ جو صدقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے حق میں صدقہ بہتر اور افضل ہے اور عملوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَدْرِ كَمْ يُعْطٰى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ أَعْطٰى شَاةً.

یعنی زکوۃ اور صدقہ سے کس قدر ایک محتاج کو دے اور بیان اس شخص کا کہ بکری دے یا دیا جائے یعنی دونوں طرح درست ہے۔

١٣٥٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بُعِثَ إِلٰى نُسَيْبَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَأَرْسَلَتْ

١٣٥٤۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے نسیبہ انصاریہ (ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام ہے) کی طرف ایک بکری صدقہ کی بھیجی اور اس نے اس کا کچھ گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی

إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا مَا أَرْسَلَتْ بِهٖ نُسَيْبَةُ مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ فَقَالَ هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا.

کھانے کی چیز ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں مگر جو کچھ کہ نسیبہ نے بکری کے گوشت میں سے بھیجا ہے فرمایا لا کہ وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچی یعنی اب اس کا کھانا حلال ہے کہ وہ اس کے ملک ہوا اور اس نے ہم کو ہدیہ دیا۔

فائدہ: یعنی زکوٰۃ کا مال حضرت ﷺ پر ہر چند حرام تھا لیکن جب محتاج کو پہنچ گیا اور اس نے کچھ اس میں سے حضرت ﷺ کو بھیجا تو اس کا کھانا درست ہو گیا کہ ملکیت بدل گئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک محتاج کو صدقہ میں سے ایک بکری دینا درست ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں ہے کہ عطف صدقہ کا زکوٰۃ پر عطف عام کا خاص پر ہے اس واسطے کہ اگر صرف زکوٰۃ کا ذکر کرتا تو سمجھا جاتا کہ زکوٰۃ کے غیر کا حکم اور ہے اور یعطی کا مفعول بیان نہیں کیا واسطے اختصار کے اس واسطے کہ وہ آٹھ قسم ہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ایک محتاج کو بقدر نصاب کے زکوٰۃ دینی مکروہ ہے اور وہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک محتاج کو بقدر نصاب کے زکوٰۃ دینی درست ہے انتہی' اور مراد نسیبہ سے خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کنیت ہے نسیبہ کی۔

بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ.

چاندی کی زکوٰۃ کا بیان یعنی چاندی کا نصاب کیا ہے جس میں کہ زکوٰۃ واجب ہے؟۔

١٣٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو سَمِعَ أَبَاهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

١٣٥٥۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ وسق سے کمتر چھوہارے میں زکوٰۃ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

فائدہ: اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ دو سو درہم ہوئے جو تولے کے حساب سے ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو تخمیناً پانچ من پختہ ہوا اس حدیث میں تین نصاب کا ذکر ہے کہ ان سے کمتر میں زکوٰۃ نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اناج اور میوہ جب تک تیس من نہ ہو اس میں زکوٰۃ نہیں اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اناج اور میوہ کی کچھ حد مقرر نہیں تھوڑی اور بہت سب میں زکوٰۃ ہے یعنی دسواں حصہ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اگر اس قدر سے زیادہ مال ہو تو اس کا ذکر اس حدیث میں نہیں اور سب کا اجماع ہے اس پر کہ وسقوں میں وقص نہیں اور اس طرح چاندی میں بھی جمہور کے نزدیک وقص نہیں یعنی دو فرضوں کے درمیان کوئی عدد معاف نہیں جیسے کہ پانچ اونٹ میں ایک بکری دینی آتی ہے پھر بلا شک کچھ نہیں دینا آتا سوائے ایک بکری کے جب دس ہوں تو دو بکریاں دے مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ دو سو سے زیادہ میں زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ پہنچیں حد نصاب کو اور وہ چالیس درہم ہیں اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ مویشی اور نقد مال میں پورے سال کا گزرنا شرط ہے سوائے ان چیزوں کے جن کا دسواں حصہ لیا جاتا ہے کہ ان میں سال بھر کا گزرنا شرط نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مال نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ایک دانہ بھی ہو اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر مقدار نصاب سے تھوڑا کم ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے، انتہی۔

بَابُ الْعَرْضِ فِي الزَّكَاةِ.

زکوٰۃ میں اسباب لینے کا بیان یعنی چاندی اور سونے کے سوا اور چیز کا زکوٰۃ میں لینا بھی درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلے میں حنفیہ کی موافقت کی ہے اس کے باوجود کہ وہ ان کا بہت مخالف ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس میں دلیل کا تابع ہے یعنی موافقت اور مخالفت سے اس کو کچھ غرض نہیں اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست نہیں وہ ان حدیثوں کا جواب دیتے ہیں کما سیاتی، انتہی۔

وَقَالَ طَاوُسٌ قَالَ مُعَاذٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَهْلِ الْيَمَنِ ائْتُونِيْ بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيْصٍ أَوْ لَبِيْسٍ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيْرِ وَالذُّرَةِ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن والوں کو کہا کہ زکوٰۃ میں میرے پاس کپڑے لاؤ کہ چادر سیاہ دھاری دار ہو یا فرمایا پہننے کا کپڑا ہو بدلے جو اور جوار کے کہ وہ کپڑے دینے تم پر آسان ہیں غلہ پہنچانے سے اور بہتر ہے اصحاب کے لیے کہ مدینے میں ہیں

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں کپڑے وغیرہ اسباب کا لینا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ نہیں تھی اس واسطے کہ اگر زکوٰۃ ہوتی تو اصحاب کے لیے مدینہ میں نہ بھیجے جاتے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس جگہ کی زکوٰۃ ہو وہیں کے فقیروں پر خرچ کی جائے اور جواب اس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ کا امام کی طرف لے جانا درست ہے تا کہ وہ اپنے ہاتھ سے تقسیم کرے اور یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوٰۃ کا منتقل کرنا درست ہے اور اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے پس دلیل نہیں ہو سکتا اور اس میں کلام ہے اس واسطے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حلال و حرام کو سب لوگوں سے زیادہ تر جانتے تھے اور جب حضرت ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا تو ان کو بیان کر دیا کہ اس اس طرح سے حکم کرنا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حال کا ہے کہ شاید اس وقت اصحاب رضی اللہ عنہم کو مدینے میں کپڑوں کی حاجت تھی (مگر یہ بات بھی ٹھیک نہیں) اور بعض کہتے ہیں کہ مراد صدقہ سے اس حدیث میں جزیہ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ جو اور جوار کے بدلے کپڑے لاؤ اس کو رد کرتا ہے اس لیے کہ ان لوگوں کا جزیہ اس وقت جو اور جوار نہ تھا۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال ہے کہ اس نے اپنی زرہیں اور اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے وقف کر دیا ہے۔

فائدہ: زکوٰۃ تحصیل کرنے والے عامل نے حضرت ﷺ سے گلہ کیا کہ خالد رضی اللہ عنہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو حضرت ﷺ نے اس کا عذر یہ بیان فرمایا کہ اس نے اپنا مال اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے یعنی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست ہے اس واسطے کہ اگر اس کا مال و اسباب وقف نہ ہوتا تو اس کی زکوٰۃ واجب ہوتی اور زکوٰۃ میں اس اسباب میں سے کچھ اسباب دینا لازم آتا یا کہا جائے کہ جب اس نے اپنا اسباب اللہ کی راہ میں وقف کر دیا کہ مسلمان اس سے جہاد کریں اور یہ بھی منجملہ مصارف زکوٰۃ میں سے ہے تو ثابت ہوا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا لینا درست ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَلَمْ يَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعَرْضِ مِنْ غَيْرِهَا فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوضِ.

اور حضرت ﷺ نے عورتوں کو فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! خیرات کرو اگرچہ اپنے زیور سے ہو سو حضرت ﷺ نے صدقہ عرض کا اپنے غیر سے جدا نہیں کیا (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ زیور کی زکوٰۃ میں چاندی اور سونے کے سوا اور کوئی چیز درست نہیں بلکہ مطلق فرمایا کہ اپنے

زیور کی زکوٰۃ دو اور یہ اس بنا پر ہے کہ فرض صدقہ کے مصارف مانند مصارف صدقہ نفل کے ہیں کہ مقصود دونوں سے قربت ہے اور دونوں کے مصارف میں علت فقر اور محتاجگی ہے سو عورت اپنی بالی اور اپنا ہار ڈالنے لگی اور نہ خاص کیا حضرت ﷺ نے چاندی اور سونا اسباب سے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہو حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ عورتوں کو فرمایا کہ خیرات کرو اس واسطے کہ یہ مطلق ہے ہر قسم کے صدقہ کو شامل ہے فرض ہو یا نفل اور اسی طرح شامل ہے ہر اس چیز کو کہ صدقہ میں دی جائے خواہ چاندی سونا ہو یا اور اسباب اور مراد اس قول سے کہ اگرچہ اپنے زیور سے ہو مبالغہ ہوگا یعنی اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو یہی سہی اور دلیل کی جگہ آپ کا یہ قول ہے کہ بعض عورت اپنا ہار پھینکنے لگی اس واسطے کہ سخاب ایک قسم کا ہار ہوتا ہے جو کہ مشک اور لونگ سے بنا کر عورتیں گلے میں ڈالتی ہیں' انتہی۔

١٣٥٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ.

١٣٥٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم نامہ لکھ دیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا اور وہ شخص کہ ہوں اس کے پاس اونٹ اس قدر کہ واجب ہو ان میں اونٹنی برس روز کی اور نہیں وہ اس کے پاس اور اس کے پاس ہے اونٹنی دو برس کی پس قبول کی جائے اس سے اور دے اس کو زکوٰۃ لینے والا بیس درھم یا دو بکریاں اور اگر نہ ہو اس کے پاس اونٹنی برس روز کی قابل دینے کے اور ہو اس کے پاس اونٹ دو برس کا تو قبول کیا جائے اس سے اور نہیں ساتھ اس کے کوئی چیز۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں چاندی سونے کے سوا اور اسباب کا دینا درست ہے اس واسطے کہ جب صدقہ دینے والے سے واجب چیز سے زیادہ تر بیش قیمت چیز کا لینا اور زیادتی کے عوض میں غیر جنس کا اس کو دینا درست ہے تو زکوٰۃ میں اسباب کا دینا بھی درست ہوگا کہ وہ غیر ہے جنس واجب کا وفیہ المطابقة للترجمة لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ اگر زکوٰۃ میں اسباب کا دینا درست ہوتا تو وہ چیزوں یعنی جنس واجب اور اس کے عوض کی قیمت میں نظر کی جاتی تو اسباب کبھی بڑھ جاتا اور کبھی گھٹ جاتا واسطے اختلاف شہروں اور زمانوں کے اور جب کہ حضرت ﷺ نے

ایک مقدار معین کر دیا کہ نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے تو وہی واجب ہوگا اس کے عوض اور کوئی چیز درست نہ ہوگی اور اگر شارع نے مقدار معین نہ کیا ہوتا تو بنت مخاض معین ہوتی اور اس کے بدلے بنت لبون تفاوت کے ساتھ لینی درست نہ ہوتی، انتہی۔ (فتح)

١٣٥٧ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَاٰى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَأَتَاهُنَّ وَمَعَهُ بِلَالٌ نَاشِرَ ثَوْبِهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِيْ وَأَشَارَ أَيُّوْبُ إِلٰى أُذُنِهِ وَإِلٰى حَلْقِهِ.

١٣٥٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ آپ نے عورتوں کو وعظ نہیں سنایا یعنی معلوم کیا کہ عورتوں نے وعظ نہیں سنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ کپڑا پھیلائے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وعظ کیا اور حکم دیا خیرات کرنے کا سو عورت اپنی بالی پھینکنے لگی۔

فائدہ: اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَّيُذْكَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُهُ.

نہ جمع کیے جائیں جانور متفرق اور نہ جدا کیے جائیں جانور اکٹھے واسطے خوف زکوٰۃ کے اور ذکر کیا جاتا ہے سالم سے اس نے روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند اس حکم کے جو اس باب میں مذکور ہے۔

١٣٥٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

١٣٥٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے لکھی وہ چیز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کی ہے یعنی مسلمانوں پر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور وہ یہ ہے کہ نہ جمع کیے جائیں جانور متفرق اور نہ جدا کیے جائیں جانور اکٹھے واسطے خوف زکوٰۃ کے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ تین آدمی ہوں ہر

ایک کی چالیس بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں دینی آتی ہیں اور اگر ان کو جمع کریں تو صرف ایک بکری دینی آئے گی یا دو دو شخصوں کی دو سو اور دو دو بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں دینی آتی ہیں اور جب ان کو جدا جدا کریں تو ہر ایک کو ایک بکری دینی آئے گی یعنی پس اس طرح نہ کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم ایک وجہ سے زکوٰۃ دینے والے کے حق میں ہے اور ایک وجہ سے زکوٰۃ لینے والے کے حق میں ہے پس ہر ایک کو حکم ہے کہ کوئی نئی چیز پیدا نہ کرے نہ جمع کرے اور نہ تفریق پس مال والے کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے بہت ہونے کے خوف سے نہ تو مال کو جمع کرے اور نہ جدا جدا کرے تا کہ زکوٰۃ کم ہو اور زکوٰۃ لینے والے کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے کم ہونے کے خوف سے نہ تو مال کو جمع کرے اور نہ جدا کرے تا کہ زکوٰۃ بہت ہو اور حدیث دونوں کا احتمال رکھتی ہے لیکن ظاہر تر یہ ہے کہ مراد اس سے مالک مال کا ہے اور یہ حکم خاص اسی کے واسطے ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے پاس کچھ چاندی ہو کہ نصاب سے کم ہو اور کچھ سونا ہو کہ وہ بھی نصاب سے کم ہو تو اس کا جمع کرنا واجب نہیں تا کہ نصاب پورا ہو اور اس میں زکوٰۃ واجب ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی اجزا اکٹھی کی جائیں یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قیمت لگا کر دونوں چیزیں اکٹھی کی جائیں یہ قول حنفیہ کا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص کی مثلاً بیس بکریاں کوفے میں ہیں اور بیس بصرے میں ہوں تو ان کو ایک جگہ جمع نہ کیا جائے اور نہ ان سے زکوٰۃ لی جائے یہ قول ابن منذر کا ہے اور جمہور اس کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ایک آدمی کا سب مال ایک جگہ جمع کیا جائے اگرچہ کئی شہروں میں ہو اور اس سے زکوٰۃ لی جائے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نہی زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کے لیے ہے کہ وہ متفرق کو جدا نہ کرے مثلاً دو شخصوں کے پاس بکریاں ہوں اتنی اتنی کہ ہر ایک کے پاس حد نصاب سے کم ہو اور جب دونوں ملیں تو نصاب پورا ہو مثلاً دونوں کے پاس بیس بیس ہوں تو زکوٰۃ لینے والا ان کو جمع نہ کرے زکوٰۃ لینے کے لیے اور نہ جدا کرے اکٹھے کو یعنی جب کہ ہوں مثلاً ایک شخص کے پاس اسی بکریاں چالیس ایک جگہ اور چالیس ایک جگہ تو نہ اعتبار کرے ان کا دو نصاب اور نہ لے ان میں سے دو بکریاں بلکہ ایک بکری لے اس لیے کہ ملک ایک کی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَعَطَاءٌ إِذَا عَلِمَ الْخَلِيْطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُجْمَعُ مَالُهُمَا وَقَالَ سُفْيَانُ لَا تَجِبُ حَتّٰى يَتِمَّ لِهٰذَا أَرْبَعُوْنَ شَاةً وَلِهٰذَا أَرْبَعُوْنَ شَاةً.

جو نصاب کہ ہوں دو شریکوں میں پس وہ رجوع کریں آپس میں ساتھ برابری کے یعنی بقدر شرکت کے اور طاؤس اور عطاء نے کہا کہ جب دونوں شریک اپنا مال جانتے ہوں کہ کتنا ہے یعنی مشترک نہ ہو تو ان کا مال جمع نہ کیا جائے یعنی بلکہ جدا جدا ملاحظہ کیا جائے پس اگر بقدر نصاب کے ہو تو زکوٰۃ لی جائے ورنہ نہیں اور سفیان نے کہا

کہ نہیں واجب ہے زکوٰۃ یہاں تک کہ چالیس بکریاں
اس کی پوری ہوں اور چالیس دوسرے کی ہوں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب حدیث کے نزدیک جب دونوں کے مویشی حد نصاب کو پہنچ جائیں تو دونوں سے زکوٰۃ لی جائے اور شرکت سے مراد ان کے نزدیک یہ ہے کہ چرنے اور رات رہنے اور حوض اور زمین میں اکٹھے ہوں اور شرکت خاص تر ہے اس سے۔

۱۳۵۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

۱۳۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے حکم نامہ لکھا جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اس حکم نامے کا ایک حکم یہ ہے کہ جو نصاب کہ دو شریکوں کے درمیان ہو سو وہ رجوع کریں آپس میں ساتھ برابری کے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ دو شریکوں کے درمیان مثلاً چالیس بکریاں ہوں ہر ایک کی ان میں سے بیس بکریاں ہوں اور ہر ایک اپنا مال پہچانتا ہو تو زکوٰۃ لینے والا ایک شریک سے ایک بکری لے لے اور وہ بکری دینے والا اپنے دوسرے شریک سے نصف بکری کی قیمت لے لے یعنی یہ نہیں کہ آدھی بکری ایک دے اور آدھی دوسرا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مراد خلیط سے یہاں حقیقی شریک ہے کہ دونوں کا مال آپس میں مشترک ہو اور ان پر یہ اعتراض آتا ہے کہ شریک اپنا مال نہیں پہچانتا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں آپس میں رجوع کریں ساتھ برابری کے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال پہچانتے ہوں ورنہ رجوع کرنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے، انتہی ملخصًا اور بعضوں نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ مثلاً دو آدمی دو سو بکریوں میں شریک ہیں ایک کی چالیس بکریاں ہیں اور دوسرے کی ایک سو ساٹھ ہیں پس پہلے آدمی پر بھی ایک بکری واجب ہوگی یہ نہیں ہوگا کہ واجب ہوں پہلے پر دو خمس ایک بکری کے اور باقی دوسرے پر یعنی زکوٰۃ لینے والا تو ایک ایک بکری ہر ایک شریک سے لے لے گا پھر وہ دونوں رجوع کریں آپس میں برابری کے ساتھ یعنی چالیس بکریوں والا تین خمس اس بکری کے کہ دی ہے دوسرے شریک سے کہ جس کی ایک سو ساٹھ ہیں لے لے پس چالیس والے پر دو خمس پڑیں گے موافق اس کے حصہ کے اور باقی دوسرے پر موافق اس کے حصے کے۔

بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ ذَكَرَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ

اونٹوں کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کا بیان روایت کی ہے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو بکر، ابو ذر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم

النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے۔

١٣٦٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

١٣٦٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کا حکم پوچھا کہ اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینے میں آ رہنے کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وائے بحال تو کہ البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں کہ تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اسی طرح کیا کر اپنے دھات میں جو نہروں سے پرے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ کم نہ کرے گا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ان حدیثوں سے کئی حکم ثابت ہوتے ہیں جو اس باب کے متعلق ہیں ایک یہ کہ زکوٰۃ واجب ہے اور یہ کہ زکوٰۃ اور نماز برابر ہے اس میں کہ اس کے مانعین سے لڑنا چاہیے اور یہ کہ جو زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور یہ کہ جو اونٹوں کی زکوٰۃ دیتا ہے ان کو ہجرت کے برابر ثواب ملے گا۔

بَابُ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ.

جو شخص کے ہوں اس کے پاس اونٹ اس قدر کہ واجب ہو ان میں اونٹنی برس روز کی اور نہیں ہے وہ اس کے پاس تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

١٣٦١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ

١٣٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو کہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم کیا یعنی اور اس میں سے ایک حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں چار برس کی اونٹنی واجب ہو کہ پانچویں میں لگی ہو یعنی اکسٹھ سے پچھتر تک یہ دینی آتی ہے اور اس کے پاس چار برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ تین برس کی ہو تو وصول کی جائے اس سے اونٹنی تین برس کی اور زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں اور دے اگر میسر ہوں اس کو یا بیس درہم دے اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ

صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَيُعْطِيْ شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطِيْ مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ.

ان میں تین برس کی اونٹنی واجب ہو کہ چھیالیس سے ساٹھ تک یہ دینی آتی ہے اور اس کے پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ چار برس کی ہو تو اس سے وہی چار برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور زکوۃ لینے والا اس کو بیس درھم دے یا دو بکریاں دے اور جس کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں تین برس کی اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ دو برس کی ہو تو اس سے وہی دو برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور زکوۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں دے یا بیس درھم دے اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں دو برس کی اونٹنی واجب ہو کہ چھتیس سے پینتالیس تک یہی دینی آتی ہے اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ تین برس کی ہو تو اس سے وہی تین برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور اس کو زکوۃ لینے والا بیس درھم دے یا دو بکریاں دے اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں کہ ان میں دو برس کی اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ ایک برس کی ہو تو اس سے وہی ایک برس کی اونٹنی قبول کی جائے اور زکوۃ دینے والا اس کے ساتھ بیس درھم یا دو بکریاں دے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ جب مقصود سے اکمل یا انقص چیز پائی جائے تو مشروع ہے کہ جبر کرنا اس کا ساتھ کمی بیشی کے جیسے کہ یہ حدیث اس کی متضمن ہے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان فقد بنت مخاض اور وجود اکمل کے اس سے، انتہی۔

بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ.

بکریوں کی زکوۃ کا بیان۔

١٣٦٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

١٣٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے یہ حکم نامہ لکھا جب کہ ان کو بحرین (ایک ملک کا نام ہے عرب میں نزدیک بصرہ کے) کی طرف بھیجا کہ شروع ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم

كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِيْ أَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْإِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثٰى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلَاثِيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ أُنْثٰى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّأَرْبَعِيْنَ إِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ إِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ يَعْنِيْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ إِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ إِلَّا أَرْبَعٌ مِّنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِّنَ الْإِبِلِ فَفِيْهَا شَاةٌ وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَآئِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا

والا ہے یہ بیان ہے زکوٰۃ فرض کا جو کہ حضرت ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا یعنی ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا پس جب کوئی کسی مسلمان سے زکوٰۃ طلب کرے اس کے طور پر یعنی موافق اس کے تو چاہیے کہ دے اس کو اور جب کوئی کسی سے اس سے زیادہ مانگے تو نہ دے یعنی اور پس وہ حکم نامہ یہ ہے کہ چوبیس اونٹوں اور اس سے کم میں بکری واجب ہے اس طرح کہ ہر پانچ میں ایک بکری اور جب پچیس کو پہنچیں پینتیس تک تو واجب ہے ان میں ایک اونٹنی برس روز کی مادہ اور جب چھتیس کو پہنچیں پینتالیس تک تو ان میں دو برس کی مادہ اونٹی واجب ہے اور جب چھیالیس کو پہنچیں ساٹھ تک تو ان میں ایک حقہ واجب ہے یعنی تین برس کی اونٹنی قابل جفتی کرنے اونٹ کے اور جب کہ پہنچیں اونٹ اکسٹھ کو پچھتر تک تو ان میں چار برس کی اونٹنی واجب ہے کہ پانچویں برس میں لگی ہو اور جب کہ پہنچیں چھتر کو نوے تک تو ان میں دو اونٹیاں دو دو برس کی واجب ہیں اور جب کہ پہنچیں اکانویں کو ایک سو بیس تک تو ان میں تین اونٹنیاں تین تین برس کی واجب ہیں یعنی جو نر کی جفتی کرنے کے قابل ہوں اور جب کہ اونٹ ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں دو برس کی اونٹنی واجب ہے اور ہر پچاس میں پوری تین برس کی اونٹنی واجب ہے اور اگر کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے تو بطریق نفل کے دے اور جب کہ اونٹ پانچ کو پہنچیں تو ان میں ایک بکری واجب ہے اور بیچ زکوٰۃ بکریوں کے کہ چرنے والے ہوں جب کہ چالیس ہوں ایک سو بیس تک ایک بکری واجب ہے اور جب کہ ایک سو بیس سے زیادہ ہوں دو سو

زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ إِلٰى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ إِلٰى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَآئِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ أَرْبَعِيْنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَّةِ رُبْعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا.

تک تو اس میں دو بکریاں واجب ہیں اور جب کہ دو سو سے زیادہ ہوں تو ان میں تین بکریاں واجب ہیں تین سو تک اور جب کہ تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر ایک سو میں ایک بکری واجب ہے اور جب کہ کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ کہ اس کا مالک چاہے تو بطریقِ نفل کے صدقہ دے اور چاندی میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے یعنی خواہ مضروب ہو یا غیر مضروب اور اگر نہ ہوں اس کے پاس مگر ایک سو نوے درہم تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے تو بطورِ نفل کے صدقہ دے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اگر چوبیس اونٹ یا اس سے کم ہوں تو متعین ہے ان میں دینا بکریوں کا یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہتے ہیں کہ اگر چوبیس اونٹوں کی زکوٰۃ میں ایک اونٹ دے تو کافی نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کہتے ہیں کہ اگر چوبیس اونٹوں کی زکوٰۃ میں ایک اونٹ دے دے تو درست ہے اس واسطے کہ جب پچیس اونٹوں میں ایک اونٹ دینا درست ہے تو چوبیس میں ایک اونٹ دینا بطریقِ اولیٰ درست ہوگا اور نیز اس واسطے کہ اصل زکوٰۃ کے باب میں یہ ہے کہ مال کی جنس سے واجب ہو اور اس سے عدول تو صرف مالک کی آسانی کے واسطے کیا جاتا ہے کہ اگر مال کی جنس میں سے میسر نہ ہو سکے تو اس کے عوض میں غیر جنس بھی درست ہے اور جب باختیار خود اصل کی طرف رجوع کرے تو درست ہوگا اور اگر مثلاً اونٹ کی قیمت چار بکریوں سے کم ہو تو اس مسئلے میں اختلاف ہے نزدیک شافعیہ وغیرہم کے اور قیاس یہی چاہتا ہے کہ درست نہ ہو اور نیز اسی قول سے استدلال کیا گیا ہے کہ چار بکریاں مجموعہ چوبیس اونٹ کی طرف سے ہیں اگرچہ وہ چار اونٹ کہ بیس پر زیادہ ہیں وقص ہے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بویطی میں اور اس کے غیر نے کہا کہ وہ معاف ہے اور ظاہر ہوگا نتیجہ اختلاف کا اس شخص کے حق میں کہ اس کے پاس نو اونٹ ہوں سو سال گزرنے کے بعد چار ان میں سے ضائع ہو گئے پہلے قدرت پانے کہ اگر ہم کہیں کہ وجوب کی شرط سال گزرنا ہے تو ان میں ایک بکری بلا خلاف واجب ہوگی اور اسی طرح اگر کہا جائے کہ تمکن شرط ہے ضمان میں اور کہا جائے کہ وقص عفو ہے اور اگر ہم کہیں کہ مجموعہ کے ساتھ فرض متعلق ہوتا ہے تو بکری کے پانچ تسع واجب ہوں گے پہلا قول جمہور کا ہے جیسے کہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت اول قول کی طرح ہے اور اور وقص اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ دو فرضوں کے درمیان ہو یہ قول جمہور کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پہلے نصاب کے کم میں بھی استعمال کیا ہے اور کہا طیبی نے کہ وقص ساتھ زبر قاف کے وہ جانور ہیں کہ نہ

پہنچیں حد نصاب کو خواہ ابتداء ہوں یا درمیان دو فرضوں کے انتہی ابتدا کی مثال یہ کہ گائیں تیس سے کم ہوں پس ان میں زکوٰۃ واجب نہیں اور مثال درمیان دو فرضوں کے یہ ہے کہ مثلاً تیس گائیں بیل پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور جب تیس سے بڑھیں اور چالیس تک پہنچیں ان کے مابین کو بھی وقص کہتے ہیں ان میں کچھ زکوٰۃ واجب نہیں جب چالیس ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے اگر چالیس سے زیادہ ہوں یہاں تک کہ ساٹھ کو پہنچیں جب ان میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کے مابین کو بھی وقص کہتے ہیں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اسی طرح اگر ساٹھ سے بڑھیں تو ان میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں جب ستر ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح آگے ہر دھاکے کے بعد حکم متغیر ہوتا جاتا ہے دو دھاکوں کے درمیان جتنے گائیں بیل ہوں ان کو وقص کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وقص وہ جانور ہیں کہ نہ پہنچیں حد نصاب کو یعنی پہلے نصاب کو یا دوسرے وغیرہ کو اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چالیس سے ساٹھ تک کے مابین میں زکوٰۃ ہے باقی میں نہیں اور صاحبین کے نزدیک مطلق وقص میں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جو فرمایا کہ پچیس اونٹوں میں ایک برس کی اونٹنی واجب ہے تو یہی ہے قول جمہور کا کہ اس قدر میں بنت مخاض ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پچیس اونٹوں میں پانچ بکریاں دے اور چھبیس ہوں تو ان میں بنت مخاض ہے لیکن یہ حدیث مرفوع ضعیف ہے اور یہ جو فرمایا کہ پینتیس تک بنت مخاض ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس سے چونتیس تک میں کچھ زکوٰۃ نہیں مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ جب پچیس سے زیادہ اونٹ ہوں تو از سر نو زکوٰۃ شروع کی جائے یعنی بنت مخاض کے ساتھ ہر پانچ میں ایک بکری دی جائے اور یہ جو فرمایا کہ دو برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ ایک برس کی ہو تو اس سے وہی قبول کی جائے ساتھ بیس درہم یا دو بکریوں کے اور اگر ایک برس کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو برس کا اونٹ ہو تو اس سے وہی قبول کیا جائے اور نہیں واجب ہے ساتھ اس کے کوئی چیز نہ لینی نہ دینی تو اس پر سب کا اتفاق ہے اور اگر دونوں سے ایک بھی نہ پائے تو اس کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے خریدے یہی صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ متعین ہے خریدنا بنت مخاض کا یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں دے تو یہی ہے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حدیث کا اور ثوری سے روایت ہے کہ دس درہم دے اور یہی ایک قول اسحاق کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ جب بکریاں تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی بکری واجب نہیں ہوتی یہاں تک کہ چار سو پوری ہوں اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر تین سو سے ایک بھی زیادہ ہو تو اس میں چار بکریاں واجب ہوتی ہیں یہ ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، انتہی۔ (فتح)

اور یہ جو فرمایا کہ چرنے والے ہوں تو مراد اس سے یہ ہے کہ جانوروں میں بکری ہو یا گائے یا اونٹ زکوٰۃ جب واجب ہوتی ہے کہ اکثر برس یعنی آدھے برس سے زیادہ جنگل میں چارہ چر آتے ہوں اور اگر اکثر برس گھر سے کھلانا

پڑتا ہو تو ان جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جو فرمایا کہ جب اونٹ ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں بنت لبون ہے تو یہ صریح ہے اس میں کہ از سر نو زکوٰۃ شروع نہ کی جائے اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ از سر نو شروع کی جائے یعنی جب ایک سو بیس سے پانچ زیادہ ہوں تو لازم آئیں گے دو حقے اور ایک بکری پھر ہر پانچ میں ایک بکری ہے چوبیس تک پھر بنت مخاض، انتہی اور یہ جو فرمایا کہ چاندی میں چالیسواں حصہ ہے تو اس سے بعض نے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ نقدی کی زکوٰۃ میں اصل چاندی کا نصاب ہے سونے کی قیمت دو سو درہم خالص چاندی کے ہوں تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی چالیسواں حصہ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ سونے کے نصاب بیس مثقال ہے جو تولے کے حساب سے ساڑھے سات تولے ہوتے ہیں اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ قیمت اس کی دو سو درہم کو پہنچ جائے' انتہی۔ (فتح)

بَابُ لَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ.

زکوٰۃ میں نہ بوڑھا جانور لیا جائے اور نہ عیب دار اور نہ نر مگر زکوٰۃ لینے والا ان کو لینا چاہے تو درست ہے۔

١٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الصَّدَقَةَ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ.

١٣٣٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو کہ اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا اور ایک حکم اس کا یہ ہے کہ نہ نکالا جائے زکوٰۃ میں جانور بوڑھا اور نہ عیب دار کہ عیب کے سبب سے اس کی قیمت کم ہو اور نہ نر مگر یہ کہ چاہے زکوٰۃ لینے والا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اگر سب جانور بوڑھے ہوں یا سب نر ہوں تو جائز ہے زکوٰۃ دینا ان میں سے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مالک کو لازم ہے کہ زکوٰۃ کے لیے بکری خریدے جو کہ اس میں جائز ہو اور عیب سے مراد وہ عیب ہے کہ اس کے سبب سے بیع میں پھیر دینا درست ہو اور بعض کہتے ہیں کہ قربانی میں درست ہو اور بیمار جانور بھی زکوٰۃ میں درست نہیں، انتہی۔

بَابُ أَخْذِ الْعَنَاقِ فِي الصَّدَقَةِ.

زکوٰۃ میں بکری کا بچہ لینا بھی درست ہے۔

١٣٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

١٣٦٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے بکری کا ایک بچہ باز رکھیں گے جس کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادا کیا کرتے تھے تو

عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

اس پر بھی میں ان سے لڑوں گا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں یہ خیال لڑنے کا مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ بیشک اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا سو میں نے پہچانا کہ وہی بات حق ہے جس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ لینا درست ہے اس واسطے کہ کم سنی کے سوا اس میں کوئی عیب نہیں پس اس کا لینا بوڑھے جانور سے افضل ہے جب کہ زکوٰۃ لینے والا چاہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو اس کی زکوٰۃ میں ادا کیا کرتے تھے یعنی زکوٰۃ میں اس کا ادا کرنا درست نہیں یہی ہے قول حنفیہ کا، انتہی۔

بَابُ لَا تُؤْخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ.

زکوٰۃ میں لوگوں کا عمدہ مال نہ لیا جائے جس قسم کہ ہو۔

١٣٦٥ - حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً مِّنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ

١٣٦٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو عنقریب اس قوم کے پاس جائے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود و نصاریٰ سو جب ان کے پاس جائے تو چاہیے کہ پہلے ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلائے کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں سو جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو ان کو خبر دو کہ اللہ نے ان پر ہر ایک رات دن میں پانچ نمازیں فرض کیں ہیں سو جب وہ یہ کام کریں یعنی نمازیں پڑھیں تو خبردار کر و ان کو اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے محتاجوں پر پھیر دی جائے سو اگر وہ اس کو بھی مانیں تو ان سے زکوٰۃ لے اور الگ رہ ان کے عمدہ قیمتی مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن

عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَآئِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

چن کر عمدہ قسم کے لینا درست نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ میں چن چن کر عمدہ مال لینا درست نہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ.

پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ فرض نہیں۔

١٣٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

١٣٦٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ وسق سے کمتر چھوہارے میں زکوۃ اور نہیں پانچ اوقیہ سے کمتر چاندی میں زکوۃ اور نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ۔

فائدہ: اس باب کو تعلق ہے ساتھ بکریوں کے کہ زکوۃ میں دی جائیں اس جہت سے کہ پانچ اونٹوں میں ایک بکری واجب ہے اور اسی طرح اس کو اونٹوں کی زکوۃ کے ساتھ بھی تعلق ظاہر ہے۔

بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ وَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَعْرِفَنَّ مَا جَآءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ وَيُقَالُ جُؤَارٌ تَجْأَرُوْنَ تَرْفَعُوْنَ أَصْوَاتَكُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ.

گائیوں کی زکوۃ کا بیان اور ابو حمید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ البتہ میں پہچانتا ہوں اس مرد کو کہ اللہ کے پاس گردن پر گائے اٹھائے حاضر ہوا کہ اس کے لیے آواز تھا' اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خوار کے بدلے جواز کا لفظ بھی آیا ہے' اور لفظ یجارون کے معنی کہ سورہ مومنون میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ اپنی آوازیں بلند کریں گے ساتھ عاجزی اور فریاد کے کہ کوئی فریاد رسی کرے جیسے کہ گائے اپنی آواز بلند کرتی ہے۔

فائدہ: چونکہ ایک روایت میں بجائے خوار کے جوار کا لفظ واقع ہوا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مناسبت

سے قرآن کے اس لفظ کی تفسیر کر دی کہ دونوں کا مادہ ایک ہے۔

١٣٦٧ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ أَوْ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهٗ أَوْ كَمَا حَلَفَ مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُوْنُ لَهٗ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ وَأَسْمَنَهٗ تَطَؤُهٗ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ بُكَيْرٌ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٣٦٧۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے یا فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں یا جیسے آپ نے قسم کھائی کہ کوئی ایسا مرد نہیں جس کے پاس اونٹ یا گائے یا بکری ہوں کہ اس نے ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو مگر کہ قیامت کے دن ان کو لایا جائے گا اس حال میں کہ بڑے ہوں گے او رموٹے ہوں گے اس سے کہ پہلے تھے یعنی خوب فربہ اور موٹے ہوں گے کہ وہ جانور اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گے جبکہ پچھلی جماعت اس پر گزر جائے گی تو پھر لائی جائے گی اس پر پہلی جماعت یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔

فائدہ: بعض اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اونٹ اور گائے کی زکوٰۃ کا ایک حکم ہے لیکن اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ اس کے ساتھ بکری کی زکوٰۃ کا بھی حکم مذکور ہے۔

بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الْأَقَارِبِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَالصَّدَقَةِ.

اپنے ناتے داروں اور برادری پر کو زکوٰۃ دینے کا بیان' اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے ناتے داروں کو زکوٰۃ دے اس کو دوہرا ثواب ہے ایک ثواب برادری کا اور دوسرا ثواب خیرات کا۔

١٣٦٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَكَانَ

١٣٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کا باغ سب انصار سے زیادہ تھے اور باغ بیرحاء ان کو اپنے سب مال سے زیادہ تر پیارا تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے سامنے تھا (اس کا پانی نہایت میٹھا تھا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اس میں تشریف لے جاتے اور

أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ تَابَعَهُ رَوْحٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَإِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَالِكٍ رَايِحٌ بِالْيَاءِ.

اس کا پانی پیتے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری نہ حاصل کر سکو گے جب تک کہ اپنے پسندیدہ اور محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ یوں فرماتا ہے کہ تم نیکو کاری حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ اپنے پیارے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب قسم کے مال سے مجھ کو باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحاء ہے اس کو میں نے اللہ کی راہ میں دیا کہ میں امید رکھتا ہوں اس کے ثواب کی اور ذخیرہ ہونے کی نزدیک اللہ کے کہ آخرت میں مجھ کو اس کا ثواب عطا فرمائے سو یا حضرت! وہ باغ آپ جس کو مناسب سمجھتے ہیں دے دیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے اور میں نے سنا جو تو نے کہا اور مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اسکو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں ایسا ہی کروں گا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ناتے داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

١٣٦٩ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ

١٣٦٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید قربانی یا عید فطر کے دن عید گاہ کی طرف نکلے پھر نماز پڑھ کے پھرے اور لوگوں کو وعظ کیا اور حکم کیا خیرات کرنے کا سو فرمایا کہ اے لوگو! صدقہ دو پھر عورتوں پر گزرے سو فرمایا کہ اے گروہ عورتوں کے! صدقہ دو اس واسطے کہ دوزخیوں میں تمہیں مجھ کو زیادہ نظر پڑیں یعنی میں نے دوزخ

فَوَعَظَ النَّاسَ وَاَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوْا فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَآءَ تْ زَيْنَبُ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ تَسْتَاْذِنُ عَلَيْهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ زَيْنَبُ فَقَالَ اَیُّ الزَّيَانِبِ فَقِيْلَ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَعَمْ ائْذَنُوْا لَهَا فَاُذِنَ لَهَا قَالَتْ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنَّكَ اَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ عِنْدِیْ حُلِیٌّ لِّیْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ وَوَلَدَهٗ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهٖ عَلَيْهِمْ.

میں عورتیں مردوں سے زیادہ دیکھیں عورتوں نے پوچھا یا حضرت! اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ تم بہت کوسا کرتی ہو اور لعنت کرتی ہو اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو نہیں دیکھا میں نے کوئی ناقص العقل اور دین کو زیادہ تر لے جانے والا ہو عقلمند مرد کی عقل کو تم سے یعنی باوجود کم عقلی کے عقلمند مرد کی عقل کو کھو دیتی ہو سو جب حضرت ﷺ عید گاہ سے پھر کر اپنے گھر میں تشریف لائے تو زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی آئی اس حال میں کہ آپ سے اندر آنے کے لیے اجازت چاہتی تھی سو کسی نے کہا یا حضرت! یہ زینب دروازے پر کھڑی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون سی زینب؟ کسی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی فرمایا ہاں اس کو اجازت دو سو اس کو اجازت دی گئی سو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا حضرت! آج آپ نے خیرات کرنے کا حکم فرمایا اور میرے پاس کچھ زیور ہے سو میں نے چاہا کہ اس کو محتاجوں پر خیرات کروں سو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یوں کہتا ہے کہ میں او رمیرا بیٹا اور محتاجوں سے زیادہ تر حق دار ہیں جن پر تو خیرات کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سچا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تیرا خاوند اور تیرا بیٹا زیادہ تر حق دار ہیں اور محتاجوں سے جن پر تو خیرات کرے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اپنے ناتے داروں کو زکوٰۃ کا مال دینا درست ہے اس واسطے کہ جب ناتے دار نفلی صدقہ کے زیادہ حق دار ہیں تو اسی طرح زکوٰۃ کے بھی زیادہ تر حق دار ہوں گے، وفیه المطابقة للترجمة. (فتح)

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِیْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ.

مسلمان کے گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

١٣٧٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

١٣٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِیْ فَرَسِهٖ وَغُلَامِهٖ صَدَقَةٌ.

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے جنس گھوڑے اور غلام کی ہے ایک فرد خاص مراد نہیں اس واسطے کہ خدمت کے غلام اور سواری کے گھوڑے میں بالاتفاق زکوۃ نہیں اور اسی طرح رقاب میں بھی بالاتفاق زکوۃ نہیں اور بعض کوفہ والے کہتے ہیں کہ ان سے قیمت کر کے زکوۃ لی جائے اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں نے گھوڑوں اور غلاموں سے زکوۃ معاف کی اور اسناد اس کی حسن ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں اختلاف ہے جب کہ گھوڑے نر اور مادہ ملے ہوں واسطے نسل کے اور جب کہ تنہا ایک قسم ہوں تو ان سے دو قول ہیں پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مالک کو اختیار ہے کہ ہر گھوڑے سے ایک ایک دینار نکالے یا قیمت کر کے چالیسواں حصہ نکالے اور استدلال کیا ہے اس پر ساتھ اس حدیث کے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نفی رقبہ پر محمول ہے قیمت پر نہیں اور بعض اہل علم نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ گھوڑوں میں مطلق زکوۃ واجب نہیں اگرچہ واسطے تجارت کے ہوں اور اس کا جواب یہ ہے کہ تجارت کے گھوڑوں میں زکوۃ بالاجماع ثابت ہے جیسے کہ ابن منذر وغیرہ نے نقل کیا ہے پس عموم حدیث کا مخصوص ہے ساتھ اجماع کے، واللہ اعلم۔

بَابُ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِیْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ.

مسلمان کے غلام پر زکوۃ نہیں۔

١٣٧١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ خُثَیْمِ بْنِ عِرَاكٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا خُثَیْمُ بْنُ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِیْ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ.

١٣٧١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوۃ نہیں۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَی الْیَتَامٰی.

یتیموں پر صدقہ کرنے کا بیان یعنی اس کی بڑی فضیلت ہے۔

١٣٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِىْ مَيْمُوْنَةَ حَدَّثَنَا عَطَآءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنِّيْ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَآءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّآئِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَآءِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

١٣٧٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے سو فرمایا کہ جس چیز کا مجھ کو اپنے پیچھے تم پر زیادہ تر ڈر ہے وہ چیز ہے جو کہ فراخ کی جائے گی تم پر دنیا کی آرائش اور زینت سے یعنی اناج اور لباس اور چاندی سونے وغیرہ سے سو ایک مرد نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا نیک چیز بھی بدی لائے گی یعنی دنیا کا مال تو اللہ کی نعمت ہے پھر سبب عذاب کا کیونکر ہو جائے گی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے سو اس شخص کو کہا گیا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے بات نہیں کرتے؟ سو ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی اترتی ہے سو آپ نے اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا کہ کہاں ہے پوچھنے والا؟ گویا کہ اس نے آپ کو خوش کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس کا سوال خوش آیا سو فرمایا کہ نیک چیز بدی کو نہیں لاتی البتہ ہر ایک گھاس جس کو ربیع کی فصل اگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاک کے قریب کر دیتی ہے یعنی اگر حد سے زیادہ چرا لیکن اس جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاکت نہیں کرتی کہ وہ کھایا یہاں تک کہ جب اس کی دونوں کوکھیں تن گئیں یعنی آسودہ ہوا تو آفتاب کے سامنے جا بیٹھا پھر پیشاب کیا اور لید کی پھر چراگاہ میں پلٹ گیا بیشک یہ مال دنیا کا ہرا بھرا اور میٹھا ہے پس اچھا ہے مرد مسلمان صاحب مال کا جو کچھ دیا اس مال میں سے مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو سو جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی طمع سے اور حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مالدار کا حال اس بیمار کا سا حال ہے کہ جوع کلبی کی بیماری سے کھاتا جاتا ہے اور کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں سخی اور حریص اور بخیل کی مثال فرمائی یعنی جس مالدار نے مال کو جمع کر رکھا اور حق داروں کا حق ادا نہ کیا اس کا حال اس جانور کا سا حال ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ پھول کر کڑ کڑے کی بیماری سے مر گیا تو گھاس نے اس کے حق میں کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ ناحق جان گئی اور جس مالدار نے خود کھایا اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کیا تو اس کا مال جیسے اس جانور کا حال ہے جس نے گھاس کو چرا پھر آسودہ ہو کر سورج کے سامنے جگالی کی اور ہضم کر کے فضلہ دور کیا ایسے جانور کو ہرگز کچھ نہیں سو جس مالدار نے اپنی حاجت کے بعد جناب الٰہی کی طرف توجہ کی اور سورج رحمت کا سامنا ہوا تو زائد از حاجت مال کو مثل پیشاب اور لید کے علیحدہ کرنے میں اپنی صحت جانتا ہے اور مصارف خیر میں صرف کر کے اللہ کی شکر گزاری کرتا ہے وہ مال قیامت کے دن اس پر گواہ ہوگا یعنی اللہ اس کو کلام کرنے کی طاقت دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تینوں کو خیرات دینے کا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقة للترجمة' فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن رشید نے کہا کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے باب میں کہا کہ مسلمان کے گھوڑے میں صدقہ نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے زکوٰۃ ہے اس واسطے کہ نفلی صدقہ میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں پس اس کو مراد رکھنا بے فائدہ ہے اور جب کہ اس باب میں صدقہ کا ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ مراد اس سے زکوٰۃ ہے نفلی صدقہ نہیں۔

بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْأَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ قَالَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

خاوند کو اور جو یتیم کہ اپنی گود میں ہوں ان کو زکوٰۃ دینے کا بیان یعنی جائز ہے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔

١٣٧٣ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيْمَ ح فَحَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ سَوَآءً قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَأَيْتَامٍ

١٣٧٣۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! خیرات کرو اگرچہ اپنے زیوروں سے ہو اور زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ رضی اللہ عنہ (اپنے خاوند) پر اور یتیموں پر کہ اس کی گود میں تھے خرچ کیا کرتی تھی سو زینب رضی اللہ عنہا نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا مجھ سے کفایت کرتا ہے یہ کہ میں صدقہ کے مال میں سے تجھ پر اور یتیموں پر کہ میری گود میں ہیں خرچ کروں سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھ سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلی سو میں نے انصار کی ایک

فِیْ حَجْرِهَا قَالَ فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیَجْزِیُٔ عَنِّیْ أَنْ أُنْفِقَ عَلَیْكَ وَعَلٰی أَیْتَامٍ فِیْ حَجْرِیْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِیْ أَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَی الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِیْ فَمَرَّ عَلَیْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیَجْزِیُٔ عَنِّیْ أَنْ أُنْفِقَ عَلٰی زَوْجِیْ وَأَیْتَامٍ لِّیْ فِیْ حَجْرِیْ وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا فَدَخَلَ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَیْنَبُ قَالَ أَیُّ الزَّیَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ.

عورت حضرت ﷺ کے دروازے پر پائی اس کی حاجت بھی میری حاجت کی مانند تھی سو بلال رضی اللہ عنہ ہم پر گزرے سو ہم نے ان کو کہا کہ تم حضرت ﷺ سے پوچھو کہ کیا مجھ سے کفایت کرتا ہے کہ میں صدقہ کے مال میں سے اپنے خاوند پر اور یتیموں پر کہ میری گود میں ہیں خرچ کروں اور ہم نے ان کو کہا کہ ہمارا نام مت لینا سو بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے اور حضرت ﷺ سے وہ مسئلہ پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا وہ دونوں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا زینب رضی اللہ عنہا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون سی زینب ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں درست ہے اور اس کو دوہرا ثواب ہے ایک ثواب تو قرابت کا اور ایک خیرات کا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے خاص ہے اور محل استدلال کا اس حدیث کا عموم ہے اس واسطے کہ صدقہ عام ہے اس سے کہ فرض ہو یا نفل پس معلوم ہوا کہ خاوند کو زکوٰۃ کا مال دینا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری اور صاحبین کا اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے مگر ماں باپ اور بیٹے کو زکوٰۃ دینی درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے خاوند کو زکوٰۃ دینی درست نہیں یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک اپنے خاوند کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ مراد اس حدیث میں صدقہ نفلی ہے زکوٰۃ مراد نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تیرا خاوند اور بیٹا زیادہ تر حق دار ہیں ساتھ صدقہ کے حالانکہ اپنے بیٹے کو زکوٰۃ دینی بالاجماع درست نہیں قالہ ابن المنذر وغیرہ اور جواب اس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ دینی اس کو منع ہے جس کا نفقہ فرض ہو اور بیٹے کا نفقہ باپ کے ہوتے ماں پر فرض نہیں اور بعض نے کہا کہ وہ بیٹا اس کا دوسرے خاوند سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے تو نفقہ میں پھر اسی کی طرف پھر آئے گی اس واسطے کہ عورت کا نفقہ مرد پر فرض ہے تو گویا اپنے مال کی زکوٰۃ بالکل نہ نکالی اور جواب اس کا یہ ہے کہ نفلی صدقہ میں بھی رجوع کا احتمال

باقی ہے کہ اس میں بھی وہ صدقہ پھر اس کی طرف پھر آئے گا حالانکہ وہ بالاتفاق جائز ہے اور تائید کرتی ہے پہلے مذہب کی یہ بات کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے صدقہ کی تفصیل نہیں پوچھی کہ واجب ہے یا نفل پس یہ بجائے عموم کے ہے پس گویا کہ مراد اس سے یہ ہوگی کہ خاوند کو صدقہ دینا درست ہے فرض ہو یا نفل اور اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زکوٰۃ میں سے اپنے بیٹے کو دیتی تھی بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے گی اور وہ اس کو اپنے بیٹے پر خرچ کرے گا تو وہ زیادہ حق دار ہوں گے غیروں سے اور ظاہر تر یہ بات ہے کہ یہ دو واقعہ کا ذکر ہے ایک بار ان سے پوچھا تھا کہ میں اپنا زیور اپنے خاوند اور بیٹے پر خرچ کروں اور دوسری بار یہ پوچھا تھا کہ میں زکوٰۃ کے مال میں سے اپنے خاوند پر خرچ کروں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی برادری پر خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اور مراد اس سے زکوٰۃ ہے لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ زکوٰۃ دینے والے پر اس کا نفقہ واجب نہ ہو اس واسطے کہ زکوٰۃ دینے سے وہ مالدار ہو جائیں گے پس ان کا نفقہ ساقط ہو جائے گا اور یا اس واسطے کہ وہ زکوٰۃ دینے سے مالدار ہو جائیں اور مالدار کو زکوٰۃ دینی درست نہیں اور حسن اور طاؤس سے روایت ہے کہ قرابتیوں کو زکوٰۃ دینی درست نہیں اور یہی ایک قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینی درست نہیں اس واسطے کہ اس کا نفقہ اس پر فرض ہے پس اس کو زکوٰۃ دینے کی حاجت نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو اپنے مال سے خیرات کرنا درست ہے بغیر اجازت خاوند کے اور یہ کہ جائز ہے وعظ کرنا عورتوں کو اور جائز ہے بات کرنی ساتھ اجنبی عورت کے جب کہ فتنہ سے امن ہو اور یہ جائز ہے عالم کو فتویٰ دینا اگرچہ اس سے زیادہ تر عالم وہاں موجود ہو انتہی ملخصا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت ﷺ سے بلال رضی اللہ عنہ کے واسطہ کے ساتھ پوچھا اور پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود روبرو ہو کر حضرت ﷺ سے پوچھا سو مراد پہلی حدیث میں مجاز ہے یعنی درحقیقت تو اس نے بلال رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے پوچھا تھا لیکن کبھی بطور مجاز کے یہ بھی کہہ دیا کہ میں نے خود آپ سے پوچھا۔

١٣٧٤ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلٰى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.

١٣٧٤۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا مجھ کو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا ثواب ملے گا کہ وہ میرے بھی بیٹے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خرچ کر ان پر کہ تجھ کو ان پر خرچ کرنے ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے یتیم بیٹوں پر زکوٰۃ کا خرچ کرنا درست ہے اس واسطے کہ یہ

حدیث عام ہے ہر صدقہ کو فرض ہو یا نفل کسی صدقہ کی اس میں تخصیص نہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾.

اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ زکوۃ کا گردن چھوڑانے میں اور قرض داروں میں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مراد رقاب سے یہ ہے کہ غلام خرید کر آزاد کرے یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور یہی قول ہے ابوعبید اور ابوثور اور اسحاق کا اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبید نے کہا کہ اعلیٰ تر اس میں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور وہی اولیٰ ہے ساتھ اتباع کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ رقاب سے مراد مکاتب ہے جس کو مالک نے لکھ دیا ہو کہ جب تو اس قدر مال ادا کرے گا تو تو آزاد ہو جائے گا اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور لیث اور اہل کوفہ اور اکثر اہل علم کا اور اس میں ایک تیسرا قول ہے کہ رقاب کا حصہ آدھا تقسیم کیا جائے آدھا اس میں سے مکاتب کی کتابت میں ادا کیا جائے اور آدھے سے غلام خرید کر آزاد کیا جائے جو نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ آیت صرف مکاتب کے ساتھ مخصوص ہوتی تو وہ قرض داروں میں داخل ہوتا کہ وہ بھی ایک قرض دار ہے اور نیز اس واسطے کہ غلام کا خرید کر آزاد کرنا اولیٰ ہے مکاتب کی اعانت کرنے سے اس واسطے کہ کبھی صرف اس کی اعانت ہوتی ہے آزاد نہیں ہوتا یعنی جب کہ بدل کتابت بہت مال ہو کہ اس سے کم مال کے ساتھ غلام خرید ہو سکتا ہو اور نیز اس واسطے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درھم باقی ہو اور غلام کے واسطے زکوۃ صرف نہیں کی جاتی اور نیز یہ کہ خریدنا ہر وقت میسر ہو سکتا ہے بخلاف مکاتب کے کہ وہ ہر وقت میسر نہیں ہوتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تو مراد اس سے غازی ہیں مالدار ہوں یا فقیر مگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ صرف غازی محتاج کے واسطے ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق نے کہا کہ حج بھی سبیل اللہ میں داخل ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حج بھی اللہ کی راہ میں داخل ہے یعنی اگر زکوۃ کا مال کسی حج کرنے والے کو دیا جائے کہ وہ اس سے حج کرے تو بھی درست ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُعْتِقُ مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ وَيُعْطِيْ فِي الْحَجِّ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی زکوۃ کے مال میں سے غلام آزاد کرتے تھے اور حج میں حاجیوں کی مدد کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کے مال میں سے غلام آزاد کرنا اور حاجیوں کو دینا درست ہے یعنی مراد رقاب سے غلام آزاد کرنا ہے اور حج کرنا بھی اللہ کی راہ میں داخل ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ.

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنِ اشْتَرٰى أَبَاهُ مِنَ الزَّكَاةِ جَازَ وَيُعْطِيْ فِي الْمُجَاهِدِيْنَ

اور حسن بصری نے کہا کہ اگر زکوۃ کے مال سے اپنے باپ کو خرید کر آزاد کرے تو درست ہے اور غازیوں کو

وَالَّذِیْ لَمْ یَحُجَّ ثُمَّ تَلا ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ الْأيَةَ فِیْ أَيِّهَا أَعْطَيْتَ أَجْزَأَتْ.

بھی زکوٰۃ کا مال دے پھر حسن نے یہ آیت پڑھی کہ زکوٰۃ کے مال تو صرف فقیروں کے لیے ہیں اخیر آیت تک اور جس مصرف میں زکوٰۃ دی جائے درست ہے یعنی اگر سب زکوٰۃ فقط ایک ہی مصرف میں خرچ کرے اور باقی سات مصرف میں کہ قرآن میں مذکور ہیں نہ دے تو بھی درست ہے۔

فائدہ: یہی ہے مذہب امام اعظم کا اور شافعیہ کہتے ہیں کہ آٹھوں مصارف میں زکوٰۃ خرچ کرنی واجب ہے گو ایک ہی فرد ملے اور یہ اثر بھی موافق ہے واسطے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیکن باپ کے خریدنے پر اور لوگ ان کے ساتھ متفق نہیں کہ وہ اس پر آزاد کیا جائے گا اور اس کا ولا مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہوگا۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدًا احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِیْ لَاسٍ حَمَلَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں اور ابو لاس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو زکوٰۃ کے اونٹوں پر حج کے لیے سوار کیا کہ ان پر سوار ہو کر حج کو جائیں۔

١٣٧٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيْرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا تَابَعَهُ ابْنُ أَبِیْ

١٣٧٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا سو کسی نے کہا کہ ابن جمیل اور خالد اور ابن عباس رضی اللہ عنہم زکوٰۃ نہیں دیتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ناشکری کرتا ابن جمیل مگر اس سبب سے کہ وہ محتاج تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے اس کو مالدار کر دیا اور خالد رضی اللہ عنہ کا تو یوں حال ہے کہ بیشک تم خالد رضی اللہ عنہ پر زیادتی کرتے ہو کہ البتہ اس نے اپنی زرہوں کو اور ہتھیاروں کو اور گھوڑے کو اللہ کی راہ میں بند کر رکھا ہے یعنی جہاد کے واسطے وقف کر دیا ہے اور عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر زکوٰۃ ہے اور اس کے ساتھ اتنی اور بھی یعنی دوہری دو سال کی زکوٰۃ۔

الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ هِيَ عَلَيْهِ وَمِثْلُهَا مَعَهَا وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حُدِّثْتُ عَنِ الْأَعْرَجِ بِمِثْلِهِ.

فائدہ: یعنی ابن جمیل نے تو کفران نعمت کیا ہے کہ زکوٰۃ سے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ عباس پر دو برس کی زکوٰۃ ہے اس کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ شاید حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے ان کی تنگ دستی کے سبب سے زکوٰۃ نہ لی ہو گی اس واسطے فرمایا کہ ان پر دوہری زکوٰۃ ہے اس واسطے کہ حاکم کو درست ہے کہ اگر مصلحت جانے تو زکوٰۃ میں مہلت دے یا یہ کہ شاید حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ قرض لیا ہو گا سو اس کو زکوٰۃ میں کٹوا دیا یا یہ کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی خوشی سے دو برس کی زکوٰۃ پیشگی ادا کر دی ہو گی یا حضرت ﷺ نے حاجت کے لیے خود اس سے پیشگی مانگ لی ہو گی مگر قوی وجہ یہ ہے جو کہ اور حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی خوشی سے دو برس کی زکوٰۃ پیشگی ادا کر دی تھی اس واسطے انہوں نے زکوٰۃ نہ دی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور امام احمد رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک حاجت کے وقت پیشگی زکوٰۃ لینا درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک لینا دینا درست نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے مال سے ہتھیار وغیرہ اسباب جنگ کا خریدنا درست ہے اور اسی طرح اس سے اللہ کی راہ میں مدد کرنا بھی درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جائز رکھا واسطے خالد رضی اللہ عنہ کے یہ کہ حساب کرے اپنے جی سے ساتھ اس چیز کے کہ بند رکھا اس کو اس چیز میں کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور جمہور علماء اس کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ عامل نے گمان کیا تھا کہ وہ مال واسطے تجارت کے ہے اس واسطے زکوٰۃ طلب کی سو حضرت ﷺ نے ان کو خبردار کر دیا کہ اس میں زکوٰۃ نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ.

سوال سے بچنے کا بیان۔

١٣٧٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ

١٣٧٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصار کے لوگوں نے حضرت ﷺ سے مال مانگا حضرت ﷺ نے ان کو دیا پھر مانگا حضرت ﷺ نے پھر دیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس کچھ باقی نہ رہا پھر فرمایا کہ جو میرے پاس مال ہو گا اس کو میں تم سے چھپا کر جمع نہ رکھوں گا اور جو کوئی سوال اور حرام کاموں سے اپنے آپ کو بچائے پرہیز گار بننے کے ارادے سے تو اللہ اس کو سچا پرہیز گار کر دے گا اور جو دنیا سے بے پرواہی کی امید رکھے گا تو اللہ اس کے دل کو دنیا

وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.

کے مال سے بے پرواہ کردے گا اور جو شخص کہ مصیبت اور بلا میں آپ کو بزور صبر والا بنائے گا تو اللہ اس کو سچا بے بناوٹ کا صابر کر دے گا اور کسی کو بہتر اور کشادہ تر صبر سے کوئی نعمت نہیں ملی۔

فائدہ: یہ حدیث تہذیب اخلاق اور درویشی کی جڑ ہے معلوم ہوا کہ آدمی کی خو بدلنا ممکن ہے لیکن اول بدخو چھوڑنے میں محنت اور ریاضت ہے آخر کو نیک خو عادت ہو جاتی ہے پھر محنت او رتکلف اور بناوٹ کی حاجت نہیں رہتی، فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی سخاوت کا اور جاری کرنا حکم اللہ کا اور یہ کہ جائز ہے دینا سائل کو دوبار اور نہ ہو تو سائل کے آگے عذر کرے اور اس کو سوال سے بچنے کی ترغیب دلائے اور یہ کہ حاجت کے وقت سوال کرنا درست ہے اگرچہ اولیٰ نہ سوال کرنا ہے اور یہ کہ صبر کرے یہاں تک کہ اس کو بغیر سوال کے رزق ملے اور یہ کہ سوال سے بچے اگرچہ روزی کی طلب میں مشقت ہو۔

١٣٧٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلَهٗ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهٗ.

١٣٧٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی اپنی رسیاں لے پھر پہاڑ میں جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لائے پھر اس کو بیچے تو یہ اس کے حق میں کسی مرد کے سوال کرنے سے بہتر ہے اس کو وہ دے یا نہ دے۔

١٣٧٨ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ.

١٣٧٨۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی رسیاں لے پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لائے پھر اس کو بیچے تا کہ اللہ اس کے سبب سے اس کی آبرو رکھے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے لوگوں کے سوال کرنے سے اس کو دیں یا نہ دیں یعنی لکڑیاں بیچ کر کھانا سوال سے بہتر ہے کہ سوال میں ایک تو ذلت ہے دوسرا مطلب کا یقین نہیں کہ ملے یا نہ ملے۔

فائدہ: شافعیہ کے نزدیک جو کسب کر سکتا ہو اس کو سوال کرنا حرام ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال سے بچنے کی بڑی فضیلت ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٧٩ ـ وَحَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهٗ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهٗ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهٗ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْ حَكِيْمًا إِلَى الْعَطَآءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهٗ فَأَبٰى أَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ أَنِّيْ أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَّأْخُذَهٗ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ.

١٣٧٩۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کچھ مال مانگا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا پھر فرمایا اے حکیم! البتہ یہ دنیا کا مال ہرا بھرا' میٹھا ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا سخاوت سے یعنی بے حرصی سے تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کے حرص سے لیا تو اس کو ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا حال ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے حکیم نے کہا کہ میں نے نے کہا کہ یا حضرت! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور سچ کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے بعد کبھی کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا چھوڑوں اور مر جاؤں چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حکیم کو اپنے حصہ یا بخشش کی طرف بلاتے تھے سو حکیم رضی اللہ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت میں) ان کو حصہ دینے کے لیے بلایا پھر بھی حکیم نے قبول کرنے سے انکار کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مسلمانوں کے گروہ! میں تم کو گواہ کرتا ہوں حکیم پر کہ بیشک میں اس کو غنیمت یا بیت المال سے اس کا حق دیتا ہوں اور وہ نہیں لیتا سو حکیم رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے بعد زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگا یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جو کوئی بے حرصی سے مال لے اس کے مال میں برکت دی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سخی اور قناعت والے کے مال میں اللہ برکت دیتا ہے کہ وہ آسودہ رہتا ہے اور حرص والے کے مال میں برکت نہیں یعنی کتنا ہی اس کو ملے پھر بھی اس کا پیٹ نہیں بھرتا جیسے جوع الکلب کی بیماری والا کتنا ہی کھائے اس کا پیٹ

نہیں بھرتا اور بھوک دفع نہیں ہوتی اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ کبھی زہد مال لینے کے ساتھ بھی واقع ہوتا ہے اس واسطے کہ جان کی سخاوت یہی اس کا زہد ہے اور ایک یہ کہ جو کوئی جان کی سخاوت سے لے اس کو زہد کا ثواب ملتا ہے اور اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ زہد سے دنیا اور آخرت کی بہتری حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کہ سامع کے سمجھانے کے لیے مثال بیان کرنی درست ہے اس واسطے کہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ برکت اسی کو کہتے ہیں کہ مال بہت ہو سو حضرت ﷺ نے مثال مذکور سے بیان فرمایا کہ وہ ایک خلق ہے خلق اللہ سے اور ان کے لیے مشہور چیز کے ساتھ مثال بیان کی اور فرمایا کہ کھانے والا اس واسطے کھاتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرے اور سیر ہو اور جب کہ کھانے سے اس کا پیٹ نہ بھرا تو اس کے واسطے بہت مال ہونا بے فائدہ ہے اور یہی حال ہے مال کا کہ اس کی ذات میں فائدہ نہیں بلکہ فائدہ اس میں ہے کہ اس کا نفع حاصل ہو اور جب کسی کا مال بہت ہو اور اس کو اس سے فائدہ نہ ہو تو اس مال کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور یہ کہ امام کو لائق ہے کہ نہ بیان کرے واسطے سائل کے مفسدہ سوال کا مگر بعد حاجت روائی اس کی کے تا کہ اس کی نصیحت اپنے موقعہ میں واقع ہو تا کہ نہ خیال کرے سائل کہ یہ نہ دینے کا عذر ہے اور یہ کہ جائز ہے سوال کرنا تین بار اور جائز ہے منع کرنا چوتھی بار میں اور یہ کہ اعلیٰ آدمی کو سوال کرنا عار نہیں اور یہ کہ تین بار کے بعد سائل کو پھیرنا درست ہے' انتہی۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اتفاق ہے سب علماء کا کہ بغیر ضرورت شرعیہ کے سوال کرنا حرام ہے اور جو کوئی کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے حق میں ہمارے اصحاب کو اختلاف ہے صحیح تر یہ ہے کہ اس کو بھی سوال کرنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے ساتھ کراہت کے اگر سوال میں الحاح نہ کرے اور مسئول عنہ کو ایذا نہ دے، انتہی۔

بَابُ مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَّلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ ﴿وَفِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾.

اگر اللہ کسی کو مانگنے اور حرص کے بغیر مال دے تو اس کو لینا درست ہے' اور اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ مالداروں کے مال میں حق ہے واسطے سائل اور فقیر کے اور کسی کو نہ سوال کرے۔

١٣٨٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ إِذَا جَاءَكَ مِنْ

١٣٨٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ مجھ کو مال دیتے تھے سو میں کہتا تھا کہ یا حضرت! آپ اس کو دیں جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے جب تیرے پاس اس مال سے کوئی چیز آئے اس حال میں کہ تو نہ حرص کرنے والا ہو اور نہ مانگنے والا ہو تو اس کو لے اور وہ چیز کہ اس شرط

هٰذَا الْمَالِ شَیْءٌ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

سے نہ ہو تو اپنی جان کو محنت میں نہ ڈال یعنی اس کی خواہش نہ کر۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام طحاوی نے کہا کہ مراد اس سے صدقہ کا مال نہیں بلکہ وہ مال ہے جس کو امام تقسیم کرے اور وہ فقر کی وجہ سے بھی نہ تھا بلکہ وہ ان کے حقوق میں سے تھا اور اگر ایسا مال ملے تو اس کا قبول کرنا مستحب ہے جب کہ دونوں شرطیں پائی جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاص ہے ساتھ بادشاہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کا عطیہ قبول کرنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور یہ محمول ہے اس پر کہ بادشاہ ظالم ہو اور کراہت محمول ہے پرہیز گاری پر اور یہی مشہور ہے تصرف سلف سے اور تحقیق یہ بات ہے کہ اگر جانتا ہو کہ اس کا مال حلال ہے تو اس کا مال نہ پھیرے اور اگر جانے کہ اس کا مال حرام ہے تو اس کا عطیہ قبول نہ کرے اور جس کے مال میں شک ہو اس میں احتیاط یہ ہے کہ پھیر دے اور جو اس کو مباح کہتا ہے وہ اصل کو لیتا ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے ابن المنذر نے کہا کہ جو اس کو مباح کہتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے یہود کے حق میں فرمایا کہ وہ بہت سود کھانے والے ہیں اور حالانکہ حضرت ﷺ نے باوجود جاننے اس کے اپنی ذرہ ان کے پاس رہن رکھی اور اسی طرح حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ لیا باوجودیکہ اکثر مال ان کے شراب اور خنزیر کے مول سے اور معاملات فاسدہ سے کمائے ہوئے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو جائز ہے کہ اپنی رعیت میں سے بعض آدمی کو کچھ مال دے جب کہ اس کی وجہ ہو اگرچہ دوسرا اس سے زیادہ محتاج ہو اور یہ کہ امام کا انعام پھیر دینا ادب کے خلاف ہے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا.

جو لوگوں سے مال مانگے جمع کرنے کے لیے تو اس کو بہت گناہ ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو آئندہ باب میں آئے گی وہ صریح تر ہے اس باب کے مقصود میں باب کی حدیث سے لیکن اس کو یہاں بیان نہ کیا اس واسطے کہ اس کی عادت ہے کہ چھپی باتوں سے باب باندھتا ہے اور یا اس واسطے کہ مراد مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سوال سے پوچھنا مشکل مسائل کا ہے یا لایعنی امروں کا سوال کرنا مراد ہے اور یا غیر واقع امروں کا پوچھنا مراد ہے، انتہی۔

١٣٨١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

١٣٨١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیشہ آدمی سوال کرتا رہے گا یعنی تاکہ مال جمع کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کو ملے گا اس حال میں کہ اس کے منہ پر ایک بوٹی بھی نہ ہو گی یعنی لوگوں سے سوال کرنے والا قیامت کے دن نہایت ذلیل ہوگا اور بیشک قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا

يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِاٰدَمَ ثُمَّ بِمُوْسٰى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ جَعْفَرٍ فَيَشْفَعُ لِيُقْضٰى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِيْ حَتّٰى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَحْمَدُهٗ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ وَقَالَ مُعَلّٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْأَلَةِ.

(خلق سے) یہاں تک کہ پہنچے گا پسینہ آدھے کان تک سو جس حال میں کہ وہ اس طرح ہوں گے فریاد کریں گے پاس آدم علیہ السلام کے پھر پاس موسیٰ علیہ السلام کے پھر پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تاکہ حکم کیا جائے درمیان خلق کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلیں گے یہاں تک کہ بہشت کے دروازہ کا حلقہ پکڑیں گے سو اس دن اللہ ان کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے گا پس سب لوگ کہ میدان قیامت میں جمع ہوں گے آپ کی تعریف کریں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے سوال کرنا مال جمع کرنے کے لیے درست نہیں اور حدیث اگرچہ کثرت سوال کی مذمت پر دلالت کرتی ہے اور ترجمہ مال جمع کرنے پر دلالت کرتا ہے لیکن چونکہ قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ وعید اسی شخص کے حق میں ہے کہ مال جمع کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کرے اور یہ کہ اہل حاجت کو سوال کرنا درست ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس شخص پر محمول کیا کہ جو مال جمع کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کرے، وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ وعید خاص اس شخص کے حق میں ہے جو کہ لوگوں سے بہت سوال کرے اور جو کبھی کبھی کسی سے سوال کرے اس کو گناہ نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلمان یعنی کافر سے سوال کرنا درست ہے اس واسطے کہ الناس کا لفظ عام ہے شامل ہے مسلمان اور کافر دونوں کو، انتہی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ وَكَمِ الْغِنٰى وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَجِدُ

اس آیت کا بیان کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور آدمی کس قدر مال سے غنی ہوتا ہے اور اس کی کیا حد ہے؟ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا بیان کہ نہیں پاتا آدمی

غِنًی یُغْنِیْهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ﴾.

مالداری کہ بے پرواہ کرے اس کو واسطے اس آیت کے ان مفلسوں کو جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے ان کو بے خبر مالدار ان کے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو خرچ کرو گے کام کی چیز وہ اللہ کو معلوم ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اس آیت کے لانے سے تفسیر کرنا ہے اپنے اس قول کی کہ غنا کی کیا حد ہے گویا کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ نہ غنا پاتا ہے کہ اس کو بے پرواہ کرے بیان کرنے والی ہے واسطے اندازے غنا کے اس واسطے کہ اللہ نے صدقہ ان فقیروں کے لیے کیا ہے جو ان صفات کے ساتھ موصوف ہوں یعنی جو کوئی اس قسم کا آدمی ہو کہ اللہ کی راہ میں بند ہو وہ مالدار نہیں اور جو اس کے برخلاف ہو وہ مالدار ہے پس حاصل اس کا یہ ہے کہ شرط سوال کی غنا کا نہ پانا ہے واسطے وصف کرنے اللہ کے فقیروں کو ساتھ اس کے کہ وہ زمین میں چل پھر نہیں سکتے اس واسطے کہ جو اس میں چلنے پھرنے کی طاقت رکھے وہ ایک قسم کا مالدار ہے اور مراد ان لوگوں سے جو اللہ کی راہ میں اٹک رہے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جہاد میں مشغول ہیں اور اس شغل کی وجہ سے زمین میں چل پھر کر تجارت نہیں کر سکتے اور یہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں کہا کہ غنی کس قدر ہے تو اس میں کوئی حدیث صریح بیان نہیں کی شاید کوئی حدیث اس کی شرط کے موافق نہیں ہو گی اور شاید کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات سمجھی جاتی ہو کہ نہیں پاتا مالداری کو اس کو بے پرواہ کرے اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ایسی چیز نہیں پاتا کہ اس کی حاجت کے موقع میں واقع ہو اور جو اس قدر مال پائے وہ مالدار ہے اور ترمذی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ جو کوئی لوگوں سے مانگے اس حال میں کہ اس کے پاس وہ چیز ہے کہ اس کو بے پرواہ کرے تو وہ قیامت کے دن آئے گا اور اس کا منہ چھلا ہوا ہو گا کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا چیز اس کو بے پرواہ کرتی ہے؟ فرمایا پچاس درھم یا اس کی قیمت کے برابر سونا اور ایک روایت میں ایک اوقیہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے پاس صبح وشام کا کھانا موجود ہو وہ غنی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس پر عمل ہے نزدیک بعض اصحاب ہمارے کے مانند ثوری اور احمد اور ابن مبارک اور اسحاق کے اور کہا کہ بعض لوگوں نے اس میں وسعت کی ہے کہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس پچاس درھم یا اکثر ہوں تو وہ محتاج ہے اور اس کو زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اہل علم کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کبھی آدمی غنی ہوتا ہے ساتھ درھم اور کسب کے اور نہیں بے پرواہ کرتا ہے اس کو ہزار درھم واسطے ضعیف ہونے اس کے اور اس مسئلے میں اور بھی کئی مذہب ہیں ایک یہ کہ غنی وہ ہے

کہ نصاب کا مالک ہو پس اس کو زکوٰۃ لینا حرام ہے یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حد اس کی یہ ہے کہ صبح وشام کا کھانا پائے اور بعض کہتے ہیں کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو ہمیشہ صبح وشام کا کھانا نہ پائے اور بعض کہتے ہیں کہ حد اس کی چالیس درھم ہیں یہ قول ابو عبید کا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے قول امام بخاری رحمہ اللہ کا، انتہی ملخصا۔

١٣٨٢ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَيْسَ لَهُ غِنًى وَيَسْتَحْيِيْ أَوْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا.

١٣٨٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچارہ محتاج وہ نہیں جس کو ایک لقمہ اور دو لقمے کی حرص در بدر پھرائے حقیقت میں بیچارہ محتاج تو وہ ہے کہ اس کے پاس اس قدر مال نہیں کہ اس کو بے پرواہ کر دے اور سوال سے شرم کرتا ہے یا لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو محتاج لوگ سوال نہیں کرتے ان کے دینے میں زیادہ تر ثواب ہے گدائے فقیروں سے اور ان کا حق مقدم ہے ان سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے مانگنا بہت برا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکین اس کو فرمایا جس کے پاس مال نہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٨٣ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِيْ كَاتِبُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ.

١٣٨٣۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے تمہارے لیے تین چیز کا کرنا مکروہ رکھا ہے ایک بیہودہ گفتگو کرنی کہ اس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا دوسرا مال کا ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا، تیسرا لوگوں سے بہت مانگنا واسطے جمع کرنے مال کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے سوال کرنا مال جمع کرنے کے لیے بہت برا ہے اس واسطے کہ سوال سے مراد لوگوں سے مانگنا ہے یا عام ہے اس سے کہ مال کا سوال ہو یا مسائل، وفيه المطابقة للترجمة.

١٣٨٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ

١٣٨٤۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيْهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ رَجُلًا لَّمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ فِيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَعْلَمُ فِيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهِ وَعَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَالِحٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ بِهٰذَا فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَجَمَعَ بَيْنَ عُنُقِيْ وَكَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ أَقْبِلْ أَيْ سَعْدُ إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَكُبْكِبُوْا قُلِبُوْا فَكُبُّوْا مُكِبًّا أَكَبَّ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ فِعْلُهُ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلٰى أَحَدٍ فَإِذَا

ایک گروہ کو مال دیا اور میں ان کے درمیان بیٹھا تھا سو حضرت ﷺ نے ان میں سے ایک مرد کو چھوڑ دیا اس کو کچھ نہ دیا اور حالانکہ وہ مجھ کو ان میں سے زیادہ تر محبوب تھا سو میں حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے آپ کو کان میں بات کہی کہ کیا ہے آپ کو فلانے کی طرف سے کہ آپ نے اس کو کچھ نہیں دیا قسم ہے اللہ کی البتہ میں تو اس کو ایماندار جانتا ہوں؟ فرمایا یا اس کو مسلمان جانتا ہوں سو میں کچھ دیر چپ رہا پھر مجھ کو غالب ہوئی وہ چیز کہ میں اس کے حق میں جانتا تھا میں نے کہا یا حضرت! آپ کو فلاں کی طرف سے کیا رنج ہے کہ آپ نے اس کو کچھ نہیں دیا قسم ہے اللہ کی البتہ میں تو اس کو ایماندار جانتا ہوں؟ فرمایا یا مسلمان تین بار میں نے یہ کلمہ کہا اور حضرت ﷺ نے تین بار یہی جواب دیا پھر فرمایا کہ البتہ میں بعض آدمی کو دیتا ہوں اور میرے نزدیک اس کے سوا اور شخص بہت پیارا ہوتا ہے اس ڈر سے دیتا ہوں کہ کہیں وہ دوزخ میں اوندھا ڈالا جائے یعنی اگر میں اس کو نہ دوں تو کافر ہو جائے تو دوزخی ہوا مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو نومسلم تھے ایمان ان کے دلوں میں خوب نہیں رچا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے میری گردن اور مونڈھے کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا قبول کر اے سعد! اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا "فَكُبْكِبُوْا" (سورہ شعراء میں واقع ہوا ہے) کہ معنی "قلبوا" ہیں یعنی پھیرے جائیں گے اس حال میں کہ اوندھے پڑے ہوں گے "مُكِبًّا" جو کہ سورۂ ملک میں واقع ہوا ہے "اکب الرجل اذا کان فعلہ غیر واقع علی احد" یعنی کہتے ہیں "اکب الرجل" یعنی اوندھا گرا مرد جب کہ اس کا فعل کسی پر واقع نہ ہو یعنی اس کا مفعول بہ کوئی نہ

وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتَ كَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهٖ وَكَبَبْتُهٗ أَنَا قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ أَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ.

ہو "فاذا وقع الفعل قلت كبه الله بوجهه و كببته انا" اور جب کہ اس کا فعل کسی پر واقع ہو تو اس وقت کہے گا تو "کبه الله بوجهه" یعنی اللہ نے اس کو اس کے منہ پر اوندھا ڈالا اور میں نے اس کو اوندھا ڈالا یعنی "اکب" فعل لازم ہے اور "کبّ" متعدی ہے بخلاف اور فعلوں کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے لپٹ کر مانگنا درست نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی گردن اور مونڈھے کے درمیان ہاتھ مارا اور لپٹ کر سوال کرنے کو مکروہ جانا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محتاجی اسی وقت محمود ہے جب کہ سوال سے بچے اور حاجت پر صبر کرے اور یہ کہ مستحب ہے حیا کرنا ہر حال میں اور یہ کہ فقیر کا حال مسکین سے ابتر ہے اس واسطے کہ مسکین اس کو کہتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو لیکن اس کو کفایت نہ کرے اور فقیر اس کو کہتے ہیں کہ اس کے پاس مطلق کوئی چیز نہ ہو اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور اہل حدیث اور فقہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ مسکین کا حال فقیر سے ابتر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں برابر ہیں یہ قول ابن قاسم اور اصحاب مالک کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ سوال کرے اور مسکین وہ ہے کہ نہ سوال کرے، انتہی ۔ ملخصا (فتح)

۱۳۸۵ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ.

۱۳۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ محتاج وہ نہیں کہ لوگوں پر گھومے اور در بدر پھرے ایک لقمہ اور دو لقمے اور ایک کھجور اور دو کھجور کی حرص سے لیکن محتاج وہ ہے کہ نہ مال پائے کہ اس کو بے پرواہ کرے اور نہ اس کا حال معلوم ہو سکے کہ اس پر خیرات کی جائے اور نہ ہو کھڑا ہو کہ لوگوں سے سوال کرے۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۱۳۸۶ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ

۱۳۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لے پھر پہاڑ کی طرف جائے

صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ یَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ ثُمَّ یَغْدُوَ أَحْسِبُهُ قَالَ إِلَی الْجَبَلِ فَیَحْتَطِبَ فَیَبِیْعَ فَیَأْكُلَ وَیَتَصَدَّقَ خَیْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ یَّسْأَلَ النَّاسَ.

اور لکڑیاں لائے پھر ان کو بیچے اور کھائے اور خیرات کرے تو اس کے حق میں یہ بہتر ہے لوگوں سے سوال کرنے سے۔

بَابُ خَرْصِ الثَّمَرِ. کھجور کے تخمینہ کرنے کا بیان یعنی درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ فرض کے معنی ہیں تخمینہ کرنا اور اندازہ کرنا ان کھجوروں کا جو کھجور کے درخت پر ہوں اور حکایت کی امام ترمذی رحمہ اللہ نے بعض اہل علم سے کہ تفسیر اس کی یہ ہے کہ جب کھجور اور انگور کا میوہ پک جائے اس قسم سے کہ اس میں زکوۃ واجب ہے یعنی پانچ وسق کے برابر ہو تو بادشاہ کسی اندارہ کرنے والے کو بھیجے تا کہ وہ اندازہ کر کے کہے کہ اس میں سے اتنا انگور اور اتنی کھجور نکلے گی پس اس کو یاد رکھے اور مبلغ عشر کا سمجھ کر ان کو بتلا دے کہ اتنا میوہ تم کو دینا ہوگا اور میوے کو ان کے حوالے کرے پھر جب کاٹنے کا وقت آئے تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے اور فائدہ اندازے کا یہ ہے کہ اس میں فراخی اور وسعت ہے میوے والوں پر کہ اس میں سے آپ بھی کھائیں اور فقراء اور مساکین کو بھی کھلائیں اور بیچیں یا اور جو کچھ چاہیں کریں اس واسطے کہ ان کو منع کرنے میں تنگی ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رحمہ اللہ کا کہ اندازہ کرنا درست ہے اور خطابی نے کہا کہ اہل رائے یعنی حنفیہ کہتے ہیں کہ اندازہ کرنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ صرف مزارعین کے ڈرانے کے لیے کیا جاتا تھا تا کہ میوے میں خیانت نہ کریں یہ حکم لازم کرنے کے لیے نہ کیا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ تخمینہ اور فریب ہے یا یہ بیاج اور جوئے کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور تعاقب کیا ہے ان کا خطابی نے کہ بیاج اور جوا پہلے حرام ہوا تھا اور میوے کے اندازہ کرنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حیاتی میں عمل رہا یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر عمل کیا اور اسی طرح جو ان کے بعد ہیں ان کا عمل بھی اس پر رہا ہے اور تابعین میں سے کسی سے اس کا ترک کرنا مروی نہیں مگر شعبی سے اور ان کا یہ کہنا کہ یہ محض تخمینہ اور فریب ہے سو محض غلط ہے اس واسطے کہ وہ غرور نہیں بلکہ اجتہاد ہے کھجور کے مقدار پہچاننے میں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تخمینہ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں اور اندازہ کرنے والوں کو بھی بھیجتے تھے اور باب کی حدیث میں صریح موجود ہے کہ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اندازہ کرو اگر ان کا اندازہ درست نہ ہوتا تو اس کے کوئی معنی نہ تھے اور طحاوی نے کہا کہ اگر اندازہ کرنے کے بعد کسی آفت سے میوہ تلف ہو جائے تو اس حالت میں میوے والے سے عشر لینا درست نہ ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے کہ جو لوگ اندازہ کرنے کے قائل ہیں وہ میوے والوں سے تلف شدہ کی ضمانت نہیں لیتے

ابن منذر نے کہا کہ سب اہل علم کا اجماع ہے اس پر کہ اگر اندازہ کے بعد میوے کو کوئی آفت پہنچے پہلے کاٹنے سے تو اس کا بدلہ دینا نہیں آتا، انتہی ملخصا۔

١٣٨٧ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَلَمَّا جَآءَ وَادِيَ الْقُرٰى إِذَا امْرَأَةٌ فِيْ حَدِيْقَةٍ لَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اخْرُصُوْا وَخَرَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا أَحْصِيْ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوْكَ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُوْمَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ وَأَهْدٰى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ فَلَمَّا أَتٰى وَادِيَ الْقُرٰى قَالَ لِلْمَرْأَةِ كَمْ جَآءَ حَدِيْقَتُكِ قَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَّتَعَجَّلَ مَعِيْ فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا قَالَ ابْنُ بَكَّارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهَا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ فَلَمَّا رَاٰى أُحُدًا قَالَ هٰذَا

١٣٨٧۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ تبوک میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے سو جب آپ وادی القریٰ (ایک شہر کا نام ہے درمیان مدینہ اور شام کے) میں پہنچے تو ناگہاں ایک عورت اپنے باغ میں تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس باغ کی کھجوروں کا اندازہ کرو کہ اس میں سے کتنی کھجوریں نکلیں گی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کھجور کا اندازہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ جس قدر اس میں سے میوہ نکلے اس کو یاد رکھنا یعنی اس کے کیل کے اعداد معلوم ہو کہ اندازہ ٹھیک ہے یا نہیں کہ جب ہم تبوک میں پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ کا ملک شام میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو کہ عنقریب ہے کہ آج کی رات ایک سخت آندھی چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے اور جس کے پاس اونٹ ہو تو چاہیے کہ اس کا گھٹنا باندھ دے سو ہم نے اونٹ باندھ دیے اور رات کو سخت آندھی چلی ایک شخص اس میں کھڑا ہوا اس کو آندھی نے اٹھا کر طے کے پہاڑ میں ڈالا جو کہ تبوک سے کئی دنوں کی راہ پر ہے اور ایلہ (ایک شہر کا نام ہے دریا کے کنارے پر) کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید خچر ہدیہ بھیجی کہ نام اس کا دُلدل تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر پہنائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ملک کو ان کے شہر کے ساتھ لکھ دیا یعنی ان کا ملک ان پر قائم رکھا اس واسطے کہ انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ میں آئے تو اس عورت سے فرمایا کہ تیرا باغ کس قدر کھجوریں لایا اس عورت نے کہا کہ دس وسق جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ

جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِيْ سَاعِدَةَ أَوْ دُوْرُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ يَعْنِيْ خَيْرًا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَهُوَ حَدِيْقَةٌ وَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَائِطٌ لَمْ يُقَلْ حَدِيْقَةٌ.

کیا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینے کی طرف جلدی جانے والا ہوں جو کوئی میرے ساتھ جانا چاہے سو چلے سو جب مدینے کے قریب پہنچے تو فرمایا یہ مدینہ طابہ ہے پھر جب آپ نے اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ اُحد ایسا پہاڑ ہے کہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں پھر فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہترین گھروں انصار کے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا گھر قبیلے بنی نجار کے پھر اس کے بعد گھر قبیلے بنی عبدالاشہل کے پھر اس کے بعد گھر قبیلے بنی ساعدہ کے یا فرمایا گھر بنی حارث کے اور انصار کے سب گھروں میں بہتری ہے' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس باغ کے گرد دیوار ہو اس کو حدیقہ کہتے ہیں اور جس کے گرد دیوار نہ ہو اس کو حدیقہ نہیں کہتے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میوے کا اندازہ کرنا درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اندازہ کرنا واجب ہے اور جمہور کے نزدیک اندازہ کرنا مستحب ہے لیکن اگر اس کے ساتھ کسی مجور التصرف کا حق متعلق ہو یا اس کے شریک امانت دار نہ ہوں تو اس وقت اندازہ کرنا واجب ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہو خرص صرف کھجور کے ساتھ خاص ہے یا انگور کا بھی یہی حکم ہے یا ہر نفع دینے والی چیز کو شامل ہے تر ہو یا خشک' پہلا قول قاضی شریح اور بعض اہل ظاہر کا ہے اور دوسرا قول جمہور کا ہے اور تیسرا قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کے نزدیک اندازہ کرنے والے کا قول کافی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پہلی بار خشک ہونے کے بعد جو باقی رہے اس کا دسواں حصہ لیا جائے اور کیا صرف ایک ثقہ کا اندازہ کرنا کافی ہے یا کہ دو آدمی کا ہونا ضروری ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس میں دو قول ہیں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ صرف ایک معتبر آدمی کا اندازہ کافی ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ اعتبار ہے یا تضمین ظاہر قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ وہ تضمین ہے اور قاعدہ اس کا یہ ہے کہ اس کو تمام میوے میں تصرف کرنا جائز ہے اور اگر اندازے کے بعد مالک تمام میوے کو تلف کر ڈالے تو اس سے اسی اندازے سابق کے اعتبار سے زکوٰۃ لی جائے گی اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے کہ حضرت ﷺ نے آندھی کی خبر دی اور اس میں تعلیم اتباع کی ہے اور ڈرانا اس چیز سے کہ اس میں خوف کا ڈر ہو

اور فضیلت مدینہ کی اور انصار کی اور اس میں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے لینا ہدیہ کا اور بدلہ دینا اس کا۔

فائدہ: سنن اور صحیح ابن حبان میں سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم اندازہ کرو اور کاٹو تو تیسرا حصہ مالک کو چھوڑ دو نہیں تو چوتھا حصہ چھوڑ دو اور یہی ہے مذہب لیث اور احمد اور اسحاق کا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے لیے کچھ نہ چھوڑا جائے گا یہ قول امام مالک اور سفیان کا ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ حدیث پر عمل کیا جائے اور وہ قدر ان کی محنت کا ہے' انتہی ملخصا۔ اور یہ جو فرمایا کہ یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہم سے محبت کرتا ہے تو یہ محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھی ہے جیسے کہ اور سب حیوانات میں۔

بَابُ الْعُشْرِ فِيْمَا يُسْقٰى مِنْ مَّآءِ السَّمَآءِ وَبِالْمَآءِ الْجَارِيْ.

جو کھیتی کہ مینہ کے پانی اور جاری پانی سے پلائی جائے اس میں دسواں حصہ واجب ہے۔

فائدہ: مراد جاری پانی سے نالوں اور نہروں کا پانی ہے۔

وَلَمْ يَرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا.

اور عمر بن عبدالعزیز نے شہد میں زکوٰۃ واجب نہیں کی۔

فائدہ: یہ حدیث موطا امام مالک میں ہے کہ عبداللہ بن ابو بکر نے کہا کہ منیٰ میں میرے پاس عمر بن عبدالعزیز کا خط آیا کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ لے اور نہ شہد کی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں کہا کہ شہد کی زکوٰۃ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن منذر نے کہا کہ شہد میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور نہ اس پر اجماع ہے پس اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہی ہے قول احمد اور اسحاق کا مگر یہ اس زمین میں ہے کہ خرابی نہ ہو اور ترمذی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے نزدیک اکثر اہل علم کے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے لیکن قول ابن منذر کا زیادہ قوی ہے اور مناسبت اس اثر کی باب سے اس طور پر ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہد میں عشر نہیں اس واسطے کہ خاص کیا گیا ہے عشر ساتھ اس چیز کے کہ پلائی جائے ساتھ پانی کے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو کھیتی پانی سے نہ پلائی جائے اس میں عشر نہیں۔

١٣٨٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ

١٣٨٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کھیت کو مینہ اور نہریں پانی پلائیں یا زمین میں تر و تازہ اور سیراب ہو اس میں دسواں حصہ واجب ہے اور جو کھیت کہ بیل یا اونٹ کے ساتھ سینچا جائے اس میں بیسواں حصہ واجب ہے' امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ

وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا تَفْسِيْرُ الْأَوَّلِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْأَوَّلِ يَعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنِ عُمَرَ وَفِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ الْعُشْرُ وَبَيَّنَ فِيْ هٰذَا وَوَقَّتَ وَالزِّيَادَةُ مَقْبُوْلَةٌ وَالْمُفَسَّرُ يَقْضِيْ عَلَى الْمُبْهَمِ إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبَتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ قَدْ صَلّٰى فَأُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ.

حدیث یعنی ''لیس فیمان دون خمس اوسق من التمر صدقةٌ'' تفسیر ہے پہلی حدیث کی اس واسطے کہ پہلی حدیث یعنی ''فیما سقت السماء العشر'' میں کوئی اندازہ معین نہیں کیا اور اس میں اس کا اندازہ بیان کیا اور معین کر دیا یعنی یہ حدیث مبہم ہے اور پہلی حدیث اس کی مبین ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو کھیت مینہ اور نہروں کے پانی سے سینچا جائے اس میں دسواں حصہ دینا اسی وقت واجب ہوتا ہے جب کہ اناج پانچ وسق کے برابر ہو اور اگر اس سے کمتر ہو تو اس میں عشر واجب نہیں اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور مفسر حکم کرتی ہے مبہم پر جب کہ روایت کرے اس کو ثقہ جیسے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی اور بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی ہے سو بلال رضی اللہ عنہ کا قول لیا گیا اور فضل رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑا گیا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کھیت کہ بیل اور اونٹ سے پلایا جائے اور جو بدون ان کے پلایا جائے ان دونوں میں فرق ہے کہ پہلے میں بیسواں حصہ ہے اور دوسرے میں دسواں حصہ اور اگر کسی کھیت کو دونوں طرح سے پانی پلایا جائے تو ظاہر یہ ہے کہ اس میں تین ربع عشر کے واجب ہیں جب کہ دونوں پانی برابر ہوں یہ ہے قول اہل علم کا اور ابن قدامہ نے کہا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور اگر ایک دوسرے سے زیادہ ہو تو اول کا اعتبار نہیں اکثر کا حکم ہے یہ قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور یہی ہے قول ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ایک قول شافعی کا بھی یہی ہے اور یہی کہنا ممکن ہے کہ اگر دونوں پانی میں فرق ہو سکے تو اس کے حساب سے عشر لیا جائے اور ابن قاسم صاحب مالک کا یہ قول ہے کہ اعتبار اس پانی کا ہے جس کے ساتھ کھیتی تمام ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میوے اور اناج کی کوئی حد معین نہیں تھوڑے اور بہت سب میں زکوٰۃ ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جمہور کے نزدیک میوے اور اناج جب تک پانچ من نہ ہوں ان میں زکوٰۃ نہیں فتح الباری میں لکھا ہے کہ جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ترکاریوں میں زکوٰۃ واجب نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ صرف اسی میں ہے کہ پیمانہ سے ناپی جائے اور اختیار سے قوت کے لیے ذخیرہ ہو سکے اور یہی ہے قول امام

مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہر چیز میں زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ ذخیرہ نہ ہو سکے یہی قول ہے امام محمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اور ابن منذر نے حکایت کی ہے اجماع اس پر کہ پانچ وسق سے کمتر اناج میں زکوٰۃ نہیں مگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر چیز میں زکوٰۃ واجب ہے مگر بانس اور لکڑی اور گھاس میں زکوٰۃ نہیں اور ایسے ہی اس درخت میں بھی زکوٰۃ نہیں جس پر کوئی میوہ نہ لگتا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جو چیز ناپی جاتی ہو اس میں نصاب یعنی پانچ وسق کا لحاظ رکھا جائے اور جو ناپی نہیں جاتی اس میں نصاب کا کچھ لحاظ نہیں بلکہ اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تھوڑی ہو یا بہت اور ابن عربی نے کہا کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول زیادہ تر قوی ہے اور اسی میں زیادہ تر احتیاط ہے واسطے مسکینوں کے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ نصاب تحدید ہے یا تقریب امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ تحدید ہے اور یہی صحیح تر قول شافعیہ کا ہے لیکن اگر تھوڑا کم ہو کہ ضبط نہ ہو سکے تو مضر نہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تقریب ہے تحدید نہیں اور سب کا اتفاق اس پر ہے کہ اگر پانچ وسق سے اناج کچھ زیادہ ہو تو اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے کہ جس قدر ہو حساب کر کے اس کی زکوٰۃ ادا کرے اگرچہ نہایت قلیل ہو اور اس میں وقص نہیں۔

بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ.

نہیں پانچ وسق سے کمتر چھوہارے میں زکوٰۃ۔

١٣٨٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا أَقَلُّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ.

١٣٨٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ وسق سے کم چھوہارے میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ۔

فائدہ: حنفیہ کے نزدیک میوے اور اناج کی کوئی حد مقرر نہیں تھوڑے بہت سب میں زکوٰۃ واجب ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ حنفیہ کا یہ قول ٹھیک نہیں۔

بَابُ أَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ.

کھجور سے میوہ کاٹنے کے وقت صدقہ لینے کا بیان اور کیا درست ہے چھوڑنا لڑکے کو کہ وہ صدقہ کی کھجور کھائے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس باب میں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میوہ کاٹنے کے دن خیرات کرے اور مراد اس سے صدقہ نفل ہے سوائے زکوٰۃ کے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ لڑکا حکم شرع کا مخاطب نہیں لیکن اس کا ولی

مخاطب ہے ساتھ اس کے کہ اس کو ادب دے اور علم سکھائے اور استفہام کے عنوان سے اس کو اس واسطے بیان کیا کہ احتمال رہے کہ ممانعت اسی کے ساتھ خاص ہے جس کو صدقہ کا مال کھانا درست نہیں، انتہی۔

١٣٩٠ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيْءُ هٰذَا بِتَمْرِهٖ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهٖ حَتّٰى يَصِيْرَ عِنْدَهٗ كَوْمًا مِّنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهِ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ.

١٣٩٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھجور کا میوہ کاٹنے کے وقت حضرت ﷺ کے پاس کھجوریں لائی جاتی تھیں پس یہ شخص اپنی کھجوریں لاتا اور دوسرا اپنی لاتا یعنی ہر ایک اپنی اپنی کھجوریں لایا تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا سو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کھجوروں کے ساتھ کھیلنے لگے سو ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالی سو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا سو اس کے منہ سے وہ کھجور نکالی اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ محمد ﷺ کی اولاد خیرات نہیں کھاتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کو احکام شرع کی تعلیم کرنی چاہیے تا کہ حاجت کے وقت ان کو کام آئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے خیرات کرنا وقت کاٹنے کھجوروں اور کھیت کے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ مَنْ بَاعَ ثِمَارَهٗ أَوْ نَخْلَهٗ أَوْ أَرْضَهٗ أَوْ زَرْعَهٗ وَقَدْ وَجَبَ فِيْهِ الْعُشْرُ أَوِ الصَّدَقَةُ فَأَدَّى الزَّكَاةَ مِنْ غَيْرِهٖ أَوْ بَاعَ ثِمَارَهٗ وَلَمْ تَجِبْ فِيْهِ الصَّدَقَةُ.

اگر کوئی اپنا میوہ بیچے یا کھجور کا درخت بیچے یا اپنی زمین بیچے یا کھیتی بیچے اور حالانکہ اس میں عشر یا صدقہ واجب ہو چکا ہو اس مال کے غیر سے زکوٰۃ ادا کرے جس میں کہ عشر یا صدقہ واجب ہوا ہے یا اپنا میوہ بیچے اور اس میں صدقہ واجب نہ ہوا ہو تو یہ بیچنا جائز ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پختہ ہونے کے بعد میوے کا بیچنا درست ہے اگرچہ اس میں خرص کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو واسطے عموم اس حدیث کے کہ پختہ ہو جانے کے وقت میوے کا بیچنا درست ہے یہ ایک قول ہے علماء کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ خرص کے بعد میوے کا بیچنا درست نہیں

کہ اس کے ساتھ فقیروں کا حق متعلق ہے یہ ایک قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہ حدیث محمول ہے جواز بعد الصلاح اور قبل الخرص پر اور یہ جو کہا کہ اس میں عشر یا صدقہ واجب ہو تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے کہ میوے میں مطلق عشر واجب کرتا ہے بغیر اعتبار نصاب کے اور نہیں ارادہ کرتا کہ صدقہ بیع سے ساقط ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس مال کے غیر سے زکوۃ ادا کرے تو یہ اس واسطے ہے کہ جب زکوۃ واجب ہونے کی اس نے کوئی چیز بیچی تو یہ کام اس نے جائز کیا اور زکوۃ اس کے ذمہ باقی رہی پس ضروری ہے کہ اس کے سواء اور مال سے زکوۃ ادا کرے یا اس کی قیمت دے۔

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا فَلَمْ يَحْظُرِ الْبَيْعَ بَعْدَ الصَّلَاحِ عَلٰى أَحَدٍ وَّلَمْ يَخُصَّ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الزَّكَاةُ مِمَّنْ لَمْ تَجِبْ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ نہ بیچو کھجور کو جب تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو یعنی پختہ ہو جائے اور آفت سے محفوظ ہو اور پختہ ہونے کے بعد کسی کو بیچنے سے منع نہیں کیا خواہ اس پر زکوۃ واجب ہو یا نہ ہو اور یہ حدیث عام ہے نہیں خاص کیا اس کو کہ اس پر زکوۃ واجب ہے اس سے کہ اس پر زکوۃ واجب نہیں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو رد کرنا ہے کہ ان کے نزدیک صلاحیت ظاہر ہونے کے بعد بیع درست نہیں جب تک کہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خریدار کو اختیار ہے چاہے رکھے چاہے رد کرے اور اس سے عشر لیا جائے اور وہ بائع سے مجرا لے (کٹوتی) اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عشر بائع پر ہے مگر خریدار پر شرط کر لے تو خریدار کو دینا آئے گا اور یہ قول ہے لیث کا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صدقہ بائع پر ہے مطلق اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی کا۔

١٣٩١ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتَّى تَذْهَبَ عَاهَتُهُ.

١٣٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کھجور کے سے یہاں تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو اور جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھتا تھا کہ اس کی صلاحیت کیا ہے تو کہتے کہ اس کی آفت دور ہو جائے اور ضائع ہونے کا خوف نہ رہے یعنی پختہ ہو جائے۔

١٣٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ

١٣٩٢۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے جب تک کہ اس

عَطَآءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا.

کی صلاحیت ظاہر نہ ہو۔

١٣٩٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قَالَ حَتّٰى تَحْمَارَّ.

۱۳۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ سرخ ہو جائے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ میوہ پختہ ہونے کے بعد اس کا بیچنا درست ہے اگرچہ اس میں زکوۃ واجب ہو اور جائز ہے دینا زکوۃ کا غیر اس کے سے اس واسطے کہ اگر اس کے غیر سے زکوۃ کا ادا کرنا جائز نہ ہوتا تو اس کا بیچنا درست نہ ہوتا یہاں تک کہ اس سے زکوۃ لی جاتی، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ هَلْ يَشْتَرِي الرَّجُلُ صَدَقَتَهُ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ صَدَقَتَهُ غَيْرُهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَهَى الْمُتَصَدِّقَ خَاصَّةً عَنِ الشِّرَآءِ وَلَمْ يَنْهَ غَيْرَهُ.

اگر کوئی فقیر کو کوئی چیز صدقہ دے پھر اس کو اس سے خرید لے تو درست ہے یا نہیں؟ اور غیر کا صدقہ خریدنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا صدقہ خریدنے سے منع فرمایا ہے غیر کے صدقہ خریدنے سے منع نہیں فرمایا

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مقصود اس باب سے یہ ہے کہ پہلے باب میں جو گزر چکا ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے پہلے میوے کا بیچنا درست ہے یہ اس قبیل سے نہیں کہ آدمی اپنا صدقہ خریدے، حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تیرے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر کا صدقہ خریدنا درست ہے اس لیے کہ جب غیر کا صدقہ بلاعوض درست ہے تو بالعوض بطریق اولیٰ درست ہوگا۔

١٣٩٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۳۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ دیا سو اس کو بکتے ہوئے پایا اور اس کو خریدنا چاہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پھیر لے اپنے صدقے کو سو اسی سبب سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اگر کوئی چیز صدقہ دیتے اور پھر اس کو خریدتے تو اپنے پاس نہ رکھتے تھے

وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهٗ فَقَالَ لَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ فَبِذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَتْرُكُ أَنْ يَّبْتَاعَ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهٖ إِلَّا جَعَلَهٗ صَدَقَةً.

بلکہ اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتے تھے یعنی وہ اس حدیث سے یہ سمجھے تھے کہ صرف منع یہی ہے کہ اپنا صدقہ خرید کر اپنے پاس رکھے اور اگر اس کو خرید کر پھر خیرات کر دے تو یہ درست ہے۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنا صدقہ خریدنا درست نہیں' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۳۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِیْ كَانَ عِنْدَهٗ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهٗ وَظَنَنْتُ أَنَّهٗ يَبِيْعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِیْ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَآئِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَآئِدِ فِیْ قَيْئِهٖ.

۱۳۹۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے گھوڑا چڑھنے کو اللہ کی راہ میں دیا سو جس کے پاس وہ تھا اس نے اس کو ضائع کیا دبلا کر ڈالا سو میں نے اس کو خریدنا چاہا اور میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو ارزاں بیچتا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خرید اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے اس واسطے کہ بیشک اپنے صدقے کا پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا کوئی اپنی قے کو کھائے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اپنا صدقہ خریدنا حرام ہے قرطبی نے کہا کہ ظاہر حدیث سے یہی بات معلوم ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہو اور مراد اس سے نفرت دلانی ہو اس واسطے کہ قے سے نفرت آتی ہے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور کفارہ اور نذر وغیرہ قربات کا بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی اس کا وارث ہو تو درست ہے اور بعید تر ہے قول اس شخص کا کہ کہتا ہے کہ خیرات کر ڈالے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ میں رجوع کرنا مکروہ ہے اور یہ کہ اللہ کی راہ میں گھوڑا چڑھنے کو دینے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ اس کے ملک ہو جاتا ہے اور یہ کہ محمول کو جائز ہے بیچنا اس کا اور فائدہ اٹھانا ساتھ مول اس کے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِی الصَّدَقَةِ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهٖ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر صدقہ حرام ہونے کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس مقام میں تین امروں میں کلام ہے ایک یہ کہ آل سے مراد بنی ہاشم اور عبدالمطلب کی اولاد میں اس قول کو ترجیح ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط ہاشم کی اولاد ہے' دوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کا صدقہ حرام تھا خواہ فرض ہو یا نفل جیسے کہ بہت لوگوں نے اس میں اجماع نقل کیا

ہے ان میں سے خطابی ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ صدقہ نفل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام نہ تھا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، سوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بھی اس میں داخل ہے ابن قدامہ نے کہا کہ اس میں اختلاف نہیں کہ ہاشم کی اولاد پر صدقہ فرض حرام ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کے واسطے صدقہ درست ہے اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آپس میں ان کو ایک دوسرے کا صدقہ لینا درست ہے اور غیر کا درست نہیں اور مالکیہ کے اس میں چار قول ہیں ایک جواز ہے اور ایک منع اور ایک یہ کہ نفل درست ہے اور فرض درست نہیں اور اس کا عکس پھر کہا کہ صدقہ نفل درست ہے اور فرض درست نہیں یہ قول اکثر حنفیہ کا ہے اور یہی صحیح قول ہے نزدیک شافعیہ اور حنبلیہ کے۔

١٣٩٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.

١٣٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈالی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھے چھے (یہ کلمہ جھڑک کا ہے کہ لڑکوں کو جھڑک کے لیے کہتے ہیں) تا کہ اس کو پھینک دے پھر فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ صدقے کا مال نہیں کھاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو صدقہ کا مال لینا درست نہیں وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقے کا مال امام کے پاس پہنچانا چاہیے اور یہ کہ جو کام عام لوگوں کے متعلق ہوں ان میں مسجد سے نفع اٹھانا درست ہے اور یہ کہ لڑکوں کو مسجد میں داخل کرنا درست ہے اور یہ کہ فائدے کی چیز کی ان کو تعلیم دینی چاہیے اور ضرر دینے والی چیز سے ان کو منع کرنا چاہیے اور حرام کاموں سے ان کو روکنا چاہیے اگرچہ وہ غیر مکلف ہیں تا کہ ان کو عادت ہو اور یہ کہ اگر نابالغ لڑکی عدت میں ہو تو اس کا ولی اس کو زینت سے منع کرے اور غیر ممیز لڑکی کو خطاب کرنا واسطے قصہ سمجھانے اہل تمیز کے درست ہے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلٰى مَوَالِيْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے آزاد شدہ غلاموں کو صدقہ لینا درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے آزاد شدہ غلاموں کو صدقہ لینا درست نہیں اور یہی صحیح قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور جمہور کے نزدیک ان کو صدقہ لینا درست ہے کہ وہ درحقیقت ان میں سے نہیں اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو بھی صدقہ لینا

درست ہے ابن بطال نے نقل کیا ہے کہ سب فقہاء کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کو صدقے کا مال لینا درست ہے لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم محمد ﷺ کی آل ہیں اور صدقے کا مال ہم کو حلال نہیں۔

١٣٩٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِّمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

١٣٩٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بکری مردہ دیکھی جو کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کی ہوئی لونڈی کو صدقے سے ملی تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کے چمڑے سے نفع کیوں نہ اٹھایا لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مردار ہے فرمایا مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے یعنی اس کی کھال وغیرہ سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے آزاد شدہ غلاموں کو صدقہ لینا درست ہے، وفیہ المطابقة للترجمة.

١٣٩٨ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِلْعِتْقِ وَأَرَادَ مَوَالِيْهَا أَنْ يَّشْتَرِطُوْا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقُلْتُ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

١٣٩٨۔ حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ بریرہ لونڈی کو خرید کر آزاد کریں اور اس کے مالکوں نے چاہا کہ اس کے ولا کی شرط کریں یعنی انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی وراثت ہم کو ملے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے کہا سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تو اس لونڈی کو خرید لے (اور پھر اس کو آزاد کر دے) اس واسطے کہ آزاد شدہ لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے یعنی اس کی وراثت کا حق آزاد کرنے والے کو ملے گا اس کے مالک ناحق شرط کرتے ہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا میں نے عرض کی کہ یہ وہ گوشت ہے کہ بریرہ کو صدقہ ملا حضرت ﷺ نے فرمایا وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے آزاد غلاموں کو صدقہ لینا درست ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ ایک بخشش ہے کہ مقصود اس سے صرف ثواب آخرت ہوتا ہے اور اس میں لینے والے کی ذلت ہوتی ہے بخلاف ہدیہ کے کہ وہ ایک چیز دوسرے کا ملک کرنا ہے واسطے تعظیم اور تقرب کے۔

بَابُ إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ.

جب صدقہ بدل جائے اور کسی محتاج کے ملک ہو جائے تو بنی ہاشم کو اس کا کھانا درست ہے۔

١٣٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهٖ إِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ بِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا.

١٣٩٩۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ گھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے سو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کی چیز ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں، مگر نسیبہ نے اس بکری کا کچھ گوشت ہم کو بھیجا ہے کہ جو آپ نے اس کو صدقہ کے مال سے بھیجی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ بکری اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پہنچ چکی ہے۔

فائدہ: یعنی ہر چند وہ صدقہ کا مال ہے لیکن جب محتاج کو پہنچا تو اس کے ملک ہو گیا اب اگر وہ اس میں سے کچھ بھیجے تو ہم کو اس کا کھانا درست ہے معلوم ہوا کہ جب ملکیت بدل جائے تو حکم بھی بدل جاتا ہے اس کو حکم صدقہ کا نہیں رہتا، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ صدقہ نفل حضرت ﷺ کی بیویوں کو کھانا درست ہے اور اسی طرح جب کوئی عامل اپنے عمل پر صدقہ کا مال لے تو اس میں سے بنی ہاشم کو کھانا درست ہے۔

١٤٠٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَقَالَ أَبُوْ دَاوٗدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٤٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

فائدہ: یعنی جب محتاج کو ملا تو وہ اس کے ملک ہو گیا اب اس کو بیع اور ہدیہ وغیرہ کے ساتھ اس میں تصرف کرنا درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْأَغْنِيَآءِ وَتُرَدَّ فِي الْفُقَرَآءِ حَيْثُ كَانُوْا.

مالداروں سے زکوۃ لی جائے اور فقیروں کو دی جائے جہاں کہیں ہوں یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوۃ لے جانا درست ہے۔

١٤٠١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِيْ قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَّشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.

١٤٠١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم کر کے بھیجا تو فرمایا کہ البتہ عنقریب ہے کہ تو اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود اور نصاریٰ سو جب تو ان کے پاس جائے تو ان کو بلا اس طرف کہ گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق پوجنے کے نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے سو اگر وہ اس بات میں تیرا کہا مانیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دے اس کی کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے فقیروں کو پھیر دی جائے سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو الگ رہ ان کے مال سے یعنی زکوۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا اور ڈر مظلوم کی بد دعاء سے سو بیشک بات تو یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا یعنی عمدہ مال کا زکوۃ میں لینا ظلم ہے مگر اپنی خوشی سے دے تو درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوۃ کا لے جانا درست ہے اس واسطے کہ مراد اس سے فقیر عوام مسلمانوں کے ہیں جہاں کہیں ہوں اور جس شہر میں ہوں اس واسطے کہ قواعد شرع میں تعیین مخاطبین کی معتبر نہیں پس یہ حکم ان کے ساتھ خاص نہ ہوگا اگرچہ خطاب خاص ان کے ساتھ واقع ہوا ہے' وفيه المطابقة

للترجمة اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اور لیث کے نزدیک ایک شہر کی زکوۃ دوسرے شہر کی طرف لے جانا درست ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ اور مالکیہ اور جمہور کے یہ ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوۃ نقل کرنی درست نہیں لیکن اگر دوسرے شہر کی طرف لے جائے تو مالکیہ کے نزدیک درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک درست نہیں لیکن وہاں کوئی مستحق نہ ہو تو درست ہے اور بعید نہیں کہ بخاری کا مذہب بھی یہی ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے میں ہر دین مخالف اسلام سے بیزار ہونا شرط ہے اس واسطے کہ شہادتین کا اقرار ہر دین مخالف اسلام کی نفی کو مستلزم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقط اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا مسلمان ہونے میں کافی نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہ کرے اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض کہتے ہیں کہ فقط توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھ بھی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے اور دوسری شہادت کا مطالبہ نہ کیا جائے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار فروغ اسلام کے مخاطب نہیں کہ پہلے ان کو صرف ایمان کی دعوت دی گئی پھر عمل کی اور اس پر لفظ فا کے ساتھ اس کو مرتب کیا اور زکوۃ کو نماز سے مؤخر اس واسطے کیا کہ وہ بعضوں پر فرض ہوتی ہے اور بعض پر نہیں اور نیز نماز کی طرح بار بار مکرر نہیں آتی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں وفیہ بحث تقدم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوۃ لینے اور خرچ کرنے کا صرف امام ہی والی ہے یا نائب اس کا اور جو نہ دے اس سے جبرًا لی جائے اور استدلال کیا گیا ہے اس سے واسطے قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے کہ آٹھوں مصارف میں سے صرف ایک مصرف میں زکوۃ خرچ کرنی جائز ہے وفیہ بحث اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ذکر فقراء کا واسطے اغلب کے ہو یا واسطے مناسبت اغنیاء کے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی مالک نصاب کا ہو اور اتنا ہی اس پر قرض ہو تو اس پر زکوۃ فرض نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑنے سے پہلے کفار کو توحید کی طرف بلایا جائے اور یہ کہ امام اپنے عامل کو ضروری احکام کی وصیت کرے اور یہ کہ جائز ہے بھیجنا عاملوں کا واسطے لینے زکوۃ کے اور یہ کہ واجب ہے قبول کرنا خبر واحد کا اور عمل کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ واجب ہے زکوۃ لڑکے اور مجنون کے مال میں واسطے عام ہونے لفظ غنی کے اور یہ کہ زکوۃ کا مال کافر کو نہ دیا جائے اس واسطے کہ فقراء ھم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف لوٹتی ہے خواہ خاص ایک شہر کے مسلمان مراد ہوں یا سب شہروں کے اور یہ کہ اگر زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مال ضائع ہو جائے اور اس پر قدرت نہ پائے تو زکوۃ اس سے ساقط ہو جاتی ہے وفیہ نظر ایضًا اور اگر کوئی کہے کہ اس حدیث میں حج اور روزے کا ذکر نہیں باوجودیکہ وہ بھی اسلام کے ارکان میں سے ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ نماز اور زکوۃ کا اہتمام زیادہ ہے بہ نسبت حج اور روزے کے اسی واسطے قرآن میں ان کا ذکر بہت بار آیا ہے اور بھید اس میں یہ ہے کہ یہ دونوں رکن مکلف ہیں کسی وقت ساقط نہیں ہوتے بخلاف روزے کے کہ وہ فدیہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور بخلاف حج کے کہ وہ دوسرے کی

نیابت سے ادا ہو سکتا ہے اور نیز اس واسطے کہ نماز اور زکوۃ کفار پر بہت شاق ہے اس واسطے کہ نماز تو ہر روز میں مکرر ہے اور مال کی انسان کو فطرتی محبت ہے سو جب آدمی یہ تینوں امر اختیار کر لے باوجود شاق ہونے کے تو ان کو اور امروں کا اختیار کرنا زیادہ تر آسان ہوگا۔

بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ وَدُعَآءِ هٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ.

جب کوئی شخص صدقہ لائے تو امام کو مستحب ہے کہ اس کے حق میں دعا کرے۔

فائدہ: اس باب میں دعا کا عطف صلوۃ پر کیا تو غرض اس سے یہ ہے کہ دعا کے لیے صلوۃ کا لفظ مقرر نہیں بلکہ جس طرح سے دعا مانگی درست ہے اور امام کے لفظ سے یہ اشارہ ہے کہ ہر امام اس خطاب میں داخل ہے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾.

اور اس آیت کا بیان کہ لے ان کے مال میں سے زکوۃ کہ ان کو پاک کرے اس سے اور بابرکت کرے ان کو ساتھ اس کے اور دعا دے ان کو البتہ تیری دعا ان کے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سنتا اور جانتا ہے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی اس آیت سے اس طور پر ہے کہ گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے سیاق سے سمجھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لوگوں کے واسطے دعا کرتے رہے تو گویا کہ یہ اس آیت کے حکم کی تعمیل ہے۔

١٤٠٢ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى.

١٤٠٢۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی زکوۃ لاتا تھا تو آپ اس کیواسطے دعا کرتے تھے کہ الٰہی! فلانے کی اولاد پر رحمت کر سو میرا باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوۃ لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! رحم کر ابو اوفی رضی اللہ عنہ کے لوگوں پر۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ نبیوں کے سوا اور لوگوں کے حق میں بھی صلوۃ کے لفظ سے دعا کرنی درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک مکروہ ہے اور یہ حدیث رد کرتی ہے ان پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی امام کے پاس صدقہ لائے تو مستحب ہے کہ امام اس کے واسطے دعا مانگے اور اہل ظاہر کہتے ہیں کہ دعا مانگنی واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اس کے کہ اگر واجب ہوتی تو زکوۃ لینے والوں کو تعلیم کرتے حالانکہ آپ نے کسی کو تعلیم نہیں کی، انتہی ملخصا۔

بَابُ مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ.

جو چیز دریا سے نکلے۔

فائدہ: یعنی خواہ آسانی کے ساتھ ہو کہ اس کو دریا کنارے پر پھینک دے یا دشواری سے نکلے جیسے غوطہ وغیرہ کے ساتھ حاصل ہو اس کا کیا حکم ہے کہ اس میں پانچواں حصہ دینا آتا ہے یا نہیں؟

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا لَيْسَ الْعَنبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عنبر (ایک گھاس خوشبودار کا نام ہے کہ دریا میں پیدا ہوتا ہے) خزانہ نہیں کہ زمین میں دبا ہوتا ہے بلکہ وہ ایک چیز ہے کہ اس کو دریا کنارے پر پھینک دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عنبر میں زکوٰۃ واجب نہیں، وفیه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ الْخُمُسُ فَإِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسَ لَيْسَ فِي الَّذِي يُصَابُ فِي الْمَآءِ.

اور حسن بصری نے کہا کہ عنبر اور موتیوں میں پانچواں حصہ ہے' اور حضرت ﷺ نے تو صرف زمین میں دبے مال میں پانچواں حصہ نکالنا فرمایا ہے اور جو دریا سے نکلے اس میں پانچواں حصہ نہیں فرمایا۔

فائدہ: غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس خزانے سے پانچواں حصہ نکالنا فرمایا ہے جو زمین میں دبا پائے اور جو چیز دریا سے نکلنے کی مانند عنبر وغیرہ کے اس کو عرب کی زبان میں رکاز نہیں کہتے جس میں سے حضرت ﷺ نے خمس نکالنا فرمایا ہے پس اس میں سے خمس نکالنا واجب نہ ہوگا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ بِأَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَلَمَّا نَشَرَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل میں سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں سو اس نے اس کو ہزار اشرفیاں دیں سو وہ سوداگری کرنے کے واسطے سمندر کے سفر میں گیا سو جب اپنے کام سے فراغت کر چکا تو اس نے جہاز کی تلاش کی سو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو لکڑی کو کریدا پھر اس میں ہزار اشرفی بھر دی پھر اس نے اس کو سمندر میں ڈال دیا سو دیکھنے نکلا وہ مرد جس نے اس کو قرض دیا تھا کہ شاید کسی جہاز میں وہ شخص آیا ہو سو اچانک اس نے وہ لکڑی دیکھی جس میں اس کا مال بھرا تھا سو اس کو اپنے گھر والوں کے

وَجَدَ الْمَالَ.

جلانے کے لیے اٹھا لایا پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی سو جب اس کو چیرا تو اس میں اپنا مال پایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو دریا پھینک دے اس کا لینا درست ہے خواہ وہ چیز دریا میں پیدا ہو یا کسی کی چیز ضائع ہو اور مالک کی ملک اس سے قطع ہو چکی ہو اور اسی طرح جو چیز پہلے کسی کے ملک میں نہ آئی ہو اس کا اٹھانا بطریق اولیٰ درست ہے اور اسی طرح جو چیز دریا سے محنت کے ساتھ نکالی جائے اس کا لینا بھی درست ہے اس واسطے کہ اس شخص نے وہ لکڑی اٹھائی جس کو دریا نے باہر ڈالا تھا' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اوزاعی نے کہا کہ جو چیز دریا کے کنارے پائی جائے اس میں سے پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے اور جو چیز غوطہ وغیرہ کے ساتھ نکالی جائے اس میں کوئی چیز واجب نہیں اور جمہور کے نزدیک اس میں مطلق کچھ چینا نہیں آتا، انتہی۔ (فتح)

بَابٌ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ وَقَالَ مَالِكٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ الرِّكَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ قَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ الْخُمُسُ.

دفن شدہ مال میں پانچواں حصہ دینا واجب ہے یعنی اگر کوئی شخص دفن شدہ مال پائے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رکاز اگر مال ایام جاہلیت کا ہے اس کے تھوڑے اور بہت میں پانچواں حصہ واجب ہے۔

فائدہ: رکاز اس مال کو کہتے ہیں جو زمین میں دبا ہوا کسی کے ہاتھ آئے بغیر محنت کے اور وہ مال پہلے زمانہ میں کسی نے زمین میں دبایا ہو اور اس پر اتفاق ہے سب علماء کا اور معدن یعنی کان میں اختلاف ہے اور جب کوئی ایسا مال زمین میں دبا پائے تو اس میں پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے خواہ وہ مال حد نصاب کو پہنچے یا نہ پہنچے اور یہی ہے قول جمہور علماء کا اور یہی قول قدیم ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور جدید قول ہے کہ جب تک حد نصاب کو نہ پہنچے تب تک اس میں پانچواں حصہ واجب نہیں۔

وَلَيْسَ الْمَعْدِنُ بِرِكَازٍ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَعْدِنِ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

اور کان رکاز میں داخل نہیں یعنی اگر کسی کو چاندی یا سونے یا جواہرات کی کان ہاتھ آئے تو اس میں پانچواں حصہ دینا واجب نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کان معاف ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزوں میں فرق کیا اور ہر ایک کا علیحدہ حکم بیان کیا اگر دونوں کا ایک حکم ہوتا تو دونوں کو ایک حکم میں جمع کیا جاتا پس اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں میں فرق ہے۔

وَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ مِنَ الْمَعَادِنِ

اور عمر بن عبدالعزیز نے کھانوں کے حاصل سے ہر دو سو

مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً.

درہم سے پانچ درہم زکوۃ لی۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ کان کے مدفون مال کا حکم نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِيْ أَرْضِ الْحَرْبِ فَفِيْهِ الْخُمُسُ وَمَا كَانَ مِنْ أَرْضِ السِّلْمِ فَفِيْهِ الزَّكَاةُ وَإِنْ وَجَدْتَّ اللُّقَطَةَ فِيْ أَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرِّفْهَا وَإِنْ كَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَفِيْهَا الْخُمُسُ.

اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کافروں حربیوں کی زمین میں دفن شدہ مال پائے تو اس میں سے پانچواں حصہ دینا واجب ہے اور اگر اہل صلح کی زمین میں پائے تو اس میں زکوۃ واجب ہے اور اگر کوئی گری ہوئی چیز دشمن کی زمین میں پائی جائے تو اس کو لوگوں میں مشہور کر کہ اگر کسی کی کوئی چیز گر پڑی ہو تو اس کا پتہ بتلا دے یعنی شاید احتمال ہے کہ کسی مسلمان کی گری ہو اور اگر یقین ہو جائے کہ یہ چیز دشمن کی ہے تو اس کو مشہور کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کو گرے مال کی طرح سمجھ کر اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے لیکن ان کے سوا اس فرق کا کوئی قائل نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدِنُ رِكَازٌ مِثْلُ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ لِأَنَّهُ يُقَالُ أَرْكَزَ الْمَعْدِنُ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ.

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ کان بھی دفن شدہ مال کی طرح ہے کہ ان میں سے بھی پانچواں حصہ دینا واجب ہے اس واسطے کہ عرب کے محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ رکاز ہوگئی کان جب کہ اس سے کوئی چیز نکالی جائے یعنی کان کو بھی دفن شدہ مال کہا جاتا ہے پس دونوں کا حکم ایک ہوگا۔

قِيْلَ لَهُ قَدْ يُقَالُ لِمَنْ وُهِبَ لَهُ شَيْءٌ أَوْ رَبِحَ رِبْحًا كَثِيْرًا أَوْ كَثُرَ ثَمَرُهُ أَرْكَزْتَ.

یعنی ان بعض لوگوں کو جواب میں کہا گیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی چیز ہبہ میں ملے یا اس کو تجارت سے بہت نفع ہو یا اس کا میوہ بہت ہوا ہو تو اس کو عرب کی زبان میں ارکزت کہتے ہیں یعنی تو نے خزانہ پایا یعنی پس اس سے لازم آتا ہے کہ اس چیز موہوب اور نفع اور میوے کو بھی دفن شدہ مال کا حکم دیا جائے اور اس میں پانچواں حصہ واجب ہو حالانکہ اجماع ہے اس پر کہ ان چیزوں

میں چالیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

ثُمَّ نَاقَضَ وَقَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يَّكْتُمَهُ فَلَا يُؤَدِّيَ الْخُمُسَ.

یعنی پھر ان بعض لوگوں نے اپنی کلام میں تناقض پیدا کیا اور کہا کہ اگر دفن شدہ مال زکوۃ لینے والے سے چھپا رکھے اور اس کا پانچواں حصہ ادا نہ کرے تو کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: یعنی پہلے یہ بات کہی تھی کہ کان کا حکم مدفون مال کا ہے کہ اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرے اور پھر کہا کہ پانچواں حصہ ادا نہ کرے پس یہ تناقض ہے، فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد بعض لوگوں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کلام میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں کہ ان کے نزدیک رکاز اور معدن کا ایک حکم ہے اور جمہور کے نزدیک دونوں میں فرق ہے اور بعض حنفی اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معدن کا چھپانا اس وقت جائز ہے جب کہ محتاج ہو اور بیت المال میں اس کا حق ہو تو اس کو جائز ہے کہ اپنے اس حق کا بدلہ پانچواں حصہ نہ دے لیکن طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اگر اپنے گھر میں کان پائے تو اس پر کوئی چیز دینی نہیں آتی پس اس دلیل سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض صحیح ہے اور فرق کان اور دفن شدہ مال میں یہ ہے کہ کان میں سے مال محنت کے ساتھ نکلتا ہے اور دفن شدہ مال بغیر محنت کے ہاتھ آتا ہے اس واسطے کان میں زکوۃ نہیں اور دفن شدہ مال میں زکوۃ ہے۔

١٤٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَآءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

١٤٠٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں اور کنواں کھودنے میں اگر مزدور مر جائے تو بدلہ نہیں اور اگر کان کھودنے میں مزدور مر جائے تو بدلہ نہیں اور دفن شدہ خزانے میں پانچواں حصہ ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ رکاز دفن شدہ مال کو کہتے ہیں لیکن شافعیہ نے اس کو حصر کیا ہے جو ویران اور غیر آباد زمین میں پایا جائے اسی کو رکاز کہتے ہیں اور اگر آمد ورفت کی راہ میں پایا جائے یا مسجد میں پایا جائے تو اس کو گری چیز کا حکم ہے کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اگر مالک ملے تو فبہا ورنہ اپنے کام میں لائے اور اگر زمین مملوکہ میں پایا جائے اور پانے والا خود مالک ہو تو وہ اسی کا حق ہے اور اگر غیر پائے اور مالک دعویٰ کرے کہ یہ مال میرا ہے تو بھی اسی کا حق ہے ورنہ وہ جس نے پہلے زمین آباد کی تھی اس کا حق ہے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ دفن شدہ مال میں مطلق پانچواں حصہ ہے یا اکثر صورتوں میں پس یہ اقرب ہے طرف حدیث کے اور امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رکاز فقط چاندی سونا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ کوئی خاص چیز نہیں اور اس کے مصرف میں بھی یہی ہے اختیار مزنی کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہے کہ جس کو زکوٰۃ کا مال دینا درست ہے اس کو یہ خمس بھی دینا درست ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں اگر کوئی ذمی دفن شدہ مال پائے تو جمہور کے نزدیک اس میں پانچواں حصہ دینا آتا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں کوئی چیز دینی نہیں آتی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس میں سال بھر کا گزرنا شرط نہیں بلکہ جس وقت دفن شدہ مال پائے اسی وقت پانچواں حصہ نکالے، انتہی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ وَمُحَاسَبَةِ الْمُصَدِّقِيْنَ مَعَ الْإِمَامِ.

اس آیت کا بیان کہ زکوٰۃ کا مال واسطے زکوٰۃ جمع کرنے والوں کے ہے جو امام کی طرف سے زکوٰۃ لینے کے واسطے مقرر ہیں اور زکوٰۃ لینے والوں کا امام کو حساب دینا۔

١٤٠٤ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَسْدِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَآءَ حَاسَبَهُ.

۱۴۰۴۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اسدی کو قبیلہ بنی سلیم کی زکوٰۃ کے تحصیل کرنے کے واسطے عامل مقرر کیا کہ نام اس کا ابن لتبیہ تھا سو جب وہ زکوٰۃ لے کر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حساب لیا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے مجموع طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس زکوٰۃ کی جنس سے کچھ مال تھا اس نے کہا کہ یہ مال مجھ کو ہدیہ ملا ہے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حساب لیا تا کہ معلوم ہو کہ اس کا قول صحیح ہے یا نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ جمع کرنے والے سے حساب لینا درست ہے اور حساب اس کی امانت کو صحیح کرتا ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور پھر کہا کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ آیت مذکورہ میں عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو امام زکوٰۃ لینے کے واسطے بھیجے تو گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں اشارہ کیا اس طرف کہ مراد عاملین سے زکوٰۃ جمع کرنے والے ہیں۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَلْبَانِهَا لِأَبْنَآءِ السَّبِيْلِ.

مسافروں کو زکوٰۃ کے اونٹوں کا کام میں لانا اور ان کا دودھ پینا درست ہے۔

١٤٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۴۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عرینہ کے کچھ لوگوں کو آب و ہوا مدینے کے ناموافق پڑی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ اجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّوْنَ الْحِجَارَةَ تَابَعَهُ أَبُوْ قِلَابَةَ وَحُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ.

نے ان کو اجازت دی کہ زکوۃ کے اونٹوں میں جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں یعنی واسطے اس بیماری کے کہ ان کو تھی سو جب دودھ سے اچھے ہو گئے تو چرانے والے کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گئے حضرت ﷺ نے کچھ لوگ ان کے پیچھے پکڑنے کو بھیجے سو وہ پکڑے گئے حضرت ﷺ نے ان کو ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں پھیری اور ان کو سنگستانی زمین میں ڈالا کہ دانتوں سے پتھر پکڑتے تھے یعنی بے تابی سے۔

فائدہ: عرینہ عرب میں ایک قوم تھی اس قوم کے کچھ لوگ مدینے میں آ کر حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو گئے اور ان کو جلندر (پیٹ میں پانی پڑنے کا مرض) کی بیماری ہو گئی حضرت ﷺ نے ان کو زکوۃ کے اونٹوں میں بھیج دیا کہ وہاں جا رہیں سو جب وہ اچھے ہوئے تو مرتد ہو گئے حضرت ﷺ نے ان کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو زکوۃ کے اونٹوں کے دودھ کی اجازت دی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ مسئلہ نکالا کہ جب ان کا دودھ پینا درست ہے تو ان کو اور کام میں لانا بھی درست ہے اس واسطے کہ اس میں کچھ فرق نہیں لیکن اس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ اونٹ حضرت ﷺ نے ان کے ملک کر دیے تھے بلکہ غایت درجہ اس حدیث سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ امام کو جائز ہے کہ زکوۃ کے مال کے منافع کے ساتھ ایک مصرف کو خاص کرے اور دوسرے مصرف میں نہ دے موافق حاجت کے علاوہ اس حدیث میں یہ تصریح بھی نہیں کہ عرنیین کے سوا اور کسی کو اس میں سے کچھ نہ دیا تھا، انتہی ملخصا۔

بَابُ وَسْمِ الْإِمَامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهٖ.

اگر امام زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دے تو درست ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دینے میں حکمت یہ ہے کہ وہ غیر سے جدا ہو جائیں اور جو ان کو پکڑے تو پھیر دے یہ جان کر کہ یہ زکوۃ کا اونٹ ہے اور تا کہ ان کو ان کا مالک پہچان لے تو صدقہ کرنے کے بعد ان کو نہ خریدے اور یہ معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ کے داغ دینے کے ہتھیار پر کیا لکھا ہوا تھا لیکن بعض شافعیہ نے اجماع اصحاب کا نقل کیا ہے اس پر کہ داغ دینے کی مہر پر یا زکوۃ لکھی جائے یا صدقہ۔

١٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ حَدَّثَنِيْ

١٤٠٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن صبح کو عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا تا کہ کھجور چبا کر اس کا پانی اس کے حلق میں ڈالیں سو میں

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَدَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهٗ فَوَافَيْتُهٗ فِيْ يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ.

حضرت ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ کے ہاتھ میں داغ دینے کی مہر تھی کہ زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دیتے تھے۔

فائدہ: میسم ایک لوہے کا ٹکڑا ہوتا ہے اس سے داغ دیتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کے اونٹوں کو داغ دینا درست ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ فتح الباری میں لکھا ہے کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ داغنا مکروہ ہے کہ وہ مثلہ میں داخل ہے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور حضرت ﷺ کے فعل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے پس یہ مخصوص ہے عموم مثلہ سے واسطے حاجت کے جیسے کہ ختنہ کرنا آدمی کو درست ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے امام کو بنانا مہر کے واسطے داغنے کے اور لوگوں کو جائز نہیں کہ اس کی طرح مہر بنائیں اور یہ کہ امام زکوۃ کے مال کا خود خیال رکھے اور خود ان کا خبر گیر ہو اور یہی حکم ہے رعیت کے سب کاموں کا کہ امام ان کو اپنے ہاتھ سے کرے اور یہ کہ جائز ہے قصد کرنا اہل فضل کا واسطے تحنیک لڑکے کے برکت حاصل کرنے کے لیے اور یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا تقسیم مال زکوۃ کا اور اس میں مباشرت ہے واسطے اعمال محنت کے اور ترک نیابت کے واسطے رغبت کرنے کے زیادہ ثواب میں اور نفی کبر کے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ
صدقہ فطر کا بیان

بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ.
صدقہ فطر کے فرض ہونے کا بیان۔

فائدہ: صدقہ فطر کا وہ ہے جو عید فطر کے دن روزہ کھولنے کے بدلے دیا جاتا ہے۔

وَرَأٰى أَبُو الْعَالِيَةِ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيْرِيْنَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ فَرِيْضَةً.
اور ابو عالیہ اور عطاء اور ابن سیرین کے نزدیک صدقہ فطر کا فرض ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ صدقہ فطر کا خاص ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور اشہب مالکی کے نزدیک سنت ہے اور یہی قول ہے بعض اہل ظاہر کا، انتہی۔

١٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

١٤٠٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے غلام پر اور آزاد پر اور عورت پر اور چھوٹے پر اور بڑے پر اس حال میں کہ مسلمان ہوں اور حکم دیا اس کے نکالنے کا پہلے لوگوں سے نکلنے طرف نماز عید کے۔

فائدہ: صاع انگریزی وزن کے حساب سے قریب تین سیر کے ہوتا ہے فتح الباری میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ صدقہ فطر کے واجب ہونے کا وقت سورج کا ڈوبنا ہے عید فطر کے رات کو اس واسطے کہ وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا رمضان سے یہ قول ثوری اور احمد اور اسحاق کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جدید قول بھی یہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عید کے دن طلوع صبح صادق کے بعد فرض ہوتا ہے اس واسطے کہ رات روزے کا محل نہیں یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور لیث کا ہے اور امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور یہی قول قوی ہے اور یہ جو فرمایا کہ صدقہ فطر کا غلام پر بھی فرض ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اس کا مالک اس کی طرف سے ادا کرے یہی ہے قول سب علماء کا لیکن داؤد کہتے ہیں کہ غلام خود کما کر ادا کرے مالک اس کو کمائی کی اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ عورت پر بھی صدقہ فطر کا فرض ہے تو یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری اور ابن منذر کا برابر ہے کہ اس کا خاوند ہو یا نہ ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صدقہ فطر کا اس کے خاوند پر واجب ہے اور اس پر اتفاق ہے سب کا کہ کافرہ بیوی کا صدقہ فطر خاوند پر واجب نہیں اور یہ جو فرمایا کہ چھوٹے لڑکے پر صدقہ فطر کا واجب ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے ادا کرے پس وجوب اس کا لڑکے کے مال میں ہے اور اگر اس کا مال ہو تو جس پر اس کا نفقہ لازم ہے وہ ادا کرے یہ قول جمہور علماء کا ہے اور محمد بن حسن نے کہا کہ ہو مطلق اس کے باپ پر ہے اگر باپ نہ ہو تو واجب نہیں اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صدقہ فطر کا فرض نہیں ہے مگر اس پر جو روزہ رکھے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ کچے بچے پر صدقہ فطر کا فرض نہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مستحب ہے' واجب نہیں اور بعض حنبلیہ سے وجوب منقول ہے یہی ہے قول ابن حزم کا جب کہ ایک سو چالیس دن کا ہو اور اسی طرح فقیر پر بھی صدقہ فطر کا فرض ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جو مالک نصاب کا ہے اس پر فرض ہے اور جو مالک نصاب کا نہ ہو اس پر فرض نہیں ابن بریرہ نے کہا کوئی ایسی دلیل نہیں کہ نصاب کی شرط ہونے پر دلالت کرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا کہ شرط ہے کہ ایک دن کے قوت سے زیادہ ہو اور اس سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ عید کی نماز سے صدقے کا تاخیر کرنا مکروہ ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حرام ہے وسیاتی البحث فیه ، انتهی ملخصا.

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

صدقہ فطر کا غلام وغیرہ مسلمانوں پر فرض ہے۔

فائدہ: ظاہر غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس سے یہ ہے کہ صدقہ فطر کا غلام پر واجب ہوتا ہے اگرچہ اس کی طرف سے اس کا مالک ادا کرتا ہے۔

١٤٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

١٤٠٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے ہر آدمی پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ مسلمان ہوں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے او پر شرط ہونے اسلام کے بیچ واجب ہونے صدقہ فطر کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کا کافر پر واجب نہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اپنی جان کا صدقہ اس پر فرض نہیں اور اگر کسی مسلمان لونڈی سے اس کی لڑکی ہو تو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے کہ اس پر بھی صدقہ فطر کا واجب نہیں لیکن ایک روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے واجب ہے اور اسی طرح اگر کسی مسلمان کا غلام کافر ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر کا واجب نہیں یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ اور ثوری اور نخعی کے نزدیک واجب ہے لیکن ظاہر حدیث ان پر رد کرتی ہے کہ وہ مقید ہے ساتھ اسلام کے پس یہ حدیث مخصص ہے عموم غلام کے اور بعض کہتے ہیں کہ جنگل کے رہنے والوں پر صدقہ فطر کا فرض نہیں لیکن ظاہر حدیث کا عموم اُن پر رد کرتا ہے کہ اس میں عام مسلمانوں کا ذکر ہے شہر کی یا جنگل کی اس میں کوئی قید نہیں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ.

صدقہ فطر کا اگر جو ہوں تو ایک صاع دے۔

١٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ.

١٤٠٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صدقہ فطر کا جو سے ایک صاع دیا کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ.

صدقہ فطر کا طعام سے ایک صاع ہے۔

١٤١٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ.

١٤١٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم نکالا کرتے (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) صدقہ فطر کا ایک صاع طعام سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع انگور خشک سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طعام جو وغیرہ کے غیر کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طعام گندم کو کہتے ہیں حکایت کی یہ بات امام خطابی نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ فطر کا گندم سے دے تو بھی ایک صاع دے اس سے کم نہ دے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر صدقہ فطر کا گندم سے دے تو آدھا صاع دے پورا صاع دینا واجب نہیں ابن منذر نے اس مسئلے میں بڑی بحث کی اور ثابت کیا کہ واجب گندم سے

آدھا صاع ہے لیکن جن چیزوں کا ذکر ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے چونکہ وہ برابر ہیں مقدار میں اس چیز کے کہ ان سے نکالی جائے باوجودیکہ ان کی قیمت برابر نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے اخراج اس مقدار معین کا ہے جس جنس سے ہو گندم ہو یا کوئی غیر۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ.

اگر صدقہ فطر کا کھجور ہو تو بھی ایک صاع دے۔

١٤١١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

١٤١١ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کے نکالنے کا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو لوگوں نے ایک صاع کے برابر دو مد گندم گردانے یعنی گندم سے آدھا صاع دیا۔

بَابُ صَاعٍ مِّنْ زَبِيْبٍ.

صدقہ فطر کا انگور خشک سے ایک صاع ہے۔

١٤١٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ حَكِيْمٍ الْعَدَنِيَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُعْطِيْهَا فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ فَلَمَّا جَآءَ مُعَاوِيَةُ وَجَآءَتِ السَّمْرَآءُ قَالَ أُرٰى مُدًّا مِّنْ هٰذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ.

١٤١٢۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم دیا کرتے صدقہ فطر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صاع طعام سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع خشک انگور سے سو جب معاویہ (مدینے میں) آئے اور گندم (شام وغیرہ ملکوں سے) آئی تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے ایک مد جو وغیرہ کے دو مدوں کے برابر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ فطر کا گندم سے ہو تو آدھا صاع دے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی مذہب ہے اکثر اصحاب کا اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ پر یہ انکار کیا اور کہا کہ میں تو ہمیشہ وہی نکالا کروں گا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نکالا کرتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی صدقہ فطر کا ایک صاع گندم سے دیا جاتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد معاویہ کے اس قصے تک بھی گندم کا پورا صاع لوگ دیتے رہے ورنہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے کوئی معنی نہ ہوں گے پس معلوم ہوا کہ گندم کا ایک صاع صدقہ فطر میں دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آدھا صاع دینا صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے فلایعمل به مع وجود النص، واللہ اعلم۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيْدِ.

عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر کے ادا کرنے کا بیان۔

١٤١٣ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۴۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقہ فطر کے نکالنے کا پہلے نکلنے لوگوں کے سے طرف نماز عید کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر کا ادا کرے ہو فيه المطابقة للترجمة.

١٤١٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيْرُ وَالزَّبِيْبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ.

۱۴۱۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم نکالا کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید فطر کے دن ایک صاع طعام سے اور تھا طعام ہمارا جو اور انگور اور پنیر اور کھجور۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا نہیں ہوتا کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے یا پیچھے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز سے پہلے صدقہ دینا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ دینا مستحب ہے واجب نہیں اس واسطے کہ یوم کا لفظ تمام دن پر صادق آتا ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ.

غلام اور آزاد مرد پر صدقہ فطر کے واجب ہونے کا بیان۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلے باب سے یعنی صدقة الفطر علی العبد سے یہ ہے کہ کافر غلام پر صدقہ فطر واجب نہیں اور غرض اس باب سے جدا کرنا اس شخص کا ہے کہ اس پر یا اس کی طرف سے صدقہ فطر کا واجب ہے بعد

وجود شرط مذکور کے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْمَمْلُوكِيْنَ لِلتِّجَارَةِ يُزَكّٰى فِي التِّجَارَةِ وَيُزَكّٰى فِي الْفِطْرِ.

اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو غلام تجارے کے لیے ہوں ان کا صدقہ فطر دیا جائے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری اور نخعی کہتے ہیں کہ جو غلام تجارت کے لیے ہوں ان کا صدقہ فطر مالک پر واجب نہیں اس واسطے کہ ان میں زکوۃ ہے اور مسلمانوں کے مال میں دو زکوتیں نہیں، انتہی۔

١٤١٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ أَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُعْطِي التَّمْرَ فَأَعْوَزَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنَ التَّمْرِ فَأَعْطٰى شَعِيْرًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُعْطِي عَنْ بَنِيَّ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُعْطِيْهَا الَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ.

١٤١٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا مرد پر اور عورت پر اور آزاد پر اور غلام پر ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے سو لوگوں نے اس کے برابر آدھا صاع گندم گردانی سو تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیتے کھجور کو سو مدینے کے لوگ کھجور سے محتاج ہوئے یعنی مدینے میں کھجور کم ہوگئی سو اس نے ایک صاع جو دیے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیتے چھوٹے اور بڑے سے یہاں تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے (یعنی اس واسطے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد غلام تھے) اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر دیتے ان لوگوں کو کہ اس کو قبول کرتے یعنی عالموں کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں یا جو لوگ کہ کہتے ہیں ہم محتاج ہیں ان کو دیتے اور محتاج کی تحقیق نہ کرتے تھے اور تھے اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے صدقہ فطر کا پہلے عید فطر سے ایک دن یا دو دن اور تھے دیتے تا کہ جمع کیا جائے نہ واسطے فقرا کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن سے پہلے ایک دن یا دو دن صدقہ فطر کا دینا درست ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مستحب ہے۔ (فتح) اور حنفیہ کے نزدیک عید کے دن سے پہلے کئی سال صدقہ کا دینا درست ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ.

صدقہ فطر کا واجب ہے چھوٹے پر بھی اور بڑے پر بھی۔

قَالَ أَبُوْ عَمْرٍو وَّرَأٰى عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَّابْنُ

ابوعمرو نے کہا کہ عمر، علی، ابن عمر، جابر، عائشہ رضی اللہ عنہم اور

عُمَرَ وَجَابِرٌ وَعَائِشَةُ وَطَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيْرِيْنَ أَنْ يُزَكِّيَ مَالَ الْيَتِيْمِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يُزَكَّى مَالَ الْمَجْنُوْنِ.

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین کے نزدیک یتیم کے مال سے زکوٰۃ نکالی جائے۔

فائدہ: زکوٰۃ کا لفظ عام ہے شامل ہے زکوٰۃ فرض کو اور صدقہ فطر کو، وفيه المطابقة للترجمة.

١٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ.

۱۴۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا ایک صاع جو سے اور ایک صاع کھجور سے چھوٹے پر اور بڑے پر آزاد پر اور غلام پر۔

❀......❀......❀
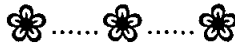
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَجِّ — کتاب ہے حج کے بیان میں

فائدہ: حج کے معنی لغت میں قصد کرنا ہے اور شرع میں حج کہتے ہیں قصد کرنے کو طرف خانہ کعبہ کے ساتھ اعمال مخصوصہ کے یعنی احرام اور وقوف عرفہ اور طواف زیارت وغیرہ سے اور حج فرض ہے اور ضروریات دینی سے ہے اور اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حج ساری عمر میں صرف ایک بار فرض ہے مگر ساتھ کسی عارض کے دوبارہ بھی فرض ہو جاتا ہے مانند نذر کے اور اس میں اختلاف ہے کہ آیا فی الفور فرض ہے یا مہلت کے ساتھ اور یہ بات مشہور ہے اور فرض ہوا حج سنہ ۹ ہجری میں یا سنہ ۵ ہجری میں یا چھ میں جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ سنہ ٦ ہجری میں فرض ہوا اور لوگ دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم ہیں جن پر حج فرض ہے اور دوسری وہ قسم ہیں جن پر حج فرض نہیں وہ غلام ہے اور غیر مکلف اور غیر مستطیع اور شرط حج کی اسلام ہے یعنی مسلمان پر حج فرض ہے کافر پر نہیں اور نہیں شرط واسطے صحت حج کے مگر اسلام (فتح) اور فرض حج کے یہ ہیں احرام اور وقوف عرفہ اور طواف الزیارت اور اس کو طواف الافاضہ اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں اور احرام شرط ہے اور باقی دو رکن ہیں اور واجبات حج کے یہ ہیں وقوف مزدلفہ کا اور سعی درمیان صفا اور مروہ کے اور رمی جمار اور طواف الصدر کہ اس کو طواف الوداع بھی کہتے ہیں آفاقی کے لیے یعنی غیر مکے کے کہ اس کے لیے طواف الوداع نہیں اور حلق یا بال کتروانے او ہر چیز کہ واجب ہو بہ سبب ترک اس کے دم یعنی جانور ذبح کرنا اور ان کے علاوہ سنتیں ہیں اور آداب اور منکر اس کا کافر ہے اور تارک اس کا فاسق ہے۔

بَابُ وُجُوْبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾.

حج کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان اور اس آیت کا بیان کہ اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پائے اس تک راہ اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ پرواہ نہیں کرتا جہان کے لوگوں کی

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حج فرض ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے اس لیے کہ اس کے ترک پر وعید آئی ہے پس وعید اس کے ترک پر دلالت کرتی ہے اور پر فضیلت اس کی کے کہ جب اس کے ترک پر وعید ہے تو اس کے فعل پر لامحالہ ثواب ہوگا، وفیه المطابقة للترجمة.

١٤١٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

١٤١٧۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل

حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے سو قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی سو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگی اور حضرت ﷺ فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اس عورت نے عرض کی کہ یا حضرت! بیشک اللہ کے فرض نے جو کہ بندوں پر ہے میرے باپ کو پایا اس حال میں کہ بہت بوڑھا ہے کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا کیا میں اس کی طرف سے بطورِ نیابت کے حج کروں کہ ادا ہو جائے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کی نہایت تاکید ہے کہ مکلّف اس کو ترک نہیں کر سکتا اور اگر عجز کی حالت میں خود نہ کر سکے تو لازم ہے کہ دوسرا کوئی اس کی طرف سے ادا کرے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اس کو خود ادا کرے تو اس میں زیادہ ثواب ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور نیز اس کی تاکید دلالت کرتی ہے اس کی فضیلت پر اور مراد اس حدیث سے تفسیر استطاعت کی جو آیت مذکورہ میں واقع ہے اور یہ کہ استطاعت زاد اور راحلہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ متعلق ہے ساتھ مال اور بدن کے یعنی حج نہیں فرض ہے مگر اس پر کہ زاد اور راحلہ کی طاقت رکھتا ہو یعنی قادر ہو خرچ راہ اور سواری پر اور خرچ اس قدر ہو کہ جاتے اور آتے کفایت کرے اور زائد ہو حوائج اصلیہ سے اور نفقہ عیال اس کے سے پھرنے تک اور یہ جو اس عورت نے کہا کہ بڑھاپے میں حج فرض ہوا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا ہے یا اس کو بڑھاپے میں مال ہاتھ لگا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی حج کرنے سے عاجز ہو اور کوئی دوسرا آدمی اس کی طرف سے نیابۃ حج ادا کرے تو درست ہے اور موت کے بعد بھی درست ہے اگر وصیت کی ہو اور بعض کے نزدیک والدین کی طرف سے حج کرنا جائز ہے بغیر امر اور وصیت کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ فِجَاجًا الطُّرُقُ الْوَاسِعَةُ.

یعنی اس آیت کا بیان اے ابراہیم! پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پیدل چلتے ہوئے اور سوار ہو کر دبلے اونٹوں پر چلے آتے راہوں دور سے کہ پہنچیں اپنے بھلے کی جگہ پر اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فجاجا کے معنی ہیں راہ فراخ۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس آیت سے یہ ہے کہ حج فرض ہونے کے لیے سواری شرط نہیں یہ قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کہ ان کے نزدیک سواری شرط نہیں۔

۱۴۱۸ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حَتّٰى تَسْتَوِيَ بِهِ قَائِمَةً.

۱۴۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ذوالحلیفہ (ایک جگہ کا نام ہے چھ کوس مدینے سے اہل مدینہ اس جگہ سے احرام باندھتے ہیں) اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر بلند آواز سے لبیک کہی جب کہ آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہوئی۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ پیادہ حج کرنا افضل ہے کہ وہ ذکر میں مقدم ہے اس واسطے کہ اگر پیادہ حج افضل ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کرتے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر احرام باندھا پس اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ حج جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس میں اختلاف ہے کہ افضل پیادہ حج کرنا ہے یا سوار ہو کر جمہور کے نزدیک سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے واسطے فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس واسطے کہ اس میں زیادہ مدد ہوتی ہے دعا اور ابتہال پر اور نیز اس میں نفع ہے اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ پیادہ جانا افضل ہے کہ اس میں محنت زیادہ ہے اور احتمال ہے کہ افضلیت مختلف ہو باعتبار احوال اور اشخاص کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۴۱۹ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ سَمِعَ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ إِهْلَالَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ رَوَاهُ أَنَسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۱۴۱۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنا اس وقت تھا جب کہ آپ کی سواری ذوالحلیفہ میں سیدھی کھڑی ہوئی اور روایت کی ہے یہ حدیث انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ. اونٹ کے پالان پر حج کرنے کا بیان

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تقشف افضل ہے ترفہ سے اور شارح تراجم نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پالان پر سوار ہونا افضل ہے۔

وَقَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو بھیجا پس عمرہ کرایا

عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهَا أَخَاهَا عَبدَ الرَّحمٰنِ فَأَعمَرَهَا مِنَ التَّنعِيمِ وَحَمَلَهَا عَلٰى قَتَبٍ.

اس نے ان کو تنعیم سے اور اٹھایا ان کو پالان کی پچھلی لکڑی پر۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ شُدُّوا الرِّحَالَ فِي الحَجِّ فَإِنَّهُ أَحَدُ الجِهَادَينِ.

اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حج میں پالان باندھو یعنی ان پر سوار ہو اس واسطے کہ حج ایک دو جہادوں کا ہے۔

فائدہ: یعنی جب تم جہاد سے فارغ ہو تو حج کرو کہ اس کا ثواب جہاد کے برابر ہے کہ اس میں جہاد نفس کا ہے کہ اس میں مشقت ہے اپنی جان اور مال پر۔

١٤٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ أَبِي بَكرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيعٍ حَدَّثَنَا عَزرَةُ بنُ ثَابِتٍ عَن ثُمَامَةَ بنِ عَبدِ اللّٰهِ بنِ أَنَسٍ قَالَ حَجَّ أَنَسٌ عَلٰى رَحلٍ وَلَم يَكُن شَحِيحًا وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰى رَحلٍ وَكَانَت زَامِلَتَهُ.

١٤٢٠۔ حضرت ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اونٹ کے پالان پر حج کیا اور وہ بخیل نہ تھے یعنی پالان کا اختیار کرنا کجاوے کے بغیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے تھا نہ واسطے بخل کے اور انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پالان پر حج کیا اور وہ سواری آپ کا بوجھ اٹھانے والی تھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب بھی اسی پر تھا اور آپ بھی اسی پر سوار تھے۔

١٤٢١ - حَدَّثَنَا عَمرُو بنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا أَيمَنُ بنُ نَابِلٍ حَدَّثَنَا القَاسِمُ بنُ مُحَمَّدٍ عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّهَا قَالَت يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعتَمَرتُم وَلَم أَعتَمِر فَقَالَ يَا عَبدَ الرَّحمٰنِ اذهَب بِأُختِكَ فَأَعمِرهَا مِنَ التَّنعِيمِ فَأَحقَبَهَا عَلٰى نَاقَةٍ فَاعتَمَرَت.

١٤٢١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ نے عمرہ کیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن اپنی بہن کو ساتھ لے جا اور اس کو تنعیم سے عمرہ کروالاؤ سو عبدالرحمٰن نے ان کو اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کیا۔

بَابُ فَضلِ الحَجِّ المَبرُورِ.

مقبول حج کی فضیلت کا بیان۔

فائدہ: مقبول حج وہ ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو اور اس کے سب احکام بوجہ اکمل ادا ہوں۔

١٤٢٢ - حَدَّثَنَا عَبدُ العَزِيزِ بنُ عَبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بنُ سَعدٍ عَنِ الزُّهرِيِّ عَن

١٤٢٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟

سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.

حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا، اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا مقبول حج کہ جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبول حج کی بڑی فضیلت ہے کہ ایمان اور جہاد کے بعد سب عملوں سے افضل ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٤٢٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ أَخْبَرَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَا لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.

۱۴۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل جانتے ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں؟ فرمایا لیکن افضل جہاد مقبول حج ہے۔

١٤٢٤ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

۱۴۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پھر نہ عورت سے صحبت کی اور نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا نہ راہ میں کسی سے جھگڑا تو گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر ایسے پھر آتا ہے جیسا اس دن تھا کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

فائدہ: حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ میں گناہوں سے بچے ساتھیوں سے نہ لڑے گناہوں سے پاک ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبول حج سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے، وفيه المطابقة للترجمة (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ حقوق العباد بھی اس سے معاف ہو جاتے ہیں اور یہ اس کی رحمت واسعہ سے بعید نہیں۔

بَابُ فَرْضِ مَوَاقِيْتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

حج اور عمرے کے احرام باندھنے کی جگہوں کے مقرر کرنے کا بیان۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ ظاہر اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج کی جگہوں سے

پہلے احرام باندھنا درست نہیں چنانچہ عنقریب آئے گا کہ مدینہ والے ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھیں اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے کہ میقات سے پہلے حج اور عمرے کا احرام باندھنا درست ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اسحاق اور داؤد وغیرہ سے عدم جواز منقول ہے پھر اجماع کی کیا صورت ہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ میقات زمانے سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں یعنی حج کے مہینوں (کہ وہ شوال اور ذی قعدہ اور عشرہ ذی الحجہ کا ہے) سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں پس یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ میقات مکانی سے پہلے بھی احرام باندھنا درست نہ ہو اور جمہور علماء کے نزدیک میقات زمانی اور مکانی میں فرق ہے کہ زمانی سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں رکھتے اور مکانی سے پہلے درست رکھتے ہیں اور بعض حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ میقات سے پہلے احرام باندھنے کو ترجیح ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے۔

١٤٢٥ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي مَنْزِلِهِ وَلَهُ فُسْطَاطٌ وَسُرَادِقٌ فَسَأَلْتُهُ مِنْ أَيْنَ يَجُوزُ أَنْ أَعْتَمِرَ قَالَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَلِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ.

١٤٢٥۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے گھر میں آیا اور انہوں نے خیمے کھڑے کیے ہوئے تھے یعنی دھوپ وغیرہ سے بچنے کے واسطے سو میں نے ان سے پوچھا کہ کس کس جگہ سے جائز ہے کہ عمرہ کا احرام باندھوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لیے جگہ احرام باندھنے کی قرن سے اور مدینہ والوں کے لیے جگہ احرام باندھنے کی ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ۔

فائدہ: ذوالحلیفہ نام ہے ایک جگہ کا کہ چھ کوس ہے مدینے سے اور دس منزل ہے مکے سے اور نجد اصل میں کہتے ہیں زمین بلند کو اور اب نام ہے عرب کے شہروں کا تہامہ سے زمین عراق تک اور قرن نام ایک جگہ کا ہے قریب طائف کے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان جگہوں سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں اس لیے کہ مراد مقرر کرنے سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ سے احرام باندھنا فرض کیا، وفيه المطابقة للترجمة ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾.

اس آیت کے شانِ نزول کا بیان کہ خرچ لیا کرو اس واسطے کہ عمدہ خرچ راہ کا گناہ سے بچنا ہے۔

فائدہ: یعنی حج کی راہ میں خرچ ساتھ لیا کرو تا کہ کسی کے محتاج نہ ہو اس واسطے کہ بہتر توشہ بچنا ہے گناہ سے کہ منجملہ ان کے سوال کرنا ہے لوگوں سے۔

١٤٢٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا

١٤٢٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یمن والے

شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَآءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَإِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا.

حج کو جاتے تھے اور خرچ ساتھ نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ پر توکل کرنے والے ہیں سو جب مکہ میں آتے تھے تو لوگوں سے خرچ مانگتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ خرچ لیا کرو کہ اچھا توشہ ہے گناہ سے بچنا۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال کا ترک کرنا پرہیز گاری سے ہے اس واسطے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بچو لوگوں کے ایذا دینے سے اس واسطے کہ اللہ نے تعریف کی ان لوگوں کی جو لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مانگنے کے ساتھ توکل حاصل نہیں ہوتا اس واسطے کہ محمود توکل تو یہ ہے کہ کسی سے کسی چیز میں مدد نہ چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ توکل قطع نظر کرنا ہے اسباب سے بعد تہیہ اسباب کے جیسے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کا گھٹنا باندھ اور توکل کر۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. مکہ والے حج اور عمرے کا احرام کس جگہ سے باندھیں؟۔

فائدہ: اہلال کے معنی اصل میں آواز بلند کرنے کے ہیں اس واسطے کہ وہ احرام باندھنے کے وقت لبیک کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے پھر نفس احرام پر اس کا اطلاق کیا گیا از روئے اتساع کے۔ (فتح)

١٤٢٧ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

١٤٢٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت ﷺ نے جگہ احرام باندھنے کی مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم پس یہ سب جگہ احرام باندھنے کی ہیں ان شہر والوں کے لیے کہ مذکور ہوئے اور ان کے لیے کہ گزریں ان جگہوں پر غیر اہل ان کے سے یعنی مثلاً ہندوستان والے جب یمن پر پہنچیں تو یلملم سے احرام باندھیں اور اسی طرح اور شہر والوں کا حال ہے کہ جب احرام کی جگہ پر آئیں تو وہیں سے احرام باندھیں یہ جگہ احرام کی ہیں اس کے لیے حج اور عمرے کا ارادہ کرتا ہو اور جو شخص کہ

ان جگہوں سے اندر رہتا ہو تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ
وہی ہے جس جگہ سے وہ احرام باندھے یعنی جس جگہ سے
چاہے احرام باندھے اپنے گھر سے حد حرم تک یعنی اس کو
میقات پر جانا ضروری نہیں یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے
احرام باندھیں۔

فائدہ: یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے دو منزل مکہ سے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث شامل ہے اس شخص کو کہ میقات والے شہر میں داخل ہو اور اس کو کہ اس میں داخل نہ ہو جو داخل نہ ہو اس میں تو کچھ اشکال نہیں بلکہ اس کا کوئی میقات معین نہ ہو اور جب اس کا کوئی میقات مقرر ہو تو اس میں اختلاف ہے جیسے کہ مثلاً کوئی شامی حج کے ارادے سے مدینہ میں داخل ہو تو وہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھے کہ اس پر گزرا ہے اور اس سے احرام کے بغیر آگے نہ بڑھے کہ اپنے میقات جحفہ میں احرام جا کر باندھے اور اگر ذوالحلیفہ سے احرام کے بغیر آگے بڑھ جائے تو گنہگار ہوگا اور جانور دینا لازم آئے گا نزدیک جمہور کے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر ذوالحلیفہ کو چھوڑ کر اپنے اصلی میقات یعنی جحفہ سے احرام باندھے تو بھی درست ہے اگرچہ افضل نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور یہ جو فرمایا کہ جو کوئی احرام کی جگہوں سے اندر رہتا ہو وہ جس جگہ سے چاہے احرام باندھے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو سفر کرے حج کے ارادے کے بغیر یہاں تک کہ میقات سے آگے بڑھ جائے پھر ارادہ کرے حج کا تو اسی جگہ سے احرام باندھے جس جگہ سے اس نے حج کی نیت کی ہو اور اس کو احرام باندھنے کے لیے میقات کی طرف پھر جانا ضروری نہیں اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکے والوں کے احرام کی جگہ مکہ ہے حج میں بھی اور عمرے میں بھی لیکن یہ حکم صرف حج کا ہے عمرے کا نہیں اس واسطے کہ مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا احرام کے لیے حل کی طرف نکلے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے کہ حل میں ہے احرام باندھنے کا حکم فرمایا پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ حج کرنے والے کے کہ وہ مکہ سے احرام باندھے اور عمرہ کرنے والا حل سے احرام باندھے محب طبری نے کہا کہ میں کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے عمرے کا میقات مکہ کو ٹھہرایا ہو پس یہ حدیث محمول ہے قارن پر اور قارن میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس کا حکم حاجی کا ہے کہ مکے سے احرام باندھے اور ابن ماجشون نے کہا کہ ادنیٰ حل کی طرف نکلے اور اگر کوئی حج کا ارادہ رکھتا ہو اور بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھ جائے اور میقات سے احرام نہ باندھے تو وہ جمہور کے نزدیک گنہگار ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اس پر دم لیکن اگر حج کے افعال میں شروع ہونے سے پہلے میقات کی طرف پھر جائے اور ان سے احرام باندھ کر آئے تو جمہور کے نزدیک دم دینا لازم نہیں آتا اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شرط ہے کہ لبیک کہتا ہوا پھر جائے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شرط ہے کہ دور نہ ہو اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی چیز کے ساتھ

ساقط نہیں ہوتا اور عطاء اور نخعی کے نزدیک میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھ جائے تو اس کا حج صحیح نہیں' انتہی ملخصا۔

بَابُ مِيْقَاتِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَلَا يُهِلُّوْا قَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

مدینے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ کا بیان اور مدینے والے ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھیں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ احرام باندھنے کی جگہ معین ہے اس سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں اور نیز بہت لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا مگر کسی سے یہ بات منقول نہیں کہ اس نے میقات سے پہلے یعنی ذوالحلیفہ سے پہلے احرام باندھا ہو اور اگر میقات معین نہ ہوتا تو اس کی طرف جلدی کرتے اور اس میں ثواب زیادہ ہوتا۔

١٤٢٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ.

١٤٢٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے احرام باندھیں اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الشَّامِ.

شام والوں کے احرام باندھنے کی جگہ کا بیان۔

١٤٢٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ

١٤٢٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام باندھنے کی مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم پس یہ جگہ احرام باندھنے کی ہیں ان لوگوں کے لیے مذکور ہوئے اور ان لوگوں کے لیے کہ گزریں ان جگہوں پر غیر ان کے سے یہ جگہیں احرام باندھنے کی اس کے لیے ہیں کہ ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو شخص کہ ان جگہوں سے اندر رہتا ہو یعنی میقات

دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا.

اور مکہ کے درمیان رہتا ہو تو اس کے احرام باندھنے کی جگہ اپنے گھر سے ہے اور اسی طرح جو مکہ سے اور زیادہ قریب ہو وہ بھی اپنی گھر سے احرام باندھے یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں یعنی مکہ والوں کو میقات سے جا کر احرام باندھنا ضروری نہیں بلکہ خود مکہ سے احرام باندھیں مانند افاقی کے کہ میقات اور مکہ کے درمیان رہتا ہو۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ نَجْدٍ.

نجد والے کس جگہ سے احرام باندھیں؟۔

١٤٣٠ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا زَعَمُوْا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ.

۱۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والوں کے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور شام والوں کے احرام باندھنے کی جگہ جحفہ ہے اور نجد والوں کی قرن ہے اور یمن والوں کے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے۔

بَابُ مُهَلِّ مَنْ كَانَ دُوْنَ الْمَوَاقِيْتِ.

جو کوئی احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتا ہو وہ کہاں سے احرام باندھے؟۔

١٤٣١ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ

۱۴۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام باندھنے کی واسطے مدینہ والوں کے ذوالحلیفہ اور واسطے شام والوں کے جحفہ اور واسطے یمن والوں کے یلملم اور واسطے نجد والوں کے قرن پس یہ جگہیں

الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهٖ حَتّٰى أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا.

احرام باندھنے کی ان لوگوں کے لیے ہیں کہ مذکور ہوئے اور ان لوگوں کے لیے کہ گزریں ان جگہوں پر غیر ان کے سے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو کوئی احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الْيَمَنِ.

یمن والوں کے احرام باندھنے کی جگہ کا بیان۔

١٤٣٢ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لِأَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ اٰتٍ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

۱۴۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام باندھنے کی مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم یہ جگہ احرام باندھنے کی واسطے رہنے والوں ان جگہوں کے ہیں اور واسطے ہر شخص کے کہ آئے ان پر غیر ان کے سے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو کوئی میقات سے اندر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ ذَاتُ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ.

عراق والوں کے لیے جگہ احرام باندھنے کی ذات عرق ہے۔

١٤٣٣ - حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا فُتِحَ هٰذَانِ الْمِصْرَانِ أَتَوْا عُمَرَ فَقَالُوْا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيْقِنَا وَإِنَّا إِنْ أَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا قَالَ

۱۴۳۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ دونوں شہر فتح ہوئے یعنی کوفہ اور بصرہ تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ قرن مقرر کی ہے اور وہ ہماری راہ سے ایک طرف ہے اور ہم کو اس کی طرف جانا دشوار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے راہ سے کوئی جگہ اس کے برابر دیکھو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے احرام

فَانْظُرُوْا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيْقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ.
باندھنے کی جگہ ذات عرق مقرر کی۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات عرق عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے مقرر ہوئی لیکن اس باب میں حدیثیں بھی بہت آ چکی ہیں اور اگرچہ ضعیف ہیں لیکن بہت مل کر قوت پا جاتی ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کا کوئی میقات نہ ہو اس پر لازم ہے کہ جب کسی میقات کے مقابل اور برابر ہو جائے تو اس جگہ سے احرام باندھے اور زمین میں ایسی کوئی جگہ نہیں کہ ان پانچوں میقاتوں میں سے کسی میقات کے مقابل نہ ہو اور اگر فرضًا کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ اس کو کسی میقات کی برابری کا علم نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ جو میقات سب سے دور ہو اس کے برابر سے احرام باندھے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الصَّلٰوةِ بِذِی الْحُلَيْفَةِ.
ذی الحلیفہ میں نماز پڑھنے کا بیان۔

١٤٣٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ بِذِی الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١٤٣٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ذوالحلیفہ میں بٹھائی اور اس میں نماز پڑھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس میں اترتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس باب کو پہلے بابوں سے مناسبت اس طور سے ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میقات سے احرام باندھنے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنی مستحب ہے اور نماز سے مراد احتمال ہے کہ احرام کی دو رکعتیں ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ فرض نماز ہو اور آئندہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو جاتے بھی وہاں اترتے تھے اور آتے بھی اترتے تھے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ.
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ کے راہ سے نکلنا۔

فائدہ: شجرہ ایک درخت کا نام ہے چھ میل مدینہ سے جو کوئی مدینہ سے مکہ کو جائے اس کی راہ میں وہ جگہ آتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی راہ سے ذوالحلیفہ کو آتے تھے پس وہاں کاٹتے تھے اور جب پھرتے تو بھی وہاں رات کاٹتے تھے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

١٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا
١٤٣٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک

أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِى الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِىْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ.

حضرت ﷺ جب مکہ کو جاتے تو شجرہ کے راہ سے نکلتے اور جب مکہ سے پھرتے تو معرس کے راہ سے مدینہ میں داخل ہوتے تھے اور حضرت ﷺ جب مکہ کی طرف نکلتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے اور جب پھرتے تو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے تھے بیچ بطن وادی کے اور وہاں رات کاٹتے یہاں تک کہ صبح کرتے۔

فائدہ: معرس ایک جگہ کا نام ہے چھ میل مدینہ سے اور ذوالحلیفہ سے نیچے کی طرف ہے اور قریب ہے طرف مدینہ کے ذوالحلیفہ سے اور معرس اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ پچھلی رات مسافر وہاں اتر کر آرام کرتے ہیں اور بطن وادی ذوالحلیفہ میں میدان ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَقِيْقُ وَادٍ مُبَارَكٌ.

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ عقیق مبارک نالا ہے۔

١٤٣٦ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ التِّنِّيْسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَادِى الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِى الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةً فِيْ حَجَّةٍ.

١٤٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عقیق نالے میں فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے سو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ کہ عمرہ حج میں داخل ہوا۔

فائدہ: حج اور عمرہ ایک احرام سے ادا کرنا اس کو قران کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ قارن تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وادی عقیق کو مدینہ کی طرح بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ اس میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت

ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حاجی گھر سے چلیں تو پہلی منزل اپنے شہر سے نزدیک اتریں اور وہاں رات کاٹیں تا کہ جو کوئی پیچھے ہو آ ملے جو ان کے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس واسطے کہ اگر کسی کو کوئی چیز بھول گئی ہو تو اس کو پھر جا کر لے آئے، انتہی۔ (فتح)

١٤٣٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رُئِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي قِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ يَتَوَخَّى بِالْمُنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلَ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ.

١٤٣٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا اور آپ سوئے ہوئے تھے ذوالحلیفہ میں بیچ نالے کے سو کسی نے آپ کو کہا کہ آپ مبارک میدان میں ہیں اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو سالم رضی اللہ عنہ نے اتارا اس حال میں کہ اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ تلاش کرتے تھے اور وہ جگہ نیچے ہے اس مسجد سے کہ نالے عقیق کے بیچ ہے کہ نالے اور راہ کے درمیان ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْخَلُوقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ.

احرام میں اگر کپڑوں کو خوشبو لگی ہو تو اس کو تین بار دھوئے۔

فائدہ: خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے کہ زعفران وغیرہ سے بنتی ہے لیکن ہر قسم کی خوشبو کا یہی حکم ہے۔

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرِنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُوحَى إِلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ

حضرت صفوان بن یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعلی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترے تو اس وقت مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دیکھا کہ وحی اترنے کے وقت آپ کی کیا صورت ہوتی ہے؟ سو جس حالت میں کہ آپ جعرانہ میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ آپ کے اصحاب تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ اس نے عمرے کی نیت کی ہو اور خوشبو کو دھوئے یعنی خوشبو

فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَآءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى يَعْلٰى فَجَآءَ يَعْلٰى وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهٖ فَأَدْخَلَ رَأْسَهٗ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ سَأَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ فَقَالَ اغْسِلِ الطِّيْبَ الَّذِيْ بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجَّتِكَ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَرَادَ الْإِنْقَآءَ حِيْنَ أَمَرَهٗ أَنْ يَّغْسِلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ نَعَمْ.

آلودہ جبہ پہنے ہو سو حضرت ﷺ ایک ساعت خاموش رہے سو آپ پر وحی اترنی شروع ہوئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اب دیکھ حضرت ﷺ کی صورت کہ آپ پر وحی اترتی ہے سو یعلی آیا اور حضرت ﷺ پر کپڑا تھا کہ اس سے آپ کو سایہ کیا گیا تھا سو یعلی نے اپنا سر اس کپڑے میں داخل کیا اور دیکھا تو اچانک حضرت ﷺ کا چہرہ وحی کی شدت سے نہایت سرخ ہو گیا تھا اور آپ خراٹے لیتے تھے پھر جب وحی اتر چکی اور آپ کو ہوش آئی تو فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ سے عمرے کا حال پوچھا تھا؟ تو لوگ اس کو بلا لائے حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جو خوشبو تیری لگی ہے اس کو دھو ڈال تین بار اور جبہ اپنے بدن سے اتار ڈال پھر کر اپنے عمرے میں جو تو اپنے حج میں کرتا ہے، ابن جریج کہتا ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا مراد ہے حضرت ﷺ کی تین بار دھونے کا حکم کرنے سے بہت پاک صاف کرنا ہے اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حج اور عمرے کی نیت کرے تو خوشبو لگانا درست نہیں نہ بدن کو اور نہ کپڑے کو خواہ کسی قسم کی خوشبو ہو اور کپڑے کا ذکر اگرچہ اس حدیث میں نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں کپڑے کا ذکر آ گیا ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا کہ اس پر کرتہ تھا جس میں زرد نشان تھا، وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے بعض نے دلیل پکڑی ہے کہ اگر امام سے پہلے خوشبو لگائے اور احرام کے بعد اس کا اثر اور نشان باقی رہے تو درست نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اثر کپڑے اور بدن سے دھو ڈال یہ قول مالک اور محمد بن حسن کا ہے اور جمہور کے نزدیک اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائے اور احرام کے بعد اس کا اثر باقی رہے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ سنہ ٨ ہجری کا ہے اور آئندہ آئے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے احرام باندھنے کے وقت حضرت ﷺ کو خوشبو لگائی اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے کہ سنہ ١٠ ہجری میں واقع ہوا اور حضرت ﷺ کے اخیر فعل کو لیا جاتا ہے اور نیز یعلی کے قصہ میں امور بالغسل صرف خلوق ہے مطلق خوشبو نہیں اور شاید اس واسطے منع فرمایا کہ اس میں زعفران ملا ہوا ہوتا ہے اور اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے

اس پر کہ جس کو احرام کی حالت میں خوشبو لگ جائے بھول کر یا ناواقفی سے پھر اس کو معلوم ہو اور جلدی اس کو دھو ڈالے تو اس پر کچھ کفارہ نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر مدت دراز ہو جائے تو کفارہ دینا آتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کفارہ مطلق واجب ہے یہ ایک قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور نیز یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ اگر محرم ناواقفی سے سلا ہوا کپڑا پہن لے اور پھر معلوم ہو تو اس کو اتار ڈالے اور اس کا پھاڑنا لازم نہیں خلاف ہے واسطے شعبی اور نخعی کے کہ وہ کہتے ہیں کہ اتارے نہیں پھاڑ ڈالے تاکہ اس کا سر نہ ڈھکے اور نیز یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ حاکم اور مفتی کو جب حکم معلوم نہ ہو تو ٹھہر جائے یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو، انتہی۔ (فتح)

فائدہ: اور جعرانہ نام ہے ایک جگہ کا ایک منزل مکے سے حضرت ﷺ نے عمرے کا احرام وہاں سے باندھا تھا اور یہ جو فرمایا کہ جو حج میں کرتا ہے سو عمرے میں کر تو اس سبب سے کہ جاہلیت میں جب کا فرحج کا احرام باندھتے تھے تو اپنے کپڑے اتار ڈالتے تھے اور خوشبو سے پرہیز رکھتے تھے اور عمرے میں خوشبو وغیرہ سے پرہیز نہ کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ دونوں کا ایک حکم ہے۔

بَابُ الطِّيْبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّحْرِمَ وَيَتَرَجَّلَ وَيَدَّهِنَ.

احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانے کا کیا حکم ہے؟ اور جب احرام باندھنے کی نیت کرے تو کیا کپڑے پہنے اور کنگھی کرے اور تیل ملے۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ اس طرف کہ جو پہلے باب میں خوشبو دھو ڈالنے کا حکم مذکور ہوا ہے تو وہ حکم بہ نسبت کپڑوں کے ہے کہ جس کپڑے کو زعفران لگا ہو احرام والے کو اس کا پہننا درست نہیں اور اگر احرام کے بعد خوشبو کا اثر بدن پر باقی رہے تو یہ حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ کنگھی کرے اور تیل ملے تو اس سے مراد اشارہ کرنا ہے طرف اس حدیث کے جو آئندہ باب میں آئے گی کہ حضرت ﷺ مدینے سے چلے بعد اس کے کہ کنگھی کی اور تیل ملا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَشَمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرْاٰةِ وَيَتَدَاوٰى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جائز ہے محرم کو احرام کی حالت میں سونگھنا پھول کا اور دیکھنا شیشے کا اور دوا کرنا ساتھ اس کے کہ کھائے زیتون کا تیل اور گھی۔

فائدہ: پھول کے سونگھنے میں اختلاف ہے امام اسحاق نے کہا کہ مباح ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے توقف کیا اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حرام ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور یہ جو کہا کہ زیتون کے روغن اور گھی سے دوا کرنی درست ہے تو اس میں رد ہے مجاہد پر کہ اس کے نزدیک اس میں دم آتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ.

اور عطاء نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ انگوٹھی پہنے اور کمر میں ہمیان باندھے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ محرم کو کمر میں ہمیانی کا باندھنا سب فقہا شہروں کے نزدیک درست ہے جب کہ اس کے بعض کا بعض میں داخل کرنا ممکن نہ ہو اور کسی سے اس کی کراہت مروی نہیں مگر اسحاق نے کہا کہ اس کو گرہ دینی درست نہیں یہی قول ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا، انتہی۔ (فتح)

وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلٰى بَطْنِهٖ بِثَوْبٍ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طواف کیا اس حال میں کہ اپنے پیٹ پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے پیٹ پر باندھا ہوا تھا اور ہمیانی کی طرح تہ بند کے اوپر نہ باندھا ہوا تھا اس لیے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں کفارہ آتا ہے۔

وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِالتُّبَّانِ بَأْسًا لِلَّذِيْنَ يَرْحَلُوْنَ هَوْدَجَهَا.

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک محرم کو جھانگیہ پہننا درست ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد ان کی وہ لوگ ہیں جو ان کا ہودج اٹھاتے تھے۔

فائدہ: یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے ہے ورنہ اکثر علماء کے نزدیک پائجامے اور جھانگیے میں کچھ فرق نہیں محرم کو دونوں منع ہیں۔ (فتح)

١٤٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيْمَ قَالَ مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِهٖ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

١٤٣٨۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما زیتون کا تیل لگاتے یعنی وقت احرام باندھنے کے، سو میں نے یہ بات ابراہیم سے کہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا تیل لگاتے تھے جس میں خوشبو نہیں ابراہیم نے کہا تو اس کے قول کو کیا کرے گا کہ سنت کے مخالف ہے اور حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گویا کہ میں دیکھتی ہوں طرف چمک خوشبو کی بیچ مانگ حضرت کی اس حال میں کہ آپ محرم تھے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک احرام سے پہلے ایسی خوشبو کا لگانا درست نہیں جس کا اثر احرام کے بعد باقی رہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک جائز ہے چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر اس بات کا انکار کیا کما سیاتی پس مراد یہ ہے کہ احرام کے وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما تیل لگاتے تھے بشرطیکہ اس میں خوشبو نہ ہوتی۔ (فتح)

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا احرام کے وقت صرف تیل پر اکتفا کرنا خوشبو کے بغیر مخالف ہے اس حدیث کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ملنا خوشبو کا وقت باندھنے احرام کے اور جائز ہے باقی رہنا اس کا احرام کے بعد اور یہ کہ

اس کا رنگ اور اس کی خوشبو کا باقی رہنا مضر نہیں یہی ہے قول جمہور کا جیسے کہ پہلے گزرا لیکن احرام کی حالت میں خوشبو کا لگانا ہرگز درست نہیں نہ مرد کو اور نہ عورت کو اور اس پر اجماع ہے سب علماء کا۔ (فتح)

١٤٣٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهٖ حِيْنَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ.

١٤٣٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھی میں خوشبو لگاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے احرام ان کے جب احرام باندھتے یعنی احرام باندھنے سے پہلے اور واسطے نکلنے ان کے احرام سے پہلے طواف کرنے کے ساتھ خانہ کعبہ کے یعنی بعد رمی جمار اور حلق کے اور پہلے طواف الزیارۃ کے۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ جب عید کے دن مزدلفہ سے منیٰ کو آتے ہیں تو رمی جمرہ عقبہ کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں اس وقت سب کچھ حلال ہو جاتا ہے مگر عورت حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ مکے کو آتے ہیں اور طواف زیارہ کرتے ہیں پھر عورت بھی حلال ہو جاتی ہے اور یہی حدیث اس مسئلہ کی دلیل ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم حج میں دو بار حلال ہوتا ہے ایک بار رمی جمرہ عقبہ اور حلق کے بعد اور ایک بار طواف زیارہ کے بعد یہی قول ہے جمہور کا کہ جب تک سر نہ منڈائے پہلی بار حلال نہیں ہوتا مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حلق نسک نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہنا مضر نہیں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس میں کفارہ ہے لیکن یہ قول ان کا صحیح نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَهَلَّ مُلَبِّدًا.

گوند یا خطمی وغیرہ سے سر کے بال جما کر احرام باندھنے کا بیان۔

فائدہ: تلبید اس کو کہتے ہیں کہ محرم اپنے سر میں گوند یا خطمی وغیرہ ڈالے تا کہ بال جم جائیں اور ان پر غبار نہ بیٹھے اور جوؤں سے محفوظ رہیں۔

١٤٤٠ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

١٤٤٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لبیک کہتے تھے اس حال میں کہ آپ کا سر کسی چیز سے جمایا ہوا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے کے وقت سر کو گوند اور خطمی سے جمانا مستحب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ الْإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس احرام باندھنے کا بیان یعنی

واسطے اس شخص کے کہ مدینہ سے حج کا ارادہ رکھتا ہو۔

١٤٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ مَا أَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

١۴۴١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں احرام باندھا حضرت ﷺ نے مگر مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے کس جگہ سے احرام باندھا بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں نماز پڑھی تو اس کے بعد حضرت ﷺ نے اس جگہ میں احرام کی نیت کی اس حال میں کہ آپ اس نماز کی جگہ میں بیٹھے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو اس وقت آپ نے احرام باندھا اور بعض کہتے ہیں کہ جب بیداء پر چڑھے تو اس وقت آپ نے احرام باندھا لیکن اصل یہ ہے کہ آپ نے احرام تو اسی نماز پڑھنے کی جگہ میں باندھا تھا بعد نماز کے جب نماز سے فارغ ہوئے تو لبیک کہی سو جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے یہی یاد رکھا کہ آپ نے نماز کی جگہ میں احرام باندھا پھر جب آپ سوار ہوئے تو پھر لبیک کہی سو جو لوگ پہلی بار میں حاضر نہ تھے انہوں نے یہی یاد رکھا پھر حضرت ﷺ شرف بیدا پر پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ بلند کا تو وہاں لبیک کہی تو جو لوگ پہلے دو بار میں حاضر نہ تھے انھوں نے یہی بات رکھی حاصل یہ ہے کہ جس راوی نے آپ کو جہاں لبیک کہتے سنا وہی سمجھا کہ آپ نے یہیں سے لبیک کہنی شروع کی پس اس سے سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا ان جگہوں میں سے جس جگہ سے احرام باندھے درست ہے لیکن اختلاف افضل ہونے میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ.

محرم احرام کی حالت میں کیا کیا کپڑے نہ پہنے؟۔

فائدہ: مراد محرم سے عام ہے خواہ صرف حج کا احرام باندھا ہو یا صرف عمرے کا یا قارن ہو۔

١۴۴٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا

١۴۴٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے عرض کیا کہ یا حضرت! محرم احرام کی حالت میں کیا کپڑے پہنے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنے احرام باندھنے والا کرتہ

يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَآئِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوْ وَرْسٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَلَا يَتَرَجَّلُ وَلَا يَحُكُّ جَسَدَهُ وَيُلْقِي الْقَمْلَ مِنْ رَّأْسِهِ وَجَسَدِهِ فِي الْأَرْضِ.

اور نہ پگڑی اور نہ پائجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ پہنے موزے مگر جب کوئی جوتا نہ پائے تو دونوں موزے وہاں تک کاٹ لے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں اور نہ پہنے اس کپڑے کو کہ اس میں زرد خوشبو دار گھاس اور زعفران لگی ہو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھوئے اور نہ کنگھی کرے اور نہ اپنا بدن کھجلائے اور ڈالے جوؤں کو اپنے سر اور بدن سے زمین پر۔

فائدہ: یعنی محرم کو احرام کی حالت میں یہ کپڑے پہننے درست نہیں اور ان کے سوا اور سب کپڑے پہننے درست ہیں اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ عورت کو احرام کی حالت میں یہ کپڑے پہننے درست ہیں مگر جس کپڑے کو ورس یا زعفران لگی ہو وہ عورت کو بھی درست نہیں اور قاضی عیاض نے کہا کہ اجماع ہے سب مسلمانوں کا اس پر کہ یہ کپڑے پہننے درست نہیں اور کرتے اور پائجامے سے مراد وہ کپڑا ہے کہ سلا ہوا ہو یعنی جو کپڑا سلا ہوا ہو اس کا پہننا محرم کو درست نہیں اور پگڑی سے مراد وہ کپڑا ہے کہ سر کو ڈھانکے یعنی جو کپڑا سر کو ڈھانکے اس کا پہننا محرم کو درست نہیں خواہ سلا ہوا ہو یا نہ ہو اور مراد موزوں سے وہ چیز ہے کہ پاؤں کو ڈھانک لے اور مراد سلے ہوئے سے یہ ہے کہ جس جگہ کے واسطے وہ کپڑا معین ہو چکا ہے جیسے کہ کرتے کو گلے میں پہنتے ہیں اس جگہ میں اس کو نہ پہنے اگرچہ بعض بدن میں ہو لیکن اگر مثلاً کرتے کو بجائے چادر کے پہنے تو درست ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جوتا پائے اس کو موزے پہننے درست نہیں یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ اور بعض شافعیہ کے نزدیک محرم کو موزے پہننے درست ہیں اگرچہ جوتا موجود ہو اور مراد ٹخنہ سے یہاں بھی ٹخنہ ہے جو مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موزوں کا کاٹنا شرط ہے اس کے بغیر اس کا پہننا درست نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک بے کاٹے ان کا پہننا بھی درست ہے اور یہ جو فرمایا کہ جس کو ورس یا زعفران لگا ہو اس کا پہننا محرم کو درست نہیں تو یہ عام ہے اس سے کہ کل کپڑا اس میں رنگا ہو یا اس کا کوئی کنارہ ہو اگرچہ اس کی خوشبو چھپی ہو اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رنگے کپڑے کا پہننا مکروہ ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر دھونے سے اس کی خوشبو مر جائے تو اس کا پہننا درست ہے اور یہی ہے قول جمہور کا خلاف ہے اس میں امام مالک رحمہ اللہ کا اور قبا کا پہننا بھی جائز نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آستینوں میں ہاتھ ڈالنے شرط ہیں اور اگر یوں ہی اس کو اپنے مونڈھوں پر ڈال لے تو درست ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الرُّكُوبِ وَالْاِرْتِدَافِ فِي الْحَجِّ.

حج میں سوار ہونا اور ایک دوسرے کے پیچھے چڑھنا درست ہے یعنی حج کے سب احکام سوار ہو کر کرنے درست ہیں۔

١٤٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلٰى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

١٤٤٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے عرفہ سے مزدلفہ تک پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے پیچھے فضل رضی اللہ عنہ کو سوار کیا سو دونوں کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ کنکر مارے جمرہ عقبہ کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار ہو کر حج کے سب احکام ادا کرنے درست ہیں، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ.

محرم کپڑوں اور چادر اور تہ بندوں میں سے کیا کپڑا پہنے؟۔

فائدہ: پہلا باب مالا یلبس کے بیان میں تھا اور یہ مایلبس کے بیان میں ہے پس مغایرت ظاہر ہے۔

وَلَبِسَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ.

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنا اس حال میں کہ وہ محرم تھیں۔

فائدہ: یہی ہے مذہب جمہور علماء کا کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا محرم کو درست ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کفارہ ہے کہ وہ خوشبو ہے۔

وَقَالَتْ لَا تَلَثَّمْ وَلَا تَتَبَرْقَعْ وَلَا تَلْبَسْ ثَوْبًا بِوَرْسٍ وَلَا زَعْفَرَانٍ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محرم احرام کی حالت میں اپنی لبیں کپڑے سے نہ ڈھانکے اور اپنے منہ پر برقعہ نہ

ڈالے اور نہ پہنے اس کپڑے کو کہ اس کو ورس اور زعفران لگی ہو۔

وَقَالَ جَابِرٌ لَا أَرَى الْمُعَصْفَرَ طِيبًا.

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کسم کو خوشبو نہیں گمان کرتا یعنی جو کپڑا کسم سے رنگا ہوا ہو اس میں خوشبو نہیں۔

وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُّبْدِلَ ثِيَابَهُ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جائز ہے عورت کو پہننا زیور کا اور سیاہ کپڑے کا اور گلابی رنگ کپڑے کا اور موزے کا اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ محرم کو کپڑے بدلنے میں کچھ ڈر نہیں۔

١٤٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ إِزَارَهُ وَرِدَآئَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ تُلْبَسُ إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِيْ تَرْدَعُ عَلَى الْجِلْدِ فَأَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى اسْتَوٰى عَلَى الْبَيْدَآءِ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ وَذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ بُدْنِهِ لِأَنَّهُ قَلَّدَهَا ثُمَّ نَزَلَ بِأَعْلٰى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُوْنِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ وَلَمْ يَقْرَبِ

١٤٤٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چلے بعد اس کے کہ کنگھی کی اور تیل لگایا اور اپنا تہ بند اور اپنی چادر پہنی آپ نے اور آپ کے اصحاب نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادروں اور تہ بندوں میں سے کسی کپڑے کے پہننے سے منع نہ کیا سوائے زعفرانی کپڑے کے کہ بدن پر خوشبو آلودہ ہو کہ اس کے پہننے سے منع کیا سو صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں اور اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ بیدا پر سیدھے ہوئے احرام باندھا آپ نے اور آپ کے اصحاب نے اور اونٹ کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا اور یہ افعال پانچ دنوں میں تھے کہ باقی تھے ذیقعدہ سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو سو آپ نے خانے کعبہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور حلال ہوئے واسطے ہدی ساتھ لانے کے اس واسطے کہ آپ نے اس کے گلے میں ہار ڈالا تھا یعنی اس واسطے کہ جو ہدی ساتھ لائے اس کو حلال ہونا درست نہیں یہاں تک کہ ہدی اپنے ذبح ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچے پھر مکے کی اونچی طرف میں اترے نزدیک حجون کے کہ ایک پہاڑ ہے مقابل عقبہ کے

الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهٖ بِهَا حَتّٰى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يَّطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا مِنْ رُؤُوْسِهِمْ ثُمَّ يَحِلُّوْا وَذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ امْرَأَتُهٗ فَهِيَ لَهٗ حَلَالٌ وَالطِّيْبُ وَالثِّيَابُ.

اور طواف کے بعد پھر خانہ کعبہ کے پاس نہ گئے یہاں تک کہ عرفات بھی پھرے اور حکم دیا حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں اور صفا اور مروی کی سعی کریں پھر اپنے بال کتروائیں پھر حلال ہو جائیں یعنی عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں اور یہ حکم اس کو ہوا جو اپنے ساتھ ہدی نہ لایا تھا اور جس ساتھ عورت اپنی تھی اس کو اس سے جماع کرنا درست ہوا اور اسی طرح خوشبو اور ہر قسم کا کپڑا بھی اس کو درست ہوا۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ جائز ہے محرم کو کھانا چربی اور گھی کا اور جائز ہے اس کو استعمال کرنا ان چیزوں کا اپنے تمام بدن پر سوائے اپنی داڑھی اور سر کے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے محرم کو پہننا ہر کپڑے کا چادروں اور تہ بندوں سے سوائے ممنوع کپڑوں کے جو اوپر گزر چکے ہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتّٰى أَصْبَحَ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اگر کوئی ذوالحلیفہ میں رات کاٹے یہاں تک کہ صبح کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یہ حضرت ﷺ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی جب کوئی مدینے سے مکہ کو جائے تو اس کو ذوالحلیفہ میں رات کاٹنے کا کیا حکم ہے؟ اور مراد اس باب سے یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے سفر کو نکلے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ پہلی منزل اپنے شہر سے نزدیک اترے تا کہ جو چیز اس کو اپنی مہمات سے بھولی ہو اس کو اپنے گھر سے پھر کر لا سکے، انتہی۔ (فتح)

١٤٤٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى أَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَاسْتَوَتْ بِهٖ أَهَلَّ.

١٤٤٥۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات کاٹی یہاں تک کہ صبح کی پھر جب سواری پر سوار ہوئے اور سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک کہی۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٤٤٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

١٤٤٦۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ بَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ.

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ.

لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنے کا بیان۔

١٤٤٧ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا.

١٤٤٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھی یعنی نماز کو قصر کیا اور میں نے لوگوں کو سنا کہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ بلند آواز سے لبیک کہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ لبیک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ جماعت کی مسجدوں میں بلند آواز سے لبیک نہ کہے اور مراد انس رضی اللہ عنہ کی اسے وہ لوگ ہیں جو قارن تھے یا توزیع مراد ہے یعنی بعض حج کے ساتھ لبیک کہتے اور بعض عمرے کے ساتھ کہتے تھے (فتح) اور لبیک کہنا امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے اگر ترک کرے تو دم آتا ہے یہی محکی ہے ابن ابی ہریرہ سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر فقط احرام کی نیت پر اکتفا کرے تو احرام درست نہیں ہوتا یہ قول ثوری اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے (فتح) اور احرام اس طور سے باندھے کہ دو رکعت احرام کے بعد دل میں احرام کی نیت کرے یعنی میں نے حج کا احرام باندھا اور حج شروع کیا اور زبان سے لبیک کہے تمام تک جیسے کہ ابھی آتا ہے پس جب کام کر چکے تو احرام میں داخل ہوا پھر ممنوعات سے بچے تا طواف زیارت تک جیسے کہ مذکور ہوا اور آئندہ مذکور ہوگا اور ابن دقیق نے ابن عبدالسلام سے نقل کیا ہے کہ بنا بر مذہب شافعی کے حقیقت احرام کی معرفت مشکل ہے اس واسطے کہ اگر کہا جائے کہ احرام نیت کا نام ہے تو کہا جائے گا کہ نیت تو حج میں شرط ہے اور احرام اس کا رکن ہے اور شرط چیز کی غیر اس کا ہوتی ہے اور اگر کہا جائے کہ احرام تلبیہ کا نام ہے تو کہا جائے گا کہ تلبیہ رکن نہیں اور احرام رکن ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ احرام نام ہے مجموعہ اس صفت کا کہ حاصل ہے تجرد اور تلبیہ اور مانند اس کی سے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيَةِ.

لبیک کہنے کا بیان۔

١٤٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.

١٤٤٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک اس طور سے تھی کہ فرماتے تھے کہ بار بار حاضر ہوں تیری خدمت میں الہی حاضر ہوں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں میں خدمت میں حاضر ہوں بے شک حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

١٤٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ تَابَعَهُ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.

١٤٤٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک میں جانتی ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لبیک کہتے تھے فرماتے تھے کہ بار بار حاضر ہوں میں تیری خدمت میں الہی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں تیری خدمت میں بیشک حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے۔

فائدہ: اس ذکر کو تلبیہ کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے وقت احرام کی نیت کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں اور اجماع ہے سب مسلمانوں کا اس پر کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں کہ اس سے کم نہ کرے لیکن اگر کوئی لفظ اس سے زیادہ کرے تو یہ درست ہے یہی قول ہے جمہور کا کہ اس سے زیادہ کرنا درست ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور اوزاعی اور محمد وغیرہ کا لیکن افضل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ سے کوئی لفظ زیادہ نہ کرے اور بعض مالکیہ سے محکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ سے زیادہ کرنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّحْمِيْدِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوْبِ عَلَى الدَّابَّةِ.

سواری پر سوار ہونے کے بعد تلبیہ سے پہلے الحمد للہ اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا۔

فائدہ: یعنی مستحب ہے کہ تلبیہ سے پہلے یہ کلمات کہے پھر تلبیہ کہے کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس سے رد کرنا ہے اس پر جو کہتا ہے کہ تلبیہ کہ بدلے سبحان اللہ وغیرہ کافی ہے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سبحان اللہ وغیرہ کہا پھر اس پر اکتفا نہ کیا یہاں تک کہ لبیک کہی اس سے معلوم ہوا کہ لبیک کے بدلے سبحان اللہ وغیرہ کا کہنا کافی نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ اہل رائے کہتے ہیں کہ اگر احرام کی نیت سے سبحان اللہ وغیرہ کہے تو احرام درست ہے۔ (فتح)

١٤٥٠ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَآءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوْا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهٖ قِيَامًا وَذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ.

١٤٥٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعتیں پڑھی اور ہم آپ کے ساتھ تھے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں رات کاٹی یہاں تک کہ صبح کی پھر سوار ہوئے یہاں تک کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر بیدا پر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے اللہ کی تعریف کی اور تسبیح کی اور تکبیر کہی پھر حج اور عمرہ کے ساتھ لبیک کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ لبیک کہی سو جب ہم مکہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا حلال ہونے کا پس حلال ہو گئے اور احرام سے باہر آئے یہاں تک کہ جب آٹھویں ذی الحجہ کی ہوئی تو حج کا احرام باندھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اس حال میں کہ اونٹ کھڑے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دو دنبے سیاہ اور سفید ذبح کیے۔

فائدہ: بیدا نام ہے ایک میدان کا قریب ہے ذوالحلیفہ کے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلبیہ سے پہلے سبحان اللہ وغیرہ پڑھنا مستحب ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ أَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

جب سواری آدمی کو لے کر سیدھی کھڑی ہو تو اس وقت لبیک کہے۔

فائدہ: بعض کا مذہب یہی ہے کہ جب سواری اس کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جائے تو اس وقت لبیک کہے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

١٤٥١ - حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ

١٤٥١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً.

نے لبیک کہی جب کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی۔

بَابُ الْإِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى بِالْغَدَاةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَكِبَ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّي حَتَّى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ يُمْسِكُ حَتَّى إِذَا جَآءَ ذَا طُوًى بَاتَ بِهِ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ تَابَعَهُ إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ فِي الْغُسْلِ.

لبیک کہنے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنے کا بیان' نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما فجر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھتے تو سواری لانے کا حکم کرتے سوان کی سواری لائی جاتی پھر اس پر سوار ہوتے سو جب وہ ان کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی تو کھڑے ہو کر قبلے کی طرف منہ کرتے پھر تلبیہ کہتے یہاں تک کہ مسجد حرام میں پہنچتے پھر تلبیہ سے چپ رہتے یعنی واسطے مشغول ہونے کے ساتھ طواف وغیرہ کے یہاں تک کہ جب ذی طویٰ میں پہنچتے کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مکہ کے تو اس میں رات کاٹے یہاں تک کہ صبح کرتے پھر صبح کی نماز کے بعد غسل کرتے اور کہتے کہ حضرت ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

فائدہ: مراد تلبیہ کے ترک سے یہ ہے کہ طواف وغیرہ کے ساتھ مشغول ہوتے یا مراد یہ ہے کہ تکرار تلبیہ کا ترک کرتے اور اس کی مواظبت سے باز رہتے اور اس کے ساتھ بلند آواز نہ کرتے جیسے کہ ابتدائے احرام میں کیا جاتا ہے یہ مراد نہیں کہ مطلق تلبیہ ترک کر دیتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تلبیہ کہے تو اس وقت قبلے کی طرف منہ کرنے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا أَرَادَ الْخُرُوْجَ إِلَى مَكَّةَ ادَّهَنَ بِدُهْنٍ لَيْسَ لَهُ رَآئِحَةٌ طَيِّبَةٌ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ فَيُصَلِّي ثُمَّ

١٤٥٢۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ کی طرف نکلنے کا ارادہ کرتے یعنی مدینہ سے تو لگاتے جسم میں کچھ خوشبو ہوتی پھر ذوالحلیفہ کی مسجد میں آتے اور نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے پھر جب آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوتی تو احرام باندھتے اور تلبیہ کہتے پھر کہا کہ میں

يَرْكَبُ وَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اسی طرح کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تلبیہ کہے تو قبلے کی طرف منہ کرے اس واسطے کہ جو کوئی قبلے کی طرف متوجہ ہوا اس کو قبلے کی طرف منہ کرنا لازم ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور نیز یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں اور پہلی روایت میں ذکر استقبال قبلے کا موجود ہے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ.

جب محرم پست میدان میں اترے تو تلبیہ کہے۔

١٤٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا مُوْسٰى كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَ انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ.

۱۴۵۳۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے سو لوگوں نے دجال کا ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر کا لفظ لکھا ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے نہیں سنی لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تو گویا میں دیکھتا ہوں کہ جب میدان میں اترتے ہیں تو تلبیہ کہتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیچی اور پست جگہوں کے درمیان لبیک کہنی سنت ہے نبیوں کی سنتوں میں سے اور مؤکد ہے کہنا اس کا وقت نیچے اترنے کے جیسے کہ مؤکد ہے کہنا اس کا وقت چڑھنے کے بلند جگہ پر، وفیہ المطابقة للترجمة اور یہ جو فرمایا کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا ہوں تو یہ محمول ہے حقیقت پر کہ واقعی ایسا ہوا اس واسطے کہ پیغمبر اللہ کے نزدیک زندہ ہیں پس اس حال میں ان کے حج کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں اور یا یہ کہ ان کے حالات جو دنیا میں تھے ان کی صورت آپ کو دکھائی گئی کہ کس طرح وہ حج کرتے تھے اور یا یہ کہ یہ حال آپ کو وحی سے معلوم ہوا یا خواب میں معلوم ہوا۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ أَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهِ وَاسْتَهْلَلْنَا وَأَهْلَلْنَا الْهِلَالَ كُلُّهُ مِنَ الظُّهُوْرِ وَاسْتَهَلَّ الْمَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَهُوَ مِنَ اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ.

حیض اور نفاس والی عورت کس طرح احرام باندھے، اور اھل کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کلام کی یہ سب الفاظ ایسے معنی پر دلالت کرتے ہیں کہ ان میں معنی ظاہر ہونے کے ہیں معنی ان کے یہ ہیں کہ ہم نے آواز بلند کی ساتھ چاند کے، اور اہل المطر کے معنی یہ ہیں کہ مینہ

بادل سے نکلا اور وہ آواز گرنے اس کے کا ہے زمین پر اور اس کو ظہور لازم ہے، اور وہ چیز کہ پکارا گیا ساتھ اس کے نام غیر اللہ کا، یہ قول ماخوذ ہے استہلال صبی سے کہ اس کے معنی چیخ مارنا لڑکے کا ہے وقت پیدا ہونے کے پیٹ ماں سے۔

١٤٥٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوْا أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

١٤٥٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی ہو تو وہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ تلبیہ کہے یعنی داخل کرے حج کو عمرے میں پس ہو جائے قارن پھر نہ حلال ہو یہاں تک کہ حلال ہو دونوں سے یعنی تمام کرے افعال حج اور عمرے کے یعنی تمام حج ادا کر کے حلال ہو سو میں مکے میں آئی اس حال میں کہ مجھ کو حیض ہوا سو میں نے خانے کعبہ کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی سو میں نے اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھ کو حیض ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال اور کنگی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرہ چھوڑ دے یعنی صفا مروہ کے درمیان سعی نہکر سو میں نے کیا جو آپ نے فرمایا سو جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا سو فرمایا کہ یہ عمرہ بجائے تیرے اس عمرے کے ہے کہ تجھ سے فوت ہوا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر حلال ہو گئے اور عمرے کا احرام کھول ڈالا پھر انہوں نے دوسرا طواف کیا بعد پھرنے کے منیٰ

فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

سے یعنی طرف مکے کی اور یہ طواف حج کے لیے تھا کہ اس کو طواف الزیارۃ کہتے ہیں اور جن لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا یعنی دن نحر کے کہ وہ طواف زیارۃ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو حج کا احرام باندھنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض کی حالت میں حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا اور یہی حکم ہے نفاس والی عورت کا، وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ أَهَلَّ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس شخص کا بیان جس نے حضرت ﷺ کے زمانے میں حضرت ﷺ کی طرح احرام باندھا یعنی کہے اور نیت کرے کہ اگر حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا ہے تو میں نے حج کا احرام باندھا اور اگر عمرے کا احرام باندھا ہے تو میں نے بھی عمرے کا احرام باندھا۔

فائدہ: یعنی اور حضرت ﷺ نے اس کو ثابت رکھا تو اس کا احرام مبہم طور سے درست ہے لیکن لازم آتا ہے اس سے جائز ہونا تعلیق احرام کا مگر اس شخص کے فعل پر کہ اس کو جانتا ہو اس پر مطلق احرام مبہم طور سے باندھنا کہ جو احرام فلاں کا وہی ہے میرا پس اس کو محرم جس کی طرف چاہے پھیرے خواہ حج کی طرف یا عمرہ کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا اور یہی ہے قول جمہور کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مبہم طور سے احرام باندھنا درست نہیں اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اب درست نہیں۔ (فتح الباری)

قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ حدیث حضرت ﷺ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔

١٤٥٥ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُّقِيْمَ عَلٰى إِحْرَامِهٖ وَذَكَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٤٥٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اپنے احرام پر ٹھہرنے کا اور ذکر کیا جابر رضی اللہ عنہ نے قول سراقہ رضی اللہ عنہ کا۔ سو جب مکہ میں آئے تو ان کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! تو نے کس چیز کے ساتھ احرام باندھا ہے حج کے ساتھ یا عمرے کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احرام باندھا میں نے

وَسَلَّمَ بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ.

ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا پس ہدی کر اور احرام کی حالت میں ٹھہرا رہ جیسے کہ تو ہے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ نے احرام باندھا تو کسی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ حضرت ﷺ قارن ہیں یا مفرد حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن سے آئے اور ان کے ساتھ ہدی تھی تو انہوں نے یہ نیت کی کہ میں نے حضرت ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا' اور سراقہ کا قول یہ ہے کہ اس نے حج میں حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یہ حکم قران کا اور حج کو عمرہ کرنے کا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اسی برس کے ساتھ خاص ہے یا واسطے ہمیشہ کے ابد الاباد تک فرمایا ہمیشہ کو یہی حکم ہے۔

١٤٥٦ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ الْأَصْفَرَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ.

١٤٥٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ یمن سے حضرت ﷺ کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احرام باندھا ہے میں نے ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا اور احرام سے باہر آتا۔

١٤٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمٍ بِالْيَمَنِ فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ قُلْتُ لَا فَأَمَرَنِي فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَحْلَلْتُ فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي أَوْ غَسَلَتْ رَأْسِي

١٤٥٧۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنی قوم کی طرف یمن میں بھیجا سو میں یمن سے آیا اور حضرت ﷺ بطحاء (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز کے ساتھ احرام باندھا ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے فرمایا کیا تیرے ساتھ قربانی ہے؟ میں نے کہا نہیں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا اور فرمایا عمرہ کرنے کا سو میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر آپ نے مجھ کو حکم دیا احرام اتار ڈالنے کا سو میں نے احرام اتار ڈالا سو میں اپنی قوم کی ایک عورت

فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ.

کے پاس آیا کہ وہ محرم تھی سو اس نے مجھ کو کنگی کی یا میرا سر دھویا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں مکے میں آئے اور کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیں تو وہ ہم کو حکم کرتا ہے ساتھ تمام کرنے حج اور عمرے کے واسطے اللہ کے اللہ نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرہ واسطے اللہ کے اور اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حلال ہوئے یہاں تک کہ اپنی قربانی ذبح کی۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غرض اس سے یہ ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ کر کے احرام اتار ڈالنا منع ہے اس واسطے کہ اس میں حکم ہے تمام کرنے کا پس یہ مقتضی ہے اس کو کہ حج سے فارغ ہونے تک احرام باقی رہے اور حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلال نہیں ہوئے یہاں تک کہ قربانی اپنی حلال ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچے لیکن جواب اس کا یہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ کر کے احرام کھول دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اس کو حلال ہونا درست ہے اور کہتے ہیں کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی کہ تمتع کرنا مکروہ ہے واسطے رغبت دلانے لوگوں کو افراد میں کہ وہ ان کے نزدیک افضل تھا یہ مراد نہیں کہ تمتع کرنا درست نہیں لیکن اب سب کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ تمتع کرنا درست ہے بغیر کراہت کے اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ مبہم طور سے احرام باندھنا درست ہے اور محرم اس کو جس کی طرف چاہے پھیر دے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حدیث کا اور محل اس کا یہ ہے کہ وہ وقت قابل ہو اس واسطے کہ حج غیر اشہر الحج میں منعقد نہیں ہوتا، انتہی ملخصا۔ (فتح) اور ان دونوں حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے یعنی اگر کسی نے حج کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ لایا ہو تو اس کو جائز ہے کہ حج کو عمرے کے ساتھ فسخ کرے یعنی حج کے احرام میں عمرے کی نیت کرے اور عمرہ کر کے احرام اتار دے اور یہی مذہب ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت اہل ظاہر کا اور کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جماہیر علماء نے سلف اور خلف سے کہ یہ خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے تھا اس برس میں واسطے رد کرنے اعتقاد اہل جاہلیت کے کہ حج کے مہینوں میں عمرے کو حرام جانتے تھے تو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اعتقاد کو رد کر دیا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہے۔ (نووی)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي

اس آیت کا بیان کہ حج کے کئی مہینے ہیں معلوم پھر جس نے لازم کر لیا فرض حج تو بے پردہ ہونا نہیں عورت سے نہ گناہ کرنا نہ جھگڑا کرنا حج میں' تجھ سے پوچھتے ہیں چاند

الْحَجّ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجّ﴾ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحَجَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَّا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ إِلَّا فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَكَرِهَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُّحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ أَوْ كَرْمَانَ.

کا نیا نکلنا تو کہہ یہ وقت ٹھہرے ہیں واسطے لوگوں کے اور واسطے حج کے' اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حج کے مہینے شوال ہے اور ذیقعدہ ہے اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسلام کے طریقہ سے یہ ہے کہ نہ احرام باندھے ساتھ حج کے مگر حج کے مہینوں میں' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکروہ رکھا یہ کہ احرام باندھے کوئی خراسان یا کرمان سے۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ اشہر الحج کے تین مہینے ہیں اول ان کا شوال ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ پورے تین مہینے ہیں یہی منقول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ دو مہینے پورے ہیں اور تیسرے کا بعض ہے یہی قول باقی سب علماء کا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی کا دن بھی ان میں داخل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ قربانی کا دن ان میں داخل نہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ وغیرہم اصحاب اور تابعین سے کہتے ہیں کہ حج کا احرام ان مہینوں میں ہونا شرط ہے اور نہیں درست ہے احرام حج کا مگر بیچ ان کے۔ (فتح) اور پہلے گزر چکا ہے کہ اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حج کے احرام میں تقدم زمانے درست نہیں۔ (فتح)

١٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مَّعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ

١٤٥٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے مہینوں میں اور حج کی راتوں میں اور حج کے حالات میں یعنی اس کے ممنوعات میں سو ہم سرف میں اترے کہ نام ہے ایک جگہ کا دس میل مکہ سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے سو فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اور وہ دوست رکھے یہ کہ گردانے حج کو عمرہ تو چاہیے کہ کرے اور جس کے ساتھ قربانی ہو تو وہ حج کو عمرہ نہ کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو بعض اصحاب نے اس کو عمرہ گردانا اور بعض نے نہ گردانا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ

الْهَدْیُ فَلا قَالَتْ فَالْاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهٖ قَالَتْ فَأَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَكَانُوْا أَهْلَ قُوَّةٍ وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْیُ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ يَا هَنْتَاهُ قُلْتُ سَمِعْتُ قَوْلَكَ لِأَصْحَابِكَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّيْ قَالَ فَلا يَضُرُّكِ إِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنَاتِ اٰدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ فَكُوْنِيْ فِيْ حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْزُقَكِيْهَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فِيْ حَجَّتِهٖ حَتّٰى قَدِمْنَا مِنًى فَطَهَرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِّنًى فَأَفَضْتُ بِالْبَيْتِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ فِي النَّفْرِ الْاٰخِرِ حَتّٰى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهٗ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا ثُمَّ ائْتِيَا هَا هُنَا فَإِنِّيْ أَنْظُرُكُمَا حَتّٰى تَأْتِيَانِيْ قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغْتُ وَفَرَغْتُ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُهٗ بِسَحَرَ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتُمْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاٰذَنَ بِالرَّحِيْلِ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ ضَيْرِ مِنْ ضَارَ يَضِيْرُ ضَيْرًا وَيُقَالُ ضَارَ يَضُوْرُ ضَوْرًا وَضَرَّ

کے بعض اصحاب پس قوی تھے کہ محرمات سے بچنے کی قوت رکھتے تھے سو وہ عمرے پر قادر نہ ہوئے کہ ان کے ساتھ قربانی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں روتی تھی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتی ہے اے سادی عورت!؟ میں نے کہا میں نے آپ کی بات سنی جو آپ نے اپنے اصحاب سے کہی سو میں عمرے سے منع کی گئی ہوں فرمایا کیاں حال ہے تیرا میں نے کہا میں نماز نہیں پڑھتی ہوں یعنی میں نماز سے رک گئی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو یہ کچھ ضرر نہیں دیتا کہ آدم کی بیٹیوں میں سے تو بھی ایک عورت ہے جو چیز اللہ نے ان پر ٹھہرائی ہے سو تجھ پر لکھی یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے سو تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ اور ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں یعنی سوائے طواف خانہ کعبہ کے کہ وہ حیض کی حالت میں درست نہیں عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو عمرہ نصیب کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم حج ادا کرنے کے لیے عرفات کی طرف نکلے یہاں تک کہ منیٰ میں آئے سو میں حیض سے پاک ہوئی پھر میں نے منیٰ سے نکل کر خانہ کعبہ کا طواف کیا یعنی طواف زیارت پھر میں اخیر نفر میں یعنی تیرھویں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ سے نکلی یہاں تک کہ ہم محصب میں کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مکہ اور منیٰ کے اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جا پس چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے پھر عمرے سے فارغ ہو کر دونوں یہاں چلے آؤ کہ میں تمہارا منتظر ہوں یہاں تک کہ تم میرے پاس آؤ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم حرم سے باہر نکلے یہاں تک کہ جب ہم دونوں طواف سے فارغ ہوئے تو میں

يَضُرُّ ضَرًّا.

حضرت ﷺ کے پاس سحری کے وقت آئی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم فارغ ہو چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب میں کوچ کا حکم دیا سو لوگوں نے کوچ کیا سو حضرت ﷺ مدینے کی طرف روانہ ہوئے، امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یضیر کا لفظ باب ضار یضیر ضیرا سے ہے اور ضار یضور ضورًا بھی کہتے ہیں اور ضر یضر ضرا بھی کہا جاتا ہے یعنی باب تین وجہ سے آتا ہے اجوف یائی اور واوی اور مضاعف، نفر کہتے ہیں منیٰ سے پھرنے کو کہ حاجی گروہ گروہ ہو کر منیٰ سے پھرتے ہیں اور یہ دو بار ہوتا ہے ایک بارھویں ذی الحجہ کو اور ایک تیرھویں کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کے مہینے ان کے نزدیک معلوم اور مشہور تھے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم حج کے مہینوں میں نکلے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ التَّمَتُّعِ وَالْإِقْرَانِ وَالْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ.

تمتع اور قران اور افراد کا بیان اور حج کا فسخ کرنا اس کو جس کے ساتھ قربانی نہ ہو۔

فائدہ: حج کرنے والے تین قسم پر ہیں ایک تو متمتع ہے اور متمتع وہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے اول عمرے کا احرام باندھے اور خانہ کعبہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے پھر بال کترا کر حلال ہو جائے اور احرام کھول ڈالے اور مکہ میں بیٹھا رہے پھر آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو احرام حرم سے باندھ کر حج ادا کرے اور دوسرا قارن ہے اور قارن وہ ہے کہ حج اور عمرے دونوں کا اکٹھا احرام باندھے اور ایک احرام سے دونوں ادا کرے یا پہلے عمرے کا احرام باندھے پھر طواف سے پہلے حج کو اس میں داخل کرے یا اس کے بالعکس کرے لیکن ان دونوں میں اختلاف ہے اور تیسرا مفرد ہے اور مفرد وہ ہے کہ صرف حج کا احرام باندھے پھر عمرہ کرے فتح الباری میں لکھا ہے کہ سلف کے عرف میں قران کو بھی تمتع کہتے ہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آیت ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾ میں بھی تمتع مراد ہے کہ حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرے پھر حج کرے اور حج کو فسخ کر کے عمرہ کرنا یہ بھی تمتع ہے اور قران میں یہ کہے لبيك بحج وعمرة یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں اے الٰہی! ساتھ حج اور عمرے کے اور اس کے جائز ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور افراد میں یہ کہے لبيك بحج اور فسخ حج کا یہ ہے کہ اول حج کا احرام باندھے پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پس ہوگا تمتع اور اس کے جواز میں اختلاف ہے، انتہی۔ (فتح)

١٤٥٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَّحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِيْ مَعَ أَخِيْكِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِيْ إِلَّا حَابِسَتَهُمْ قَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى أَوَ مَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَا بَأْسَ انْفِرِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَقِيَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ مِّنْهَا.

۱۴۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حج کو نکلے اور نہ گمان کرتے تھے ہم مگر یہ کہ یہ حج کا احرام ہے سو جب ہم مکہ میں آئے تو ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا سو حکم دیا حضرت ﷺ نے یہ کہ جو قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ عمرہ کر کے حج کا احرام کھول ڈالے سو جو قربانی ساتھ نہ لایا تھا اس نے احرام کھول ڈالا اور حضرت ﷺ کی بیویاں قربانی ساتھ نہ لائی تھیں سو انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو حیض ہوا سو میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا سو جب محصب کی رات آئی جب کہ آپ محصب میں اترے تو میں نے کہا یا حضرت! لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے پھرے ہیں اور میں صرف حج کر کے پھری ہوں یعنی میرا عمرہ فوت ہوا فرمایا جب سے ہم مکہ میں آئے ہیں تو نے طواف نہیں کیا میں نے کہا نہیں' فرمایا تو اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم میں جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر پھر جگہ وعدے تیرے کی فلانی فلانی ہے کہ وہاں مجھ کو آ ملنا' صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتی اپنے آپ کو مگر کہ لوگوں کو روکنے والی ہوں یعنی اس واسطے کہ مجھ کو حیض آیا ہے اور میں نے طواف وداع نہیں کیا فرمایا کہ اللہ اس کو ہلاک اور زخمی کرے کیا تو نے طواف زیارت نہیں کیا؟ اس نے کہا کیوں نہیں فرمایا کچھ ڈر نہیں چل کہ طواف وداع حائضہ سے ساقط ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ ملے اس حال میں کہ آپ مکہ سے چڑھنے والے تھے اور میں اس کی طرف اترنے والی تھی یا کہا کہ میں اس سے چڑھنے والی تھی اور آپ اترنے والے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے' وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث

سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور باقی سب اصحاب نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا لیکن دوسرے عروہ کی روایت میں آیا ہے کہ ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض نے دونوں کا اور بعض نے صرف حج کا سو پہلی روایت اس پر محمول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جاہلیت کا دستور بیان کیا کہ حج کے دنوں میں عمرہ جائز نہ رکھتے تھے پس نکلے اس حال میں کہ نہ پہچانتے تھے مگر صرف حج کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی وجہیں ان کو بتلائیں اور بیان فرمایا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا اسود کی حدیث اس پر محمول ہے پھر حج کو فسخ کر کے عمرے کا احرام باندھا پس متمتع ہوگئیں عروہ کی حدیث اس پر محمول ہے پھر جب ان کو حیض ہوا تو اس وجہ سے کعبے کا طواف نہ کر سکیں تو حج کا احرام باندھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کما سیاتی تو اس صورت میں قارن ہوئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے بعد ان کو تنعیم سے عمرہ کرنے کو فرمایا واسطے خوش کرنے دل ان کے کو کہ عمرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کعبے کا طواف نہ کیا تھا، واللہ اعلم، هذا ماتيسر لي من تلخيص ما في فتح الباری.

١٤٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

١٤٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اور بعض نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا سو جس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو نہ حلال ہوئے یہاں تک کہ قربانی کا دن ہوا۔

١٤٦١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُّجْمَعَ

١٤٦١۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاضر ہوا میں پاس عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے یعنی حج میں سو عثمان رضی اللہ عنہ تمتع سے منع کرتے تھے اور اس سے کہ حج اور عمرے دونوں کو جمع کیا جائے یعنی قران سے سو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے ہیں تو دونوں کا احرام

بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَاٰى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ.

باندھا اور کہا لبیك بحجة وعمرة اور کہا کہ حضرت ﷺ کی سنت کسی کے کہنے سے نہ چھوڑوں گا۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو تمتع اور قران سے منع کرتے تھے لیکن ان کی یہ غرض نہیں تھی کہ تمتع اور قران مطلق درست نہیں بلکہ ان کی یہ غرض تھی کہ لوگ افراد کے ساتھ عمل کریں کہ وہ ان سے افضل ہے واسطے زیادہ ہونے ثواب کے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قران کیا اور دونوں کا اکٹھا احرام باندھا کہ دوسرا کوئی آدمی عثمان رضی اللہ عنہ کی نہی کو حرمت پر حمل نہ کرے اور یہ نہ سمجھ لے کہ تمتع اور قران بالکل درست نہیں سو اس کے جواز کو شائع کر دیا اور نسائی کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ران کے اصحاب نے تمتع کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو منع نہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ نے تمتع کیا' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے نہیں سے رجوع کیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید لازم نہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ پر انکار نہ کیا اور یہ کہ عالم کے پاس جو علم ہو اس کو ظاہر کرے اور لوگوں میں پھیلا دے، انتہیٰ۔ (فتح) اور اگر کوئی کہے کہ خلاف عثمان رضی اللہ عنہ کا تمتع میں تھا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قران کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمتع بھی جائز ہو تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد متعہ سے عمرہ ہے اشہر الحج میں ہو یا اس سے پہلے ہو اور برابر ہے کہ حج کے ضمن میں ہو یا تنہا اور چونکہ متعہ میں ایک قسم کی تخفیف ہے جیسے کہ قران میں ہے تو دونوں کا حکم ایک ہے اور قران کا جواز اس کے جواز کو مستلزم ہے۔

١٤٦٢ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُوْرِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَا الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

١٤٦٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت والوں کا دستور تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو زمین میں بہت بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کو صفر گردانتے تھے یعنی صفر کو حرام کے مہینوں میں داخل کرتے تھے اور محرم کو حرام کے مہینوں سے خارج کرتے تھے تا کہ پے در پے حرام کے تین مہینے جمع نہ ہوں اور ایک دوسرے کی لوٹ سے یکبارگی باز نہ رہیں اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ اچھی ہوئی اور زخم کا اثر دور ہوا جو کہ راہ چلنے سے اونٹوں کی پیٹھ پر پڑ جاتا تھا اور صفر کا مہینہ کہ دراصل وہ محرم تھا تمام ہوا تو عمرہ کرنے والے کو عمرہ حلال ہوا سو حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو مکہ

أَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ.

میں آئے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے سو حکم دیا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ گردانیں حج کو عمرہ یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں' اصحاب نے عرض کیا کہ یہ کونسا حلال ہونا ہے؟ یعنی احرام اتار ڈالنے سے ہم کو کون سی چیزیں درست ہوں گی فرمایا تمام چیزیں تم کو حلال ہو جائیں گی یہاں تک کہ عورتوں سے جماع کرنا بھی۔

فائدہ: حرام کے مہینے چار ہیں ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب ان چار مہینوں میں ایک دوسرے سے لڑنا حرام تھا پس جاہلیت کے وقت یعنی حضرت ﷺ کے زمانے سے پہلے کافروں کا دستور تھا کہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور ایک دوسرے کو جبرًا لوٹ لیتے تھے کوئی مسافر راہ چلنے نہ پاتا تھا آپس میں سخت کشت خون ہوتی تھی لیکن جب حرام کے مہینے آتے تو آپس میں ایک دوسرے کی مار دھاڑ سے باز رہتے تھے تمام ملک میں امن ہو جاتا تھا کوئی کسی سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا تھا کفار ان مہینوں حرام کی بڑی تعظیم کرتے تھے لیکن ان کی ضلالت تھی کہ جب محرم میں لڑنے کی ضرورت پڑتی تو اس کا نام صفر رکھ کر اس میں لڑتے تھے اور اس کی حرمت صفر پر ڈال دیتے تھے سو اللہ نے اس پر ان کی تضلیل کی اور فرمایا کہ کافر گمراہ ہیں کہ حرام کے مہینے کو تاخیر کر دیتے ہیں اور ایک ضلالت ان کی یہ تھی کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بڑا گناہ جانتے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کے اس اعتقاد کو باطل کیا اور بیان کیا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہے' اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ وجہ تعلق جواز عمرے کی ساتھ گزرنے صفر کے باوجودیکہ محرم اور صفر حج کے مہینوں میں سے نہیں یہ ہے کہ جب انہوں نے محرم کو صفر ٹھہرایا اور اکثر اوقات اپنے شہروں میں نہ ٹھہرتے اور نہیں اچھے ہوتے تھے اونٹ ان کے مگر نزدیک گزرنے اس کے تو انہوں نے اس کو اشہر حج کے ساتھ ملایا بطور تبعیت کے عمرے کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ محرم کو گردانا جو کہ دراصل صفر تھا اور عمرہ ان کے نزدیک غیر اشہر الحج میں تھا، انتہی ملخصا۔

١٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِالْحِلِّ.

۱۴۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یمن سے حضرت ﷺ کے پاس آیا سو حکم دیا مجھ کو حضرت ﷺ نے ساتھ اتار ڈالنے احرام کے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالوں۔

١٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۱۴۶۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا

مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ فرمایا میں نے اپنا سر گوند وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہے یعنی میں اپنے ساتھ قربانی لایا ہوں سو میں احرام نہ اتاروں گا یہاں تک کہ منیٰ میں قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی ہدی ساتھ لایا ہو وہ عمرے کے ساتھ حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ تمام حج سے فارغ ہو اور قربانی ذبح کرے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا اور جاننا چاہیے کہ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ مفرد تھے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ متمتع تھے اور اکثر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے سو تطبیق ان روایتوں میں اس طور سے ہے کہ درحقیقت تو حضرت ﷺ قارن تھے یعنی پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر عمرے کو حج پر داخل کیا یہ معنی نہیں کہ ابتدا ہی سے حضرت ﷺ نے دونوں کا احرام باندھا تھا اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کبھی فقط لبیک بحجة کہتے ہوں اور کبھی بحجة وعمرة اور کبھی بعمرة سو جس نے جو سنا وہی یاد رکھا پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور اسحاق بن راھویہ کا مذہب یہ ہے کہ قران افضل ہے افراد اور تمتع سے اور یہی ہے قول ایک جماعت اصحاب اور تابعین کا اور یہی قول مختار ہے نزدیک مزنی اور ابن منذر اور ابو اسحاق کے اور ایک جماعت اصحاب اور تابعین وغیرہ کے نزدیک تمتع افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تینوں برابر ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر قربانی ساتھ لایا ہو تو قران افضل ہے اور اگر قربانی ساتھ نہ لایا ہو تو تمتع افضل ہے اور جس کا یہ ارادہ ہو کہ میں پھر از سر نو اپنے وطن سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ کروں گا تو اس کے واسطے افراد افضل ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے طرف انصاف کے اور زیادہ تر موافق ہے ساتھ حدیثوں کے اور بعض ان حدیثوں مختلفہ میں اس طور سے تطبیق دیتے ہیں کہ جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت ﷺ مفرد تھے قارن نہ تھے وہ حدیث محمول ہے اول حال پر کہ ابتدا میں آپ مفرد تھے قارن نہ تھے اور جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ آپ متمتع تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے تمتع کا حکم اپنے اصحاب کو دیا اور جس حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے تو وہ محمول ہے اخیر حال پر کہ اخیر میں آپ نے عمرے کو حج میں داخل کیا اور اسی پر ثابت رہے یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے، شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تطبیق سب سے معتبر ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

١٤٦٥ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا

١٤٦٥۔ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تمتع

أَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَمَرَنِي فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ لِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَقِمْ عِنْدِي فَأَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِمَ فَقَالَ لِلرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتُ.

کیا سو کچھ لوگوں نے مجھ کو اس سے منع کیا سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سو حکم دیا مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمتع کرنے کا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک مرد مجھ کو کہتا ہے کہ تیرا حج مقبول ہے اور تیرا عمرہ بھی قبول ہے سو میں نے یہ خواب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمتع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ کر کے احرام کھول دیتا پھر کیوں قبول نہ ہو پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو کہا کہ تو میرے پاس ٹھہر جا اور میں تیرے واسطے اپنے مال میں کچھ حصہ مقرر کر دوں گا شعبہ نے کہا پس ابو جمرہ نے کہا کہ کیوں ابن عباس تمہارے واسطے اپنے مال سے حصہ مقرر کرتے تھے؟ سو کہا ابو جمرہ نے واسطے اس خواب کے کہ میں نے دیکھی اور موافق سنت کے پڑی۔

١٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ قَالَ قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ لِي أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ تَصِيرُ الْآنَ حَجَّتُكَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلٰى عَطَآءٍ أَسْتَفْتِيهِ فَقَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ وَقَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا ثُمَّ أَقِيمُوا حَلَالًا حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي

١٤٦٦۔ حضرت ابو شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آٹھویں تاریخ سے تین دن پہلے مکہ میں آیا اس حال میں کہ میں متمتع تھا تو مجھ کو بعض لوگوں نے کہا کہ اب تیرا حج کیا ہوگا؟ یعنی اس میں کم ثواب ہوگا کہ تو نے تمتع کیا اب تو حج کا احرام مکے سے باندھے گا تو میں یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے عطاء کے پاس گیا سو عطاء نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا جس دن قربانی ساتھ لی اور اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ کعبے کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام اتار ڈالو اور اپنے بال کترواؤ پھر حلال ہو کر مکہ میں ٹھہرے رہو یہاں تک کہ جب آٹھویں ذی الحجہ کا دن ہو تو حج کا احرام باندھ لو اور جس کے ساتھ تم آئے ہو یعنی حج مفرد جس کا تم

قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوْا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوْا مَا أَمَرْتُكُمْ فَلَوْلَا أَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ أَمَرْتُكُمْ وَلٰكِنْ لَّا يَحِلُّ مِنِّيْ حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَفَعَلُوْا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ شِهَابٍ لَيْسَ لَهٗ مُسْنَدٌ إِلَّا هٰذَا.

نے احرام باندھا ہے اس کو متعہ گردانو یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالنا اصحاب نے کہا کہ ہم اس کو کس طرح متعہ کر ڈالیں حالانکہ ہم نے اس کا نام حج رکھا اور حج کی نیت سے احرام باندھا یعنی یہ کس طرح درست ہو گا حضرت ﷺ نے فرمایا جیسے میں نے تم کو حکم دیا سو کرو اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لایا ہوتا تو البتہ کرتا مانند اس کی کہ حکم دیا ہے تم کو لیکن مجھ کو کوئی چیز حلال نہیں ہو گی یعنی جو کہ بہ سبب احرام کے حرام ہوئی ہے یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچے پس انہوں نے یوں ہی کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ قربانی ذبح کرے منیٰ میں، اور شافعیہ اور مالکیہ اس کے مخالف ہیں۔

١٤٦٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَّعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُمَا بِعُسْفَانَ فِي الْمُتْعَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيْدُ إِلَّا أَنْ تَنْهٰى عَنْ أَمْرٍ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا.

١٤٦٧۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تمتع میں جھگڑے اور وہ دونوں عسفان میں تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا چھتیس میل مکہ سے سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ایسے فعل سے کیوں منع کرتا ہے جس کو حضرت ﷺ نے کیا پس کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ چھوڑ مجھ کو اپنے آپ سے یعنی مجھ سے جھگڑا نہ کرو سو جب کہ علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہی بات حق ہے تو حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا۔

فائدہ: مراد حضرت ﷺ کے کرنے سے یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو اس کے کرنے کا حکم دیا اور باقی بیان اس کا اوپر مذکور ہو چکا ہے فارجع الیہ اور اس باب کی حدیثوں سے ترجمہ کے سب مسئلے ثابت ہوتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے تو فسخ اور افراد معلوم ہوتا ہے اور حضرت ﷺ کی حدیث سے تمتع اور قران معلوم سمجھا جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی فسخ سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی فسخ معلوم ہوتا ہے اور حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی حج اور عمرے کے ساتھ تمتع کرے اور قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ منیٰ میں قربانی ذبح کرے اور اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی پر دلالت

کرتی ہے اور اسی طرح دوسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع جائز ہے اور اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی، وفیه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَبّٰی بِالْحَجِّ وَسَمَّاهُ.

اگر کوئی صرف حج کا تلبیہ کہے اور اس کا نام لے یعنی حج کا تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

١٤٦٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً.

١٤٦٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو آئے اور ہم صرف حج کا تلبیہ کہتے کہ لبیک بالحج یعنی ہم نے صرف حج کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا اس کے فسخ کرنے کا سو ہم نے عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے کہ عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

بَابُ التَّمَتُّعِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمتع کرنے کا بیان۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے اگرچہ بعد کو جواز پر امر قرار پایا۔ (فتح)

١٤٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَآءَ.

١٤٦٩۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمتع کیا اور اس کے جواز کے ساتھ قرآن اترا یعنی ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾ الْاٰيَةَ اور ایک مرد یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے جو اپنی رائے سے چاہا کہا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمتع کرنا درست ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں نے تمتع کیا، وفیه المطابقة للترجمة لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمتع سے منع کرتے تھے تا کہ لوگ افراد پر عمل کریں کہ افراد ان کے نزدیک افضل تھا ان کی یہ غرض نہیں تھی کہ تمتع کرنا جائز نہیں بلکہ درحقیقت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو جائز رکھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے بھی موافق عمر رضی اللہ عنہ کے تھی پس تمتع کے اصل جواز میں کسی کو اختلاف نہیں اور اس حدیث میں رد ہے

ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ جس متعہ سے عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے وہ فسخ کرنا حج کا ہے ساتھ عمرے کے اس لیے کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ وہ متعہ حج کا تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا قران کا ساتھ قرآن کے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور یہ کہ جائز ہے فسخ کرنا اس کا ساتھ حدیث کے وفیہ اختلاف اور وجہ دلالت کی اس حدیث سے اس طور پر ہے کہ راوی نے کہا کہ آپ نے متعہ سے منع نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تو منع ہو جاتا اور یہی معنی نسخ کا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجماع ناسخ نہیں ہوسکتا کہ راوی سے وجوہ منع کی آیت اور حدیث میں حصر کریں اور یہ کہ جائز ہے انکار بعض مجتہدین کا بعض پر ساتھ نص کے اور یہ کہ اصحاب بعض احکام میں اجتہاد کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ یہ حکم قربانی یا دس روزوں کا ہے اس کے ہے جس کے گھر والے نہ رہتے ہوں مسجد حرام کے پاس۔

فائدہ: یعنی حج اور عمرے کے ساتھ تمتع کرنے والے پر اس وقت قربانی آتی کہ مکہ میں نہ رہتا ہو اس واسطے کہ مکے کے رہنے والوں پر قربانی نہیں۔

وَقَالَ أَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَرَّآءُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ أَهَلَّ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَهْلَلْنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا إِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً إِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْنَا النِّسَآءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَقَالَ مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کا حکم پوچھا کہ درست ہے یا نہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین اور انصار اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی حج کا احرام باندھا سو جب ہم مکے کے قریب پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کر ڈالو مگر جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ احرام نہ کھولے سو ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور پھر ہم نے احرام اتارا اور عورتوں سے صحبت کی اور جدید کپڑے پہنے اور فرمایا کہ جس نے ہدی کے گلے میں ہار ڈالا ہو اس کو احرام کھولنا درست نہیں یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ منیٰ میں پہنچ کر ذبح ہو جائے پھر آٹھویں ذی الحجہ کی ظہر کے بعد

ثُمَّ أَمَرَنَا عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ أَنْ نُهِلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمَنَاسِكِ جِئْنَا فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ تَمَّ حَجُّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْيُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ﴾ إِلٰى أَمْصَارِكُمْ الشَّاةُ تَجْزِئُ فَجَمَعُوْا نُسُكَيْنِ فِيْ عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْزَلَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ وَسَنَّهٗ نَبِيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَاحَهٗ لِلنَّاسِ غَيْرَ أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ اللّٰهُ ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ وَأَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ فَمَنْ تَمَتَّعَ فِيْ هٰذِهِ الْأَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ أَوْ صَوْمٌ وَالرَّفَثُ الْجِمَاعُ وَالْفُسُوْقُ الْمَعَاصِيْ وَالْجِدَالُ الْمِرَآءُ.

حضرت ﷺ نے ہم کو حج کے احرام باندھنے کا حکم دیا سو جب ہم حج کے افعال سے فارغ ہوئے تو آئے سو ہم نے کعبہ کا طواف کیا او رصفا اور مروہ کے درمیان دوڑے سو ہمارا حج تمام ہوا اور واجب ہوئی ہم پر قربانی ذبح کرنی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جو میسر ہو قربانی کرے پھر جس کو میسر نہ ہو تو تین روزے رکھے حج کے دنوں میں اور سات روزے جب پھر کر جاؤ طرف اپنے شہروں کے اور بکری کی قربانی کافی ہے سو لوگوں نے ایک سال میں دو عبادتیں جمع کیں یعنی حج اور عمرہ دونوں ساتھ ہی ادا کیے پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا حکم اتارا اور حضرت ﷺ نے اس کو مشروع اور مباح کیا سوائے مکے والوں کے اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم اس کو ہے جس کے گھر والے نہ رہتے ہوں پاس مسجد حرام کے اور حج کے مہینے جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا شوال ہے اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ سو جو کوئی ان مہینوں میں تمتع کرے تو واجب ہوتا ہے دم یعنی ذبح کرنا جانور کا یا روزہ اور رفث کی معنی ہیں عورت سے جماع کرنا اور فسوق کے معنی ہیں گناہ کرنا اور جدال کے معنی لڑائی ہیں۔

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ حاضری المسجد کے معنی میں سلف کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے فقط اہل مکہ ہیں یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے طحاوی نے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے اہل حرام ہیں یہ قول طاؤس اور ایک جماعت کا ہے اور یہی ظاہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتے ہوں وہ مراد ہیں یہ قول مکحول کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور جدید قول یہ ہے کہ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو مسافت قصر سے اندر رہتے ہوں اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد اس سے اہل مکہ ومن حولھا ہیں سوائے اہل مناہل اور سوائے اہل منیٰ اور عرفہ کے اور یہ جو کہا کہ آٹھویں ذی

الحجہ کوظہر کے بعد حج کا احرام باندھیں سو اس میں رد ہے حنفیہ پر کہ ان کے نزدیک مستحب ہے مقدم کرنا آٹھویں پر اور شافعیہ کے نزدیک خاص ہے استحباب اس کا ساتھ دن ترویہ کے بعد زوال کے اور یہ جو فرمایا کہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں بعد احرام کے پہلے دن نحر کے تین روزے رکھے اور اخیر دن اس کا عرفہ ہے یعنی ساتویں آٹھویں نویں کو رکھے اور اگر ان دنوں میں نہ رکھے تو دن نحر کے بعد تشریق کے تین دنوں میں رکھے یعنی گیارھویں بارھویں تیرھویں یہ قول زہری اور اوزاعی اور مالک کا ہے اور قدیم قول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی ہے اور جدید قول یہ ہے کہ نہ رکھے کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اور سات دن جب کہ پھرے طرف اہل اپنے کی یعنی فارغ ہو افعال حج سے اگرچہ مکہ میں ہو اور حنفیہ کے نزدیک اہل مکہ کا متعہ نہیں پس نہ ان پر قربانی ہے اور نہ روزے بعض کہتے ہیں کہ اہل مکہ کو تمتع کرنا درست ہے لیکن ان پر فدیہ نہیں اور جو کوئی غیر اشہر الحج میں عمرہ کرے اس کو متمتع نہیں کہا جاتا اور نہ اس پر دم آتا ہے اور اسی طرح مکہ والے کو بھی جمہور کے نزدیک متمتع نہیں کہا جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ جو کوئی حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر اپنے شہر کی طرف پھر جائے اور وہاں سے پھر آ کر حج کرے یہ قول حسن بصری کا ہے اور یہ مبنی ہے اس بات پر کہ تمتع جمع ہونا حج اور عمرے کا ہے حج کے مہینوں میں لیکن جمہور کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ حاجی حج اور عمرے دونوں کو ایک سفر میں جمع کرے حج کے مہینوں میں ایک سال اور یہ کہ عمرہ حج سے پہلے کرے اور یہ کہ مکہ میں رہنے والا نہ ہو اور اگر ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی موجود نہ ہو تو وہ تمتع نہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الْاِغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ. جب کوئی احرام باندھ کر مکہ میں آئے تو غسل کرے۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ مکہ میں داخل ہونے کے وقت نہانا سب علماء کے نزدیک مستحب ہے اور اس کے ترک کر فدیہ نہیں اور اکثر کہتے ہیں کہ اس کے بدلے وضو بھی کافی ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر غسل سے عاجز ہو تو تیمم کر لے، انتہی۔ (فتح)

١٤٧٠ ۔ حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِیْ طِوًى ثُمَّ يُصَلِّیْ بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١٤٧٠۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب داخل ہوتے نزدیک زمین حرم کے تو لبیک کہنے سے باز رہتے پھر مقام ذی طویٰ میں رات کاٹتے پھر اس میں صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور حدیث بیان کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فعل کرتے یعنی غسل کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا مستحب ہے، وفیه المطابقة للترجمة اور ذی طویٰ ایک جگہ کا نام ہے قریب مکہ کے اندر حرم کے۔

بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ نَهَارًا أَوْ لَيْلًا.

دن کو یا رات کو مکے میں داخل ہونے کا بیان۔

١٤٧١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهٗ.

۱۴۷۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طویٰ میں رات کاٹی یہاں تک کہ صبح کی پھر مکہ میں داخل ہوئے یعنی بعد نماز فجر کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہ فعل کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے داخل ہونا مکہ میں دن کو، وفیه المطابقة للترجمة اور رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کبھی داخل نہیں ہوئے مگر عمرہ جعرانہ میں کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو مکہ میں داخل ہوئے اور پھر رات ہی میں پلٹ گئے اور نخعی نے کہا کہ لوگ مستحب رکھتے تھے یہ کہ مکہ میں دن کو داخل ہوں اور رات کو نکلیں، انتہیٰ۔ (فتح)

بَابُ مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ.

کس راہ سے مکہ میں داخل ہو؟۔

١٤٧٢ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى.

۱۴۷۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوتے مکہ میں اونچے ثنیہ یعنی پہاڑی کی طرف سے کہ بطحاء میں ہے اور نکلتے نیچے ثنیہ کی طرف سے کہ مکہ سے نیچے ہے۔

بَابُ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ.

مکہ سے کس راہ سے نکل کر اپنے وطن کو جائے؟

١٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى قَالَ

۱۴۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے کدا یعنی اونچے ثنیہ کی طرف سے جو بطحاء میں ہے اور نیچے ثنیہ کی طرف سے باہر نکلے یعنی ایک راہ سے آتے اور دوسری راہ سے کہ اس کے مقابل ہے جاتے۔

أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يُقَالُ هُوَ مُسَدَّدٌ كَاسْمِهٖ.

١٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَآءَ إِلٰى مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

۱۴۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے تو بلندی کی طرف سے اس میں داخل ہوئے کہ اس طرف ذی طویٰ اور مقبرہ معلیٰ ہے اور اس کے نیچے کی طرف سے نکلے۔

١٤٧٥ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ وَخَرَجَ مِنْ كُدًا مِّنْ أَعْلٰى مَكَّةَ.

۱۴۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں کدا کی طرف سے داخل ہوئے کہ ایک پہاڑ ہے نزدیک مکہ کے اور نکلے کدی اونچی طرف مکہ کی سے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر میں پہلی حدیثوں کے مخالف ہے لیکن کرمانی نے کہا کہ یہ فتح مکہ کا ذکر ہے اور پہلی حدیثوں میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے، واللہ اعلم۔

١٤٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ عَلٰى كِلْتَيْهِمَا مِنْ كَدَآءٍ وَّكُدًا وَأَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ وَكَانَتْ أَقْرَبَهُمَا إِلٰى مَنْزِلِهٖ.

۱۴۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں کدا سے اونچی طرف سے داخل ہوئے ہشام نے کہا کہ عروہ دونوں طرف سے داخل ہوتے تھے کدا سے بھی اور کدی سے بھی اور اکثر اوقات کدی سے یعنی داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے گھر کی طرف سے نزدیک تھا۔

١٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ دَخَلَ

۱۴۷۷۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدا سے اونچی طرف سے داخل ہوئے اور عروہ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ مِّنْ أَعْلٰی مَكَّةَ وَكَانَ عُرْوَةُ أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ وَكَانَ أَقْرَبَهُمَا إِلٰی مَنْزِلِهٖ.

اکثر اوقات کدا کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے گھر کے بہت نزدیک تھا۔

١٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ أَقْرَبِهِمَا إِلٰی مَنْزِلِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَدَآءٌ وَكُدًا مَوْضِعَانِ.

۱۴۷۸۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں کدا کی طرف سے داخل ہوئے اور عروہ دونوں طرف سے داخل ہوتے تھے لیکن اکثر اوقات کدی کی طرف سے داخل ہوتے تھے کہ وہ ان کے گھر کے قریب تھا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کدا اور کدی دو جگہوں کا نام ہے کہ پاس ہیں مکہ کے۔

بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا.

مکہ کی فضیلت اور اس کے بنانے کا بیان۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَّاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّی وَّعَهِدْنَا إِلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهٗ إِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾.

اور اس آیت کا بیان اور جب ٹھہرایا ہم نے یہ گھر کعبہ جمع ہونے لوگوں کے اور پناہ اور کر رکھو جہاں کھڑا ہوا ابراہیم علیہ السلام نماز کی جگہ اور کہہ دیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو پاک کر رکھو گھر میرا واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب! کر اس کو شہر امن کا اور روزی دے اس کے لوگوں کو میوے جو کوئی ان میں سے یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اس کو بھی فائدہ دوں گا تھوڑے دنوں پھر اس کو قید کر بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور بری جگہ پہنچ ہے اور جب اٹھانے لگا ابراہیم علیہ السلام بنیادیں اس گھر کی اور اسماعیل علیہ السلام اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا، اے رب ہمارے! اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک امت حکم بردار اپنی اور دکھا ہم کو دستور

حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر تو ہی ہے اصل معاف کرنے والا مہربان۔

فائدہ: امن اور پناہ سے مراد یہ ہے کہ اس میں کسی کو لڑنا درست نہیں اور مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان ہے وہاں نماز پڑھنی مستحب ہے کہ وہاں سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ امر استحبابی ہے اس آیت سے مکہ کی بنیاد کا حال معلوم نہیں ہوا لیکن کعبہ کی بنیاد اس کی بنیاد کا سبب ہے پس ضمناً اس کے بنانے کا حال بھی معلوم ہوتا ہے، **وفيه المطابقة للترجمة وكذا الحال في مطابقة احاديث الباب** اور اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ خانہ کعبہ کے اندر ہر نماز پڑھنی درست ہے فرض ہو یا نفل اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فرض درست نہیں اور جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ ہم کو حج کے دستور دکھا تو جبرائیل علیہ السلام اترے اور ان کو طواف اور سعی اور وقوف عرفہ سکھایا پھر مزدلفہ میں آئے پھر منیٰ میں آخر تک۔ (فتح)

١٤٧٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ أَرِنِيْ إِزَارِيْ فَشَدَّهٗ عَلَيْهِ.

١٤٧٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس رضی اللہ عنہ پتھر اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے سو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنا تہہ بند مونڈھے پر رکھ لیں یعنی اس لیے کہ جاہلیت کے وقت ننگے ہونا معیوب نہ تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہ بند کھول کر اپنے مونڈھے پر رکھا تا کہ پتھروں کا صدمہ نہ پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو کر زمین پر گرے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگی رہیں پھر فرمایا کہ میرا تہ بند مجھ کو دو سو آپ نے اپنا تہ بند لے کر باندھا۔

فائدہ: طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جاہلیت کے وقت کعبہ اس قدر اونچا تھا کہ بکری کا بچہ اوپر سے کود جائے اور اس کے دو کونے تھے سو روم سے ایک کشتی آئی اور جدہ کے پاس آ کر ٹوٹ گئی قریش خبر پا کر نکلے کہ اس کی لکڑی لا کر کعبہ بنائیں اور روم کا ایک آدمی کشتی میں پایا وہ بڑھیا تھا سو لکڑی کو اور اس آدمی کو مکہ میں لائے تا کہ خانہ کعبہ بنائیں سو جب کعبہ کے پاس جاتے تھے تو وہاں سے ایک سانپ منہ کھولے ہوئے نکلتا تھا سو اللہ نے ایک جانور بھیجا کہ اس کو اٹھا کر کہیں جا پھینکے سو قریش نے کعبہ ڈھا کر اس کو پتھروں سے بنایا اور بیس ہاتھ اونچا کیا سو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے اور ان کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا

تہ بند کھول کر مونڈھے پر رکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر لے کر تہ بند باندھا۔ (فتح)

١٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أَلَمْ تَرٰى أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ.

١٤٨٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے جب کہ کعبہ بنایا تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت! آپ اس کو پھر بنایئے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یوں ہی کرتا' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے تو میں نہیں گمان کرتا حضرت ﷺ کو کہ آپ نے چھوڑا ہو چومنا ان دو رکنوں کا کہ متصل حطیم کے ہیں مگر اس سبب سے کہ خانہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنادوں پر پورا نہیں ہوا۔

فائدہ: خانہ کعبہ کے دو کونے شمال کی طرف ہیں حضرت ﷺ ان کو نہیں چومتے تھے اس سبب سے کہ کعبہ سے کچھ جگہ اتر کی طرف چھوڑی ہوئی ہے باہر عمارت سے پس یہ دو کونے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر نہیں۔

١٤٨١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ مِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا

١٤٨١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم خانہ کعبہ میں داخل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کہ انہوں نے اس کو کعبہ میں داخل کیوں نہ کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیری قوم یعنی قریش کا خرچ کم ہو گیا تھا تو خرچ کی کمی سے اس کو

لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهٖ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَآءُوْا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهٗ بِالْأَرْضِ.

ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد پر نہ بنا سکے اتر کی طرف سات ہاتھ جگہ چھوڑی میں نے کہا کیا حال ہے اس کے دروازے کا کہ بلند کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام تیری قوم نے کیا تا کہ جس کو چاہیں اس میں داخل کریں اور جس کو چاہیں باز رکھیں اور اگر تیری قوم کی جاہلیت کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں اس کو کعبہ میں داخل کرتا میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل انکار کریں اس سے کہ میں حطیم کو کعبہ میں داخل کروں اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ ملاؤں تا کہ ہر ایک آدمی کعبہ میں داخل ہو۔

١٤٨٢ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهٗ عَلٰى أَسَاسِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَآءَهٗ وَجَعَلَتْ لَهٗ خَلْفًا قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِيْ بَابًا.

١٤٨٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ ڈالتا پھر اس کو ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد پر بناتا کہ بیشک قریش نے اس کی بنیاد میں کمی کی اور میں اس کا دوسری طرح دروازہ بناتا یعنی زمین کے برابر جیسے کہ پہلے گزرا۔

١٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ وَأَلْزَقْتُهٗ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهٗ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهٖ

١٤٨٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں البتہ کعبہ کے ڈھانے کا حکم کرتا پس ڈھایا جاتا سو جو چیز کہ اس سے نکالی گئی ہے اس کو اس میں داخل کرتا یعنی حطیم کو اور اس کو زمین کے ساتھ ملاتا اور اس کے دو دروازے بناتا ایک پورب کی طرف اور ایک پچھم کی طرف اور اس کو میں ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر پہنچاتا پس یہ فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث ہوا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کے ڈھانے

أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى هَدْمِهٖ قَالَ يَزِيْدُ وَشَهِدْتُّ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهٗ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيْمَ حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ قَالَ جَرِيْرٌ فَقُلْتُ لَهٗ أَيْنَ مَوْضِعُهٗ قَالَ أُرِيْكَهُ الْاٰنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ فَقَالَ هَا هُنَا قَالَ جَرِيْرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا.

پر یزید نے کہا کہ میں حاضر تھا جب کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ (نواسہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے کعبہ کو ڈھایا اور اس کو از سر نو بنایا اور حطیم اس میں داخل کیا اور دیکھی میں نے بنیاد ابراہیم علیہ السلام کی پتھر مانند کوہان اونٹوں کی' جریر نے کہا کہ میں نے یزید سے کہا کہ بنیاد ابراہیم علیہ السلام کی کس جگہ سے ہے؟ اس نے کہا کہ میں تجھ کو وہ جگہ اب دکھاتا ہوں سو میں اس کے ساتھ حطیم میں داخل ہوا سو اس نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد اس جگہ ہے' جریر نے کہا کہ میں نے حطیم سے اندازہ کیا چھ ہاتھ یا مانند اس کی۔

فائدہ: جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو شام کا لشکر یزید بن معاویہ کی طرف سے ابن زبیر کے ساتھ لڑنے کو آیا سو یزید کے لشکر نے منجنیق سے کعبہ میں پتھر پھینکے اور آگ سے اس کو جلایا پھر جب یزید کا لشکر پلٹ گیا یزید کی موت سننے سے تو عبداللہ بن زبیر نے کعبہ کو ڈھا کر از سر نو بنایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حطیم کو اس میں داخل کیا اور اس کے دو دروازے بنائے ایک شرقی اور ایک غربی کہ ایک سے لوگ داخل ہوتے تھے اور دوسرے سے نکلتے تھے پھر جب عبدالملک بن مروان کے عہد میں حجاج اس کی طرف سے مکہ کا حاکم ہوا تو اس نے عبدالملک کے حکم سے حطیم کو کعبہ سے پھر باہر نکالا اور اس کا غربی دروازہ بھی بند کر دیا اور سابق بنا پر اس کو پھر بنایا کہتے ہیں کہ عبدالملک نے اس بات پر پھر بہت افسوس کیا کہ میں نے حجاج کو اس کی اجازت کیوں دی اور کہتے ہیں کہ کعبہ کے پرنالے سے لے کر حطیم کے انتہا تک سترہ ہاتھ جگہ ہے اور ایک ہاتھ کا ثلث سو اس میں سے دو ہاتھ اور ثلث ہاتھ کا حطیم کی دیوار چوڑی ہے اور باقی پندرہ ہاتھ جگہ حطیم کے اندر ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ تمام حطیم کعبہ کے اندر داخل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ تمام حطیم کعبہ کے اندر داخل نہیں بلکہ جس قدر اس میں سے کعبہ کے اندر داخل ہے وہ فقط سات ہاتھ کے برابر ہے اور باقی جگہ زائد ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے ترک کرنا مستحب امر کا اس خوف سے کہ بعض لوگوں کے فہم اس سے قاصر رہیں اور یہ کہ حاکم باز رہے ایسے امر سے کہ لوگ اس سے انکار کریں اور ضرر پیدا ہونے کا خوف ہو ان کے دین میں یا دنیا میں اور یہ کہ دفع مفسدہ کو مصلحت پر مقدم کیا جائے اور جب مفسدہ کا خوف نہ ہو تو مصلحت پر عمل کیا جائے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ

زمین حرم کی فضیلت کے بیان میں اور اس آیت کا بیان کہ سوائے اس کے نہیں کہ مجھ کو حکم ہوا یہ کہ عبادت کروں

حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَّأُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾.

رب اس شہر کے کی جس کو اللہ نے حرم کیا اور واسطے اسی کے ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہوا یہ کہ ہوں میں فرمانبرداروں سے' اور اس آیت کا بیان کہ کیا ہم نے جگہ نہیں دی حرم کعبہ میں کہ وہ امن دینے والا ہے ان کو قتل وغیرہ سے کھنچے جاتے ہیں طرف اس کی میوے ہر چیز کے اس حال میں کہ وہ روزی ہے ہمارے طرف سے لیکن بہت کافر نہیں جانتے۔

فائدہ: ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حرم کعبہ کی بڑی فضیلت ہے اس لیے کہ پہلی آیت میں ربوبیت کی نسبت مکے کی طرف کی ہے اور وہ نسبت واسطے شرافت کی ہے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس کو امن کی جگہ کیا کہ اس میں لڑائی اور لوٹ سے امن ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا.

۱۴۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ بیشک یہ شہر اللہ نے حرام کیا ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ شخص جو مشہور کرے اس کو لوگوں میں یعنی اگر مشہور کرنے کی غرض سے اٹھائے تو درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ کی بڑی فضیلت ہے کہ اس کے درخت وغیرہ کو چھیڑنا درست نہیں، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ تَوْرِيْثِ دُوْرِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَآئِهَا وَأَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَآءٌ خَاصَّةً لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَآءً الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ

مکہ کے گھروں کا وارث کرنا اور ان کا بیچنا اور خریدنا درست ہے، اور یہ کہ سب لوگ برابر ہیں مسجد حرام میں خاص کر واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہم نے بنائی سب لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر کا یعنی اہل مکہ وغیرہ اس میں سب

بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾.

برابر ہیں کسی کا زیادہ حق نہیں اور جو اس میں چاہے ٹیڑی راہ شرارت سے تو اس کو ہم چکھائیں گے ایک دکھ کی مار

فائدہ: فتح الباری میں لکھا ہے کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکہ تمام مباح ہے نہ اس کے گھروں کا بیچنا درست ہے اور نہ کرائے پر دینا درست ہے اور یہی منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری کا اور جمہور علماء کے نزدیک مکہ کے گھروں کو بیچنا اور خریدنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا اور یہی مختار ہے نزدیک طحاوی کے سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ مجاہد اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول اس باب میں ضعیف ہے، اور اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں مسجد حرام سے کون جگہ مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے فقط مسجد حرام ہے جو نماز کی جگہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے تمام حرم ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ مراد اس سے فقط مسجد مکہ کی ہے جو کعبہ کے گرد محیط ہے اور جس میں نماز جماعت ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر مراد اس سے تمام حرم لیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس میں کنواں اور قبر کھودنا اور پائخانے' پیشاب بیٹھنا بھی درست نہ ہو اور اسی طرح اس سے لازم آتا ہے کہ اس میں حائض اور جنبی کو داخل ہونا درست نہ ہو حالانکہ اس میں پائخانے اور پیشاب بیٹھنا اور حائض اور جنبی کا اس میں داخل ہونا بالاتفاق درست ہے اور اگر مسجد حرام سے مراد سب حرم ہوتا تو مکہ کے گھروں میں بھی اعتکاف بیٹھنا درست ہوتا حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں، انتہی ملخصا (فتح) پس معلوم ہوا کہ حرم میں سب لوگ برابر نہیں بلکہ جو جگہ جس کی ہے وہی اس کا مالک ہے غیر کا اس میں کچھ حق نہیں پس جائز ہے مالک کو بیچنا اور اس کا خریدنا، وفیہ المطابقة للترجمة.

قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ الْبَادِيَ الطَّارِئُ مَعْكُوفًا مَحْبُوسًا.

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بادی (جو اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی طاری ہیں یعنی مسافر اور معکوفا (یہ بھی قرآن کا لفظ ہے) کے معنی محبوسا ہیں یعنی روکی گئی۔

١٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ وَكَانَ عَقِيلٌ

١٤٨٥۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں اتریں گے؟ فرمایا عقیل نے کوئی گھر اور مکان چھوڑا ہے؟ اور عقیل اور طالب ابو طالب کے وارث ہوئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ ابو طالب کی کسی چیز کے وارث نہ ہوئے اس واسطے کہ وہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب کافر تھے۔

وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانُوْا يَتَأَوَّلُوْنَ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَنَصَرُوْا أُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ نُسِبَتِ الدُّوْرُ إِلٰى عَقِيْلٍ وَّتُوْرَثُ الدُّوْرُ وَتُبَاعُ وَتُشْتَرٰى.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا' اور ابن شہاب نے کہا کہ سلف اس آیت کی تفسیر یہ کرتے تھے کہ جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور لڑے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ گھروں کی نسبت عقیل کی طرف کی گئی اور وارث ہوئے جاتے ہیں گھر اور بیچے جاتے ہیں اور خریدے جاتے ہیں۔

فائدہ: ابو طالب کے چار بیٹے تھے عقیل اور طالب اور جعفر اور علی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی تو علی رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اس واسطے کہ وہ مسلمان ہو چکے تھے اور عقیل اس وقت تک ایمان نہ لایا تھا اس سبب سے مکہ میں رہ گیا اور اپنے باپ کا وارث ہوا اور مکانات بیچ ڈالے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ کے گھروں کو بیچنا اور خریدنا درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة. ابتدائے اسلام میں مہاجرین اور انصار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ اخیر آیت کے ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ یعنی ولایت سے مراد ولایت وراثت کی ہے پس میراث وہی لے گا جو ناتے والا ہے اگرچہ رفاقت قدیم دوسروں سے ہو اور مقصود ابن شہاب کا اس آیت سے یہ ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اس لیے کہ اخیر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مسلمان ہو کر ہجرت نہ کریں تب تک ایک دوسرے کا وارث نہیں ہو سکتا جیسے کہ اخیر آیت میں ہے ﴿حَتّٰى يُهَاجِرُوْا﴾ وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں اترنے کا بیان کہ مکہ میں آپ کس جگہ اترے تھے؟۔

١٤٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

١٤٨٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ قُدُوْمَ مَكَّةَ مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

نے فرمایا جب کہ مکہ میں آنے کا ارادہ کیا انشاء اللہ تعالیٰ کل منزل ہماری خیف بنی کنانہ میں ہو گی یعنی محصب میں جس جگہ کہ کافروں نے آپس میں قسمیں کھائیں تھیں۔

١٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِيْ ذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سَلَامَةُ عَنْ عُقَيْلٍ وَّيَحْيَى بْنُ الضَّحَّاكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ وَقَالَا بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَشْبَهُ.

١٤٨٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے اگلے دن یعنی تیرھویں ذی الحجہ کو اور حالانکہ آپ منی میں تھے کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں اتریں گے یعنی محصب میں جس جگہ کہ کافروں نے قسم کھائی تھی اور یہ واقعہ اس طور سے ہے کہ قوم قریش اور قوم کنانہ (عرب کی قوموں کے نام ہیں) نے آپس میں بنی ہاشم پر اور بنی عبدالمطلب یا بنی مطلب پر قسم کی تھی اس پر کہ نہ ان سے نکاح کریں گے اور نہ ان سے خرید وفروخت کریں گے یہاں تک کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں۔

فائدہ: ہجرت سے پہلے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو قریش اور بنی کنانہ نے محصب میں اس بات پر قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور عبدالمطلب سے شادی بیاہ نہ کریں اور ان سے کسی چیز کی خرید وفروخت نہ کریں یہاں تک کہ وہ تنگ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں چنانچہ تین برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری کے لوگ خواہ مسلمان' خواہ کافر ایک مکان میں گھیرے رہے آگ پانی تک وہ لوگ ان کو نہ دیتے تھے کھانے کا تو کیا ذکر ہے آخر کو اللہ تعالیٰ نے ان میں پھوٹ ڈالی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ عہد نامہ کو کیڑا کھا گیا ہے جب کفار نے

دیکھا تو جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے ہی پایا تب کفار شرمندہ ہوکر اپنے عہد و پیمان سے باز آئے جب ہجرت کے بعد مکہ فتح ہوا اور حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں تشریف لائے تب یہ حدیث فرمائی تا کہ اللہ کا احسان یاد پڑے اور محصب کو بطحاء اور ابطح بھی کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا إِنِّيْ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ الْاٰيَةَ.

اس آیت کا بیان کہ جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب! کر اس شہر کو امن کا اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم پوجیں مورتیں اے رب! انہوں نے بہکایا بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ چلا سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے، اے رب! میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنے میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر کے پاس، اے رب ہمارے! تا کہ قائم رکھیں نماز سو رکھ بعض لوگوں کے دل جھکتے ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید اشارہ کیا طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں کے ساتھ اس جنگل میں چھوڑ کر چلے گئے کما سیاتی مبسوطا، انشاء اللّٰہ تعالٰی.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾.

اس آیت کا بیان کہ اللہ نے کیا ہے کعبہ یہ گھر بزرگی کا ٹھہراؤ لوگوں کے واسطے اور مہینہ بزرگی کا اور قربانی لے جانے اور گلے میں لٹکن والیاں اس واسطے کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان مین اور زمین میں اور ہر چیز کو اللہ جانتا ہے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد قیاما سے قواما ہے یعنی جب تک کعبہ موجود رہے گا تب تک دین قائم رہے گا یہی نکتہ ہے اس حدیث کے لانے میں کہ اخیر زمانے میں کعبہ خراب ہو جائے گا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ لوگ دین پر قائم رہیں گے جب تک کہ کعبہ کا حج کرتے رہیں گے اور قبلے کی طرف منہ کرتے رہیں گے۔

١٤٨٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

١٤٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

نے فرمایا ڈھائے گا کعبہ کو ایک حبشی چھوٹی پتلی پنڈلیاں والا یعنی قیامت کے قریب ایسے ناپاک ضعیف الخلقہ کے ہاتھ سے کعبہ خراب ہوگا۔

١٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيْهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللّٰهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَآءَ أَنْ يَّصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ أَنْ يَّتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ.

١٤٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ عاشورا کا روزہ رکھا کرتے تھے پہلے فرض ہونے رمضان کے سے اور عاشورا کے دن کعبہ کو کپڑا پہنایا جاتا تھا واسطے تعظیم کے سو جب اللہ نے رمضان کا روزہ فرض کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورا کے دین یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو جو چاہے ررزہ رکھنا سو رکھے اور جو چھوڑنا چاہے سو چھوڑ دے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلیت کے وقت لوگ ہمیشہ کعبہ کی تعظیم کیا کرتے تھے کہ اس پر غلاف پہناتے تھے اور اس کا ادب کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر سال عاشورا کے دن اس کو غلاف پہنایا جاتا تھا، وفیه المطابقة للترجمة.

١٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ

١٤٩٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک کعبہ کا حج اور عمرہ ادا ہوا کرے گا بعد نکلنے یاجوج اور ماجوج کے۔

وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تَابَعَهُ أَبَانُ وَعِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ سَمِعَ قَتَادَةُ عَبْدَ اللّٰهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ أَبَا سَعِيدٍ.

فائدہ: یعنی یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد بھی اسلام قائم رہے گا حج اور عمرہ ادا ہوگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ کعبہ کا حج نہ کیا جائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اول روایت اکثر ہے باعتبار روات کے اس کے راوی بہت ہیں۔

فائدہ: پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کی نشانیوں کے بعد کعبہ کا حج ہوگا اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اشراط کے حج نہیں ہوگا سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پہلی حدیث کو ترجیح ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ یاجوج کے بعد حج کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرب قیامت کے کسی وقت میں حج کرنا منع ہو۔ (فتح)

بَابُ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ. کعبہ کے لباس خرچ کرنے کا بیان۔

فائدہ: احتمال ہے کہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اس باب سے یہ ہو کہ کعبے کو لباس پہنانا اور اس پر غلاف چڑھانا درست ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ کعبے کے لباس کو لوگوں پر تقسیم کرنا درست ہے اور پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاہلیت کے وقت میں بھی ہمیشہ دستور تھا کہ لوگ کعبے کو لباس پہناتے تھے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو کس نے لباس پہنایا ایک روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے لباس پہنایا اور ایک روایت میں ہے کہ عدنان نے اور ایک روایت میں ہے کہ تبع نے لیکن اصل یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کعبے کو لباس پہنایا تھا پھر اس کے بعد ہمیشہ ملوک اور سلاطین وغیرہ کعبے کو لباس پہناتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جاہلیت کے وقت کعبے کو انطاع کہ ایک قسم کا کپڑا ہے پہنایا جاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کے کپڑے پہنائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو قباطی (ایک قسم کا کپڑا ہے) پہنایا پھر ان کے بعد حجاج نے اس کو دیباج پہنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قباطی اور جسرہ پہنایا اور اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح کی بہت روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ہمیشہ اس کو لباس عمدہ عمدہ نفیس اور قیمتی لباس پہناتے رہے' انتہی ملخصا (فتح) لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے بھی کعبے کو لوگ لباس پہناتے رہے اور

حضرت ﷺ کے وقت میں بھی اس کو لباس پہناتے رہے اور حضرت ﷺ نے کسی کو اس سے منع نہ کیا بلکہ اس کو ثابت رکھا بلکہ خود بذات شریف بھی اس کو لباس پہنایا اس سے معلوم ہوا کہ کعبے کو لباس پہنانا درست ہے اور جائز ہے پہنانا دیباج کا کعبے کو بالاجماع لیکن چاندی سونے کے زیور پہنانے کو اکثر علماء جائز نہیں رکھتے اور بعض جائز رکھتے ہیں اور یہی حکم ہے سونے چاندی کی قندیلوں کے لٹکانے کا کہ ان کا کعبے میں لٹکانا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک درست نہیں۔

١٤٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِیْ وَآئِلٍ قَالَ جِئْتُ إِلٰى شَيْبَةَ ح و حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِیْ وَآئِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَلَسَ هٰذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَدَعَ فِيْهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ إِلَّا قَسَمْتُهُ قُلْتُ إِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَا الْمَرْئَانِ أَقْتَدِیْ بِهِمَا.

١٤٩١۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبے میں کرسی پر بیٹھا سو شیبہ نے کہا کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ بیٹھے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا اور نہ چاندی مگر کہ اس کو لوگوں پر تقسیم کردوں میں نے کہا (یہ قول شیبہ کا ہے) کہ تیرے دونوں ساتھیوں یعنی حضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا یعنی اس کو لوگوں میں تقسیم نہیں کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو مرد کامل تھے میں ان کی پیروی کرتا ہوں اگر انہوں نے یہ مال تقسیم نہیں کیا تو میں بھی اس کو تقسیم نہیں کرتا۔

فائدہ: بیان اس کا یہ ہے کہ لوگ کعبے کی تعظیم کے واسطے بہت مال کعبے میں ہدیہ بھیجتے تھے اور بہت کچھ اس کی نذر کرتے تھے سو جو مال ربانوں کی حاجت سے زائد ہوتا وہ صندوق میں جمع رہتا تھا یہاں تک کہ اسی طرح سے بہت مال جمع ہو گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس مال کو مسلمانوں پر تقسیم کردیں شیبہ کعبے کا دربان تھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تقسیم نہیں کیا تب عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو تقسیم نہ کیا اور دربانوں ہی کے سپرد کر دیا کہ جہاں چاہیں خرچ کریں لیکن اس حدیث میں کعبے کے لباس کا ذکر نہیں کہ باب کے موافق ہو لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے چاندی سونے کا خرچ کرنا درست جانا تو کعبے کے لباس کا بھی یہی حکم ہوگا کہ اس کو تقسیم کرنا بھی جائز ہوگا بلکہ جو لباس حاجت سے زائد ہو اس کا تقسیم کرنا بطریق اولیٰ درست ہوگا اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہو کہ کعبے کو لباس پہنانا درست ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ کعبے کی تعظیم کے واسطے ہمیشہ اس میں مال رکھا جاتا ہے زینت کے واسطے پس اسی طرح لباس بھی درست ہوگا یا اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہو کہ اس

کے بعض طریقوں میں مسئلہ باب کا ثابت ہے سو جب یہ بات ثابت ہو چکی تو احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہو کہ کعبے کے لباس کو لوگوں پر تقسیم کرنا درست ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہ نکلوں گا یہاں تک کہ کعبے کا مال تقسیم کر دوں اور لباس کو بھی مال کہا جاتا ہے اور ظاہر یہ بات ہے کہ کعبے کے پرانے کپڑے تقسیم کرنے جائز ہیں تا کہ تلف نہ ہوں اور پرانے کپڑے سے کچھ خوب صورتی حاصل نہیں ہوتی اور عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصالح مسلمین میں مال کا صرف کرنا افضل ہے کعبے کے لباس میں خرچ کرنے سے لیکن ان زمانوں میں کعبے کو لباس پہنانا بہت ضروری ہے اور فاکہی نے کتاب مکہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ شیبہ کعبے کا دربان میرے پاس آیا اور کہا کہ اے مومنوں کی ماں! کعبے کے کپڑے ہمارے پاس بہت جمع ہو جاتے ہیں سو ہم بہت گہرے گڑھے کھود کر ان میں ان کو دفن کر دیتے ہیں تا کہ ان کو کوئی حائض اور جنبی نہ پہنے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا برا کیا تو نے بلکہ اس کو بیچ کر ان کی قیمت اللہ کی راہ میں اور محتاجوں میں خرچ کر اس واسطے کہ جب کعبے سے لباس اتار لیا جائے تو پھر ہر شخص کو اس کا پہننا درست ہے خواہ جنبی ہو یا حائض ہو سو شیبہ ان کو بیچنے کے لیے یمن میں بھیج دیتے تھے پس وہاں بیچے جاتے تھے پھر جس جگہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں اس جگہ ان کی قیمت خرچ کی جاتی تھی اور نیز فاکہی نے روایت کی ایک مرد سے کہ میں نے شیبہ دربان کو دیکھا کہ کعبے کا لباس مسکینوں پر تقسیم کرتے تھے جو اس سے گر پڑتا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر سال کعبے کا لباس اتار لیتے تھے اور اس کو حاجیوں پر تقسیم کر دیتے تھے سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہو، انتہی ملخصا۔ (فتح) اور کعبے کے لباس خریدنے میں علماء کو اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے خریدنا کسی چیز کا پردے اس کے سے اور لے جانا اس کا دوسری جگہ میں اور بیچنا اس کا اور رکھنا اس کا درمیان قرآن کے اور اگر کوئی کسی قسم کا تصرف اس میں کرے تو واجب ہے رد کرنا اس کا اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کا خریدنا درست ہے اور اقوال اس میں مختلف ہیں اور صحیح قول یہی ہے کہ اس کا بیچنا اور خریدنا درست ہے۔

بَابُ هَدْمِ الْكَعْبَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشُ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ.

کعبے کو ڈھانے کا بیان یعنی اخیر زمانے میں کعبہ خراب ہو جائے گا، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑنے آئے گا ایک لشکر کعبے سے یعنی کعبے پر چڑھ آئیں گے تا کہ اس کو خراب کریں سو وہ سب زمین میں دھنسائے جائیں گے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اس طور سے ہے کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آئے گا سو وہ جب زمین کے میدان میں ہوں گے تو اللہ ان کے اگلے پچھلوں کو زمین میں دھنسا دے گا پھر قیامت میں اٹھیں گے اپنی اپنی نیت پر اس سے معلوم ہوا کہ کعبے سے کئی بار لشکر لڑنے آئے گا ایک بار تو اللہ ان کو کعبے میں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دے گا اور ایک بار وہ

کعبے کو ڈھائیں گے اور ظاہر یہ ہے کہ کعبے کو ڈھانے والوں کی لڑائی اخیر ہو گی پہلوں سے۔

١٤٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا.

١٤٩٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے کہ میں دیکھتا ہوں ایک مرد کو کہ سیاہ ہے اور اس کی دونوں پنڈلیوں کے درمیان فرق ہے کہ کعبے کو کھود کر پتھر پتھر جدا کر دے گا۔

١٤٩٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

١٤٩٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈھائے گا کعبے کو ایک حبشی چھوٹی پتلی پنڈلیوں والا۔

فائدہ: ایک اور روایت میں آیا ہے کہ رکن اور مقام کے درمیان ایک مرد سے بیعت ہو گی اور نہ حلال کریں گے لڑنے کو کعبے میں مگر رہنے والے اس کے سو جب اس کو حلال جانیں گے تو پھر عرب کی ہلاکت کا حال مت پوچھ پھر حبشی آئیں گے اور کعبے کو ڈھائیں گے اور اس کے بعد کعبہ کبھی آباد نہ ہو گا اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اس آیت کے ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا﴾ یعنی کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ کی ہے اور نیز اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کو مکہ سے روکا اور وہ کعبے کو ڈھانے پر قدرت نہ پا سکے اور پہلے کبھی آج تک ایسا نہیں ہوا پھر حبشی کعبے پر کس طرح غالب آ جائیں گے بعد اس کے کہ وہ مسلمانوں کا قبلہ ہو چکا ہے؟ سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محمول ہے اخیر زمانے پر کہ یہ معاملہ قیامت کے قریب واقع ہو گا جب کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا اور پہلے بھی اس میں کئی بار لڑائی ہو چکی ہے جیسے کہ یزید کے زمانے میں اہل شام نے کعبے سے آ کر لڑائی کی اور اس لڑائی کے بعد بھی اس میں کئی بار لڑائی ہو چکی ہے سب سے بڑی لڑائی قرامطہ کی ہے جو تین سو ہجری کے بعد واقع ہوئی کہ قرامطہ کعبے پر چڑھ آئے اور طواف کی جگہ میں مسلمانوں کو اس قدر قتل کیا جس کا کچھ شمار نہیں اور حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے ملک میں لے گئے پھر بڑی مدت کے بعد اس کو پھر لائے پھر اس کے بعد بھی کعبے میں کئی بار لڑائی ہوئی اور یہ سب اس آیت کے مخالف نہیں اس واسطے کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھ سے واقع ہوا نہ کہ کافروں کے ہاتھ سے اور آیت میں ایسی کوئی چیز نہیں جو دلالت کرے اس پر کہ اس میں ہمیشہ امن رہے گا، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ. حجر اسود کا بیان۔

فائدہ: حجر اسود کے بیان میں بہت حدیثیں وارد ہو چکی ہیں از آنجملہ ایک حدیث یہ ہے جو کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں یاقوت ہیں بہشت کے یاقوتوں سے اللہ نے ان دونوں کا نور دور کر دیا اور اگر ان کا نور دور نہ کرتا تو البتہ روشن کرتے اس چیز کو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے یعنی سارے جہان کو اور از آنجملہ یہ حدیث کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ حجر اسود کو اٹھائے گا اس حال میں کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی کہ ان سے دیکھے گا اور زبان ہوگی کہ اس سے کلام کرے گا گواہی دے گا اس شخص کے لیے چوما ہوگا اس کو ساتھ حق کے یعنی ایمان سے اور واسطے طلب ثواب کے۔

١٤٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَآءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

۱۴۹۴۔ حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو چوما اور کہا کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہنچاتا ہے اور نہ نفع اور اگر میں نے حضرت ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ تو تجھ کو چومتے تھے تو میں تجھ کو کبھی نہ چومتا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ نفع پہنچاتا ہے اور ضرر دیتا ہے اور کہا کہ جب اللہ نے آدم کی اولاد سے عہد لیا تو اس کو ایک کاغذ میں لکھ کر حجر اسود میں رکھ دیا پھر وہ حدیث بیان کی کہ اس کی زبان ہوگی آخر تک لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس واسطے کہی کہ لوگ تازہ اسلام لائے تھے اور ان کے بت پوجنے کا زمانہ قریب تھا تو ان کو خوف ہوا کہ جاہل یہ گمان نہ کریں کہ حجر اسود کا چومنا بعض پتھروں کے تعظیم کے قبیل سے ہے جیسے کہ جاہلیت میں عرب کرتے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ لوگوں کو خبر دیں کہ حجر اسود کا چومنا صرف حضرت ﷺ کی پیروی کی وجہ سے ہے نہ اس واسطے کہ پتھر نفع اور نقصان دیتا ہے جیسے کہ اہل جاہلیت کا بتوں کے حق میں اعتقاد تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی امور دین میں حکم الٰہی کی تسلیم اختیار کرے اور حضرت ﷺ کے فعل کی پیروی کرے اگرچہ اس کی حکمت اس کو معلوم نہ ہو اور نہ طلب کرے علت اس کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حجر اسود میں ذاتِ الٰہی کا کوئی خاصہ نہیں اور یہ کہ جب امام اپنے فعل سے کسی کے اعتقاد کے فساد کا خوف کرے تو اس کام کو جلدی بیان کر دے اور یہ کہ جس چیز کو چومنے میں شرع وارد نہیں ہوئی اس کا چومنا مکروہ ہے، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ إِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّي فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ.

کعبے کا دروازہ بند کرنا اور اس کے اندر نماز پڑھنی جس طرف کو چاہے یعنی اس کے اندر ہر طرف نماز پڑھنی درست ہے۔

١٤٩٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

١٤٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم چاروں کعبے میں داخل ہوئے اور اس کا دروازہ اندر سے بند کیا پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر آیا اور بلال رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پڑھی ہے، درمیان دونوں ستونوں یمنی کے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کی جگہ کی تعیین پر دلالت کرتی ہے اور باب میں تخییر ہے کہ جس جگہ چاہے پڑھے پس یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعینہ اس جگہ نماز پڑھنا بطورِ اتفاق کے واقع ہوا ہے اس غرض سے نہیں کہ اس مکان کو اور جگہ پر فضیلت ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ضروری نہیں اگرچہ اس میں نماز پڑھنی غیر جگہ سے افضل ہے اور آئندہ باب میں اس بات کی تصریح آئے گی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ اس وقت دروازہ بند کرنے کی حکمت یہی تھی کہ اس کو کوئی فرض نہ سمجھ لے اور ظاہر ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبے کے تمام طرفوں میں نماز پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ نماز کے وقت اس کا دروازہ بند ہوتا کہ نماز کی حالت میں میدان کی طرف منہ کا ہونا لازم نہ آئے اور حنفیہ سے بیان کیا گیا ہے کہ مطلق جائز ہے خواہ دروازہ بند ہو یا نہ ہو اور شافعیہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے لیکن شرط ہے کہ دروازے کی چوکھٹ ہو جس قدر کہ ہو اور ایک وجہ یہ ہے کہ نمازی کے قد کے برابر ہو یا کجاوے کی لکڑی سے برابر ہو اور یہی صحیح ہے اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنے میں اسی طرح اختلاف ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک روایت ساتھی کی ساتھی سے اور سوال مفضول کا باوجود افضل کے اور اس پر کفایت کرنی اور دلیل پکڑنی ساتھ خبر واحد کے اور اختصاص سابق کا ساتھ جگہ متبرک کے اور سوال کرنا علم سے اور اس میں حرص کرنا اور فضیلت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور یہ کہ بعض جگہ میں فاضل اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتے تھے اور مفضول

حاضر ہوتے تھے پس مطلع ہوتے تھے اس پر کہ نہیں مطلع ہوتے تھے اس پر فاضل اصحاب اس واسطے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ افضل تھے بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور وہ وہاں حاضر نہ تھے اور اس حدیث سے ایک یہ فائدہ ہوا کہ علماء کا یہ قول کہ مسجد حرام کا تحیہ طواف ہے سے مخصوص ہے اس شخص کے ساتھ کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہو کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی اور یہ کہ مستحب ہے داخل ہونا کعبے میں اور یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنی کعبہ میں اور وہ ظاہر ہے ہر نفل میں اور اس کے ساتھ فرض بھی ملحق ہیں اس واسطے کہ مقیم کے واسطے مسئلہ استقبال قبلہ میں فرض اور نفل کے درمیان کچھ فرق نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کعبے کے اندر نماز پڑھنی مطلق درست نہیں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ اور ظاہریہ کا اور مارزی نے کہا کہ فرض نماز اس میں درست نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرض نماز اس میں مکروہ ہے یا کہا منع ہے اور نفل میں اختلاف ہے اور ایک روایت میں نفل مالک کے نزدیک مطلق درست ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رواتب کے سوا اور جن نفلوں میں جماعت مشروع ہے ان کے سوا اور نفل درست ہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ. کعبے کے اندر نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: کعبے کے اندر مطلق نماز پڑھنی درست ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور یہی ہے قول جمہور کا اور حنفیہ اور شافعیہ کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مطلق ممانعت آئی ہے۔

١٤٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ الْوَجْهِ حِيْنَ يَدْخُلُ وَيَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّهْرِ يَمْشِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِ أَذْرُعٍ فَيُصَلِّيْ يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِيْ أَخْبَرَهٗ بِلَالٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَآءَ.

١٤٩٦۔ حضرت نافع رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبے میں داخل ہوتے تھے تو اپنے منہ کے سامنے چلتے تھے اور دروازہ اپنے پیچھے کرتے تھے پھر چلتے یہاں تک کہ ہوتا فاصلہ درمیان ان کے درمیان اس دیوار کے کہ ان کے منہ کے سامنے تھی قریب تین ہاتھ کے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نماز پڑھتے تھے قصد کرتے تھے اس جگہ کا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی کو ڈر نہیں یہ کہ نماز پڑھے کعبے کی جس طرف میں چاہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبے میں نماز پڑھنی درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ. اگر کوئی کعبے کے اندر داخل نہ ہو تو اس کا حج درست ہے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ کعبے کے اندر داخل ہونا یہ بھی حج کی عبادتوں میں سے ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اشارہ کیا کہ یہ قول مردود ہے اور کعبے میں داخل ہونا حج کے افعال میں داخل نہیں۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَحُجُّ كَثِيْرًا وَّلَا يَدْخُلُ. اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت مرتبہ حج کرتے تھے اور کعبے کے اندر داخل نہ ہوتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبے کے اندر داخل ہونا حج کے افعال میں سے نہیں اس واسطے کہ اگر اس میں داخل ہونا حج میں داخل ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو ترک نہ کرتے باوجود کثرت اتباع ان کے اور واسطے اشہر ہونے حدیث ان کی کے بیچ دخول کعبے کے۔ (فتح)

١٤٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهٗ مَنْ يَّسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ أَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا.

١٤٩٧۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا سو کعبے کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ وہ چیز تھی کہ آپ کو پردہ کرے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سترہ تھا سو ایک مرد نے اس سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے تھے؟ ابن ابی اوفی نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: یہ ٧ھ ہجری کا بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضا کرنے عمرے کے واسطے مکہ میں آئے اور تین دن مکہ میں ٹھہر کر پلٹ گئے اور کعبے کے اندر اس واسطے داخل نہ ہوئے کہ اس میں بت تھے اور مشرکین کا زور تھا اس واسطے ان کو نکال نہ سکے پھر فتح مکہ کے دن ان کو کعبے سے نکال کر پھینک دیا اور توڑ دیا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَبَّرَ فِيْ نَوَاحِي الْكَعْبَةِ. کعبے کی طرفوں میں تکبیر کہنے کا بیان

١٤٩٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ أَبٰى أَنْ يَّدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْأٰلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأَخْرَجُوْا صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ

١٤٩٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ میں آئے تو کعبے میں داخل ہونے سے انکار کیا اس حال میں کہ اس میں بت تھے سو حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ نکالنے ان کے سے سو نکالے گئے سو لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صورت نکالی کہ ان کے ہاتھ میں تیر تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ مشرکوں پر

وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ.

لعنت کرے خبردار! قسم ہے اللہ کی البتہ وہ جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فال کے تیروں سے کبھی نہیں بانٹا اور یہ کام بد انہوں نے کبھی نہیں کیا یہ محض ان کا بہتان ہے ان پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے اور اس کی طرفوں میں تکبیر کہی اور اس میں نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے کعبے کے اندر تکبیر کہنے پر استدلال کیا اور اس سے کعبے کے اندر نماز نہ پڑھنے پر استدلال نہ کیا اس واسطے کہ اس میں نماز پڑھنا بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے اور وہ مثبت ہے اور مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ. رمل کے شروع ہونے کی کیفیت کا بیان۔

فائدہ: رمل کہتے ہیں جلد جلد چلنے کو اس طرح کہ قدم پاس پاس رکھے اور مونڈھے ہلا کر چلے جیسے پہلوان چلتے ہیں اور دوڑ کر نہ چلے۔ (فتح)

١٤٩٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ.

١٤٩٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ میں آئے سو مشرکین نے کہا کہ تمہارے پاس ایک گروہ آتے ہیں ان کو مدینے کے بخار نے کمزور کر ڈالا ہے سو حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ تین شوط میں جلدی چلیں اور رکنوں کے درمیان یعنی یمانیوں کے اپنی چال چلیں اور نہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ حکم کریں ان کو جلد چلنے کا سب شوطوں میں مگر واسطے شفقت کے اوپر ان کے۔

فائدہ: کعبے کے گرد جو ایک بار پھرے تو اس کو شوط کہتے ہیں اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کعبے کا طواف کرے تو سنت ہے کہ پہلے تین بار جلد جلد چلے کندھے ہلا کر جیسے پہلوان چلتے ہیں اور باقی چار بار اپنی اصلی چال چلے اور دونوں رکنوں کے درمیان اپنی چال چلنے کو اس واسطے فرمایا کہ کافر دونوں شامی

رکنوں کی طرف تھے اور جب دونوں یمانی رکنوں کی طرف آتے تو کافروں سے پوشیدہ ہو جاتے تھے۔

بَابُ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ أَوَّلَ مَا يَطُوْفُ وَيَرْمُلُ ثَلَاثًا.

جب کوئی مکے میں آئے اور کعبے کا طواف کرے تو پہلے طواف میں حجر اسود کو چومے اور پہلے تین بار جلد جلد کندھے ہلا کر چلے۔

١٥٠٠ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوْفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ.

١٥٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مکے میں آتے اور پہلے طواف میں حجر اسود کو چومتے تو سات بار میں سے پہلے تین بار میں جلد جلد چلتے مونڈھے ہلا کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کعبے کا طواف کرے تو پہلی بار میں حجر اسود کو چومے، وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ الرَّمَلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

حج اور عمرے کے طواف میں جلد چلنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی بعض بار میں اور مقصود اس سے یہ ہے کہ رمل کی مشروعیت اب بھی باقی ہے کہ جب کوئی شخص طواف کرے تو سنت ہے کہ پہلی تین بار میں جلد جلد چلے اور باقی چار بار اپنی اصلی چال چلے خواہ حج ہو یا عمرہ اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ رمل کرنا سنت ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سنت نہیں چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ (فتح)

١٥٠١ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَّمَشٰى أَرْبَعَةً فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ كَثِيْرُ بْنُ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٥٠١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین شوط میں جلدی چلے اور چار بار اپنی اصلی چال چلے حج اور عمرے میں یعنی حجۃ الوداع اور عمرے قضا میں۔

١٥٠٢ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا

١٥٠٢۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَآئَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ.

کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رکن اسود سے کہا خبردار ہو قسم ہے اللہ کی کہ بیشک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچاتا ہے اور نہ نقصان اور اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھ کو چومتے تھے تو میں تجھ کو کبھی نہ چومتا پھر اس کو چوما پھر کہا کہ ہم کو رمل سے کیا کام ہے یعنی اس کی کچھ حاجت نہیں کہ ہم تو صرف مشرکوں کو دکھاتے تھے سو اللہ نے ان کو ہلاک کیا پھر کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے پس ہم اس کے چھوڑنے کو پسند نہیں کرتے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قصد کیا تھا کہ رمل کو چھوڑ دیں کہ وہ ایک سبب سے تھا اور وہ سبب گزر گیا پھر رجوع کیا اس سے کہ شاید اس میں کوئی حکمت ہو کہ اس کو اس پر اطلاع نہ ہو پس دیکھا اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اولیٰ ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمل کیا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں پہلے تین بار جلد جلد چلے خواہ حج ہو یا عمرہ، وفيه المطابقة للترجمة.

١٥٠٣ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِيْ شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْشِيْ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنَّمَا كَانَ يَمْشِيْ لِيَكُوْنَ أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهِ.

١٥٠٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دونوں یمانی رکنوں کا چومنا کبھی نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آسانی میں جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کو چومتے تھے، عبیداللہ کہتا ہے کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو رکنوں یمانی کے درمیان اپنی چال چلتے تھے؟ نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ صرف اس واسطے چلتے تھے تا کہ آسان تر ہو واسطے چومنے حجر اسود کے یعنی آہستہ چلتے تا کہ ہجوم میں حجر اسود کے چومنے پر قوت حاصل ہو۔

فائدہ: یہ صرف نافع رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رکنوں کے درمیان اس واسطے آہستہ چلتے تھے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ انہوں نے پہلی صفت کے موافق رمل کیا ہو کما عرف من مذهبه فى الاتباع.

فائدہ: اگر پہلے تین بار میں رمل چھوٹ جائے تو اس کا قضا کرنا باقی چار بار میں مشروع نہیں اور رمل مردوں کے

ساتھ خاص ہے عورتوں کو اس کا حکم نہیں اور خاص ہے ساتھ اس طواف کے کہ پیچھے اس کے سعی ہو مشہور قول پر اور ہر آدمی کو مستحب ہے خواہ پیادہ ہو یا سوار اور اس کے ترک پر جمہور کے نزدیک دم نہیں آتا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں رکنوں یمانی کے سوا اور جگہ رمل کرتے تھے اسی واسطے آدمی نے نافع رحمہ اللہ سے اس کا سبب پوچھا کہ بعض جگہ جلد چلتے تھے اور بعض جگہ آہستہ چلتے تھے، وفیه المطابقة للترجمة .

بَابُ اِسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ. خم دار لکڑی سے حجر اسود کے چومنے کا بیان۔

فائدہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے حجر اسود کو منہ سے چومے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی کو اس پر رکھ کر اس کو چومے یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھ چومے۔

١٥٠٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ تَابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ.

١٥٠٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ نے اونٹ پر طواف کیا چومتے تھے حجر اسود کو ساتھ لکڑی کے کہ اس کا سر خم دار تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہاتھ سے نہ ہو سکے تو لکڑی سے اشارہ کر کے اس کو چومے اور یہی ہے قول جمہور کا جیسے کہ اوپر گزرا لیکن امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہاتھ لگا کر نہ چومے اور حضرت ﷺ سے بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بعض میں آیا ہے کہ ہاتھ لگا کر چوما اور بعض میں ہے کہ اشارہ کیا سو تطبیق ان میں یوں ہے کہ کسی طواف میں بوسہ دیا اور کسی میں نہ ہاتھ لگا کر چوما اور کسی میں اشارہ کیا بہ سبب ہجوم کے یا کسی بار میں کچھ کیا اور کسی میں کچھ، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَلِمْ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ. دونوں یمانی رکنوں کے چومنے کہ طواف میں صرف انہیں دونوں کو چومے دوسرے دونوں کو نہ چومے جو شامی ہیں۔

فائدہ: کعبے کے چار رکن ہیں یعنی چار کونے ہیں ایک تو وہ کونہ ہے جس میں حجر اسود لگا ہے اور دوسرا سامنے اس کے

ہے رکن یمانی حقیقت میں یہی ہے لیکن تغلیبا دونوں کو رکن یمانی کہتے ہیں اور دو رکن اور ہیں ایک رکن عراقی ہے کہ وہ عراق کی طرف ہے اور ایک شامی ہے کہ وہ شام کی طرف ہے مگر دونوں کو شامی کہتے ہیں اور جس میں حجر اسود ہے وہ کونا سیدھا مشرق کی طرف ہے اور یمانی سیدھا دکن کی طرف ہے اور شامی سیدھا اوتر کی طرف اور عراقی کونا سیدھا مغرب کی طرف ہے اور رکن شامی اور حجر اسود کے درمیان دروازہ ہے اور حجر اسود والا کونا دروازے سے قریب ہے بہ نسبت شامی کونے کے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَتَّقِي شَيْئًا مِّنَ الْبَيْتِ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّهُ لَا يُسْتَلَمُ هٰذَانِ الرُّكْنَانِ فَقَالَ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ.

حضرت ابوشعثاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ کون ہے کہ کعبے کی کسی چیز سے پرہیز کرے یعنی سب رکن کعبہ میں داخل ہیں سب کو چومنا چاہیے اور تھے معاویہ رضی اللہ عنہ چومتے سب رکنوں کو سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ ہم ان دونوں رکنوں یعنی شامیوں کو نہیں چومتے ہیں یعنی اس واسطے کہ اس طرف سے کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر نہیں بنایا گیا پس یہ اس کے اصل کونے نہیں سو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کعبے سے کوئی چیز چھوڑی نہیں گئی اور ابن زبیر سب رکنوں کو چومتے تھے۔

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ گمان تھا کہ کعبے سے کوئی چیز چھوڑی نہ گئی بلکہ تا حال اسی بنیاد پر ہے جو بنیاد کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی اس میں کوئی تغیر تبدل نہیں ہوا سب رکن اپنی اپنی سابق جگہ میں قائم ہیں لیکن یہ رائے ان کی مخالف ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور جمہور کے جیسے کہ پہلے گزرا کہ کعبے سے سات ہاتھ جگہ اوتر کی طرف چھوڑی ہوئی ہے اور بعض اور اصحاب سے بھی مروی ہے کہ وہ کعبے کے سب رکنوں کو چومتے تھے لیکن اتباع سنت کا اولیٰ ہے کہ جن رکنوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما انہیں کو چومنا چاہیے اور رکن اسود میں دوہری فضیلت ہے ایک حجر اسود کی اور ایک یہ کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بنا ہوا ہے اور رکن یمانی کو صرف ایک ہی فضیلت ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے اور دوسرے دونوں کی کچھ فضیلت نہیں اسی واسطے پہلے کو چوما جاتا ہے اور دوسرے کو ہاتھ لگا کر چوما جاتا ہے اور باقی دونوں کو نہ چوما جاتا ہے نہ ہاتھ لگا کر چوما جاتا ہے یہ قول جمہور کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رکن یمانی کا چومنا بھی مستحب ہے اور بعض علماء نے اس حدیث سے نکالا ہے کہ جو کوئی تعظیم کے لائق ہو آدمی وغیرہ سے اس کو چومنا درست ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور قبر کو چومنا درست ہے یا

نہیں؟ کہا درست ہے اور بعض سے منقول ہے کہ قرآن اور حدیث اور قبور صالحین کو چومنا بھی درست ہے۔ (فتح)

١٥٠٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

١٥٠٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کعبے سے کوئی چیز چومی ہو سوائے دو رکنوں یمانیوں کے کہ ان کو چومتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں رکنوں کے سوا اور کسی رکن کو نہ چومے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ.

حجر اسود کے چومنے کا بیان۔

١٥٠٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

١٥٠٦۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہ حجر اسود کو چوما اور کہا کہ اگر نہ دیکھتا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تجھ کو چوما نہ چومتا میں تجھ کو۔

١٥٠٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ قَالَ اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.

١٥٠٧۔ حضرت زبیر بن عربی سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے چومنے کا حکم پوچھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کو ہاتھ اور منہ سے چومتے تھے اس مرد نے کہا بھلا بتلاؤ کہ اگر مجھ پر ہجوم اور غلبہ ہو جائے اور میں حجر اسود تک نہ پہنچ سکوں تو کیا کروں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ارأیت یعنی یہ عذر اپنا یمن میں چھوڑ دے یعنی یہ عذر اپنے گھر میں چھوڑ آ کہ حجر اسود کا چومنا اس عذر سے ساقط نہیں ہوسکتا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کو ہاتھ اور منہ سے چومتے تھے۔

فائدہ: جس مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا شاید ہو یمن کا رہنے والا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت ہے چومنا حجر اسود کا اور سنت ہے کہ اس کو ہاتھ اور منہ دونوں سے چومے بخلاف رکن یمانی کے کہ اس کو فقط ہاتھ سے

چومے منہ سے نہ چومے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہجوم کے سبب سے حجر اسود کا بوسہ چھوڑنا درست نہ جانتے تھے اور یہ جو اس کو کہا کہ اپنی رائے یمن میں چھوڑ دے تو مراد اس سے یہ ہے کہ جب کوئی حدیث سنے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور اپنی رائے سے اس کا معارضہ نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہجوم میں گر پڑتے تھے یہاں تک کہ خون آلودہ ہو جاتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجر اسود پر ہجوم کرنا مکروہ ہے اور جب حجر اسود کو چومے تو عورتوں کے بوسہ کی طرح اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا أَتٰى عَلَيْهِ.

جب رکن اسود کے پاس آئے تو اس کی طرف اشارے کرے۔

١٥٠٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتٰى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ.

١٥٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر کعبے کا طواف کیا جب رکن اسود پر آتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکن سے دور رہتے تھے اور پہلے مجن کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب ہوتے تھے سو یہ حدیث حال امن پر محمول ہے اور اشارے کی حدیث حالت خوف پر محمول ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الرُّكْنِ.

رکن اسود کے پاس اللہ اکبر کہنے کا بیان۔

١٥٠٩ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ.

١٥٠٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کا طواف اونٹ پر کیا جب رکن کے پاس آئے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے کہ آپ کے پاس ہوتی اور تکبیر کہتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہنا تکبیر کا پاس رکن کے ہر شوط میں، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى بَيْتِهٖ ثُمَّ صَلّٰى

جب کوئی مکے میں آئے تو کعبے کا طواف کرے پہلے پھرنے سے طرف گھر کی پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر صفا

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا. کی طرف نکلے واسطے سعی صفا اور مروہ کے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ عمرہ کرنے والا جب کعبے کا طواف کر لے تو پھر حلال ہو جاتا ہے اگرچہ صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے۔ (فتح)

١٥١٠ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَهُ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا.

١٥١٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں آئے تو سب اعمال حج سے پہلے جو چیز شروع کی یہ ہے کہ آپ نے وضو کیا پھر کعبے کا طواف کیا پھر وہ عمرہ نہ ہوا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کر کے حلال نہ ہوئے بلکہ حج کے احرام پر قائم رہے یہاں تک کہ سب حج تمام کیا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح حج کیا' عروہ نے کہا کہ پھر میں نے اپنے باپ زبیر کے ساتھ حج کیا سو سب سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر میں نے مہاجرین اور انصار دیکھے کہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور میری ماں نے مجھ کو خبر دی کہ میں اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور زبیر نے اور فلانے فلانے نے عمرے کا احرام باندھا سو جب انہوں نے حجر اسود کو چوما تو احرام اتار ڈالا۔

فائدہ: اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ طواف تمام ہونے سے احرام اتارنا درست نہیں پھر مذہب جمہور کا یہ ہے کہ لازم ہے بعد طواف کے دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے پھر منڈانا سر کا سو مراد عروہ کی یہ کہ طواف اور سعی صفا مروہ ہے بعد حلال ہوئی یہ مراد نہیں کہ محض کعبے کا طواف کر کے حلال ہوئے اس واسطے کہ عروہ کے نزدیک صفا مروہ کی سعی شرط ہے بغیر اس کے حلال ہونا درست نہیں بخلاف ما نقل عن ابن عباس اور سر منڈانا بھی اگر عروہ کے نزدیک شرط ہو گا تو اس کی کلام میں مقدر کیا جائے گا ورنہ نہیں اور ابن عباس کا یہ مذہب ہے کہ جو ہدی ساتھ نہ لایا ہو اور صرف حج کا احرام باندھا ہو جب کعبے کا طواف کر لے تو اس کو حلال ہونا اور احرام کھولنا درست ہے اگرچہ صفا اور مروہ کی سعی نہ کی ہو اور جو حج پر قائم رہے وہ کعبے کا طواف نہ کرے یہاں تک کہ عرفات سے پھرے پس خلاصہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دو امر میں ہے ایک یہ کہ حلال ہونے میں صفا اور مروہ کی سعی شرط نہیں بلکہ فقط طواف سے حلال ہو جاتا ہے اور دوم یہ کہ مفرد کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں یہاں تک کہ عرفات سے پھرے اگر عرفات سے پہلے طواف

کرے تو حلال ہو جائے گا اور حج کا احرام ٹوٹ جائے گا لیکن جمہور علماء اس مسئلے میں ان کے مخالف ہیں اور اس پر اجماع ہے سب کا کہ اگر مفرد کعبے کا طواف کرے تو اس کو ضرر نہیں کرتا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی مکہ میں آئے تو مستحب ہے یہ کہ پہلے طواف کرے یعنی طواف قدوم اس واسطے کہ وہ تحیہ ہے واسطے مسجد حرام کے اور بعض شافعیہ نے خوب صورت اور شریف عورت اس سے مستثنیٰ کی ہے کہ اس کو مستحب ہے کہ طواف کو رات تک تاخیر کرے اور اسی طرح جو کوئی فرض نماز یا جماعت یا مؤکدہ یا فائتہ کے فوت ہونے کا خوف کرے وہ بھی طواف کو مؤخر کرے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی طواف قدوم ترک کر دے تو اس پر کوئی تاوان نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے تارک پر دم آتا ہے، انتہی۔ (فتح)

١٥١١ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعٰى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَّمَشٰى أَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

١٥١١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حج اور عمرے میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آتے اور سب اعمال حج سے پہلے طواف کرتے تو پہلے تین طواف میں جلد چلتے اور پھر چار بار آہستہ چلتے موافق اپنی چال کے پھر دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے۔

١٥١٢ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِيْ أَرْبَعَةً وَأَنَّهُ كَانَ يَسْعٰى بَطْنَ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

١٥١٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا پہلا طواف کرتے تو تین بار جلد چلتے اور چار بار اپنی چال چلتے اور جب صفا اور مروہ کے درمیان طوافکرتے تو میدان کے درمیان دوڑتے جو کہ صفا اور مروہ کے درمیان ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا صرف طواف سے حلال نہیں ہوتا جب تک کہ سعی نہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے دونوں میں طواف کے بعد سعی کی، وفیه المطابقة للترجمة اور یہ دلیل ہے اس پر کہ مراد عروہ کی حدیث مذکور میں طواف ساتھ سعی کے ہے صرف طواف نہیں۔ (فتح)

بَابُ طَوَافِ النِّسَآءِ مَعَ الرِّجَالِ. عورتوں کے مردوں کے ساتھ طواف کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی کیا مردوں کے ساتھ مل کر طواف کریں یا ان کے ساتھ علیحدہ ہو کر بغیر اختلاط کے یا تنہا ہو کر۔ (فتح)

١٥١٣۔ وَقَالَ لِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنَا قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَآءٌ اِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَآءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَیْفَ تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَآءُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ اَبَعْدَ الْحِجَابِ اَوْ قَبْلُ قَالَ اِیْ لَعَمْرِیْ لَقَدْ اَدْرَكْتُهٗ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَیْفَ یُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ یَكُنَّ یُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَطُوْفُ حَجْرَةً مِّنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ انْطَلِقِیْ نَسْتَلِمْ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتِ انْطَلِقِیْ عَنْكِ وَاَبَتْ یَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّیْلِ فَیَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ كُنَّ اِذَا دَخَلْنَ الْبَیْتَ قُمْنَ حَتّٰى یَدْخُلْنَ وَاُخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ اٰتِیْ عَائِشَةَ اَنَا وَعُبَیْدُ بْنُ عُمَیْرٍ وَهِیَ مُجَاوِرَةٌ فِیْ جَوْفِ ثَبِیْرٍ قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِیَ فِیْ قُبَّةٍ تُرْكِیَّةٍ لَهَا غِشَآءٌ وَمَا بَیْنَنَا وَبَیْنَهَا غَیْرُ ذٰلِكَ وَرَاَیْتُ عَلَیْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا.

١٥١٣۔ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو عطاء نے کہ جب کہ ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء نے کہا کہ تو عورتوں کو کس طرح منع کرتا ہے اور حالانکہ حضرت ﷺ کی بیویوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا اور ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا یہ معاملہ پردے کی آیت اترنے سے پہلے واقع ہوا یا پیچھے عطاء نے کہا کہ ہاں مجھ کو اپنی عمر کی قسم ہے کہ البتہ میں نے یہ بات پردے کے بعد پائی یعنی یہ معاملہ دیکھا ہی کسی سے نہیں سنا میں نے عطاء سے کہا کہ مرد عورتوں کے ساتھ کس طرح جمع ہوتے تھے اور کس طرح اختلاط کرتے تھے؟ عطاء نے کہا کہ مرد عورتوں کے ساتھ جمع نہ ہوتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردہ کر کے طواف کرتی تھیں اس طرح کہ کوئی ان کو نہ دیکھ سکے مردوں سے ملتی نہ تھیں سو ایک عورت نے کہا کہ اے ام المؤمنین! چلو ہم حجر اسود کو چومیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو خود جا اور بوسہ دے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا چومنے سے اور دستور تھا کہ عورتیں رات کو پردے سے نکلا کرتی تھیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں لیکن جب وہ کعبے میں داخل ہونے کا ارادہ کرتیں تو کھڑی ہو جاتی تھیں یہاں تک کہ مرد اندر سے نکالے جاتے اور میں اور عبید عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے تھے اور وہ پہاڑ ثبیر کے درمیان ٹھہرتی تھیں میں نے کہا کہ اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پردہ کیا تھا کہا کہ وہ ایک چھوٹے خیمے میں تھیں کہ اس کو پردہ تھا اور ہمارے اور ان کے درمیان سوائے خیمہ کے اور کچھ نہ تھا اور میں نے ان پر

گلابی رنگ پیراہن دیکھا یعنی اتفاقا میری نظر پڑی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورتوں کو طواف کرنا ساتھ مردوں کے علیحدہ ہو کر بغیر اختلاط کے کہ مثلا مردوں کی جماعت آگے جائے اور عورتوں کی پیچھے آپس میں خلط نہ ہوں، وفیه المطابقة للترجمة اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرنا درست نہیں اور ابن ہشام نے جو منع کیا تھا تو مطلق منع کیا تھا کہ جب مرد طواف کریں اس وقت عورتیں بالکل نہ کریں تنہا ہو کر کریں اسی واسطے عطاء نے اس پر انکار کیا۔

١٥١٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُصَلِّيْ إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾.

١٥١٤۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں اور پیادہ طواف نہیں کر سکتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبے کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے اور اس میں سورہ طور پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو طواف کرنا ساتھ مردوں کے لیکن ان سے پیچھے رہے ان کے ساتھ نہ ملے، وفیه المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار اور عذر والے کو سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے اور اسی طرح اگر کوئی کسی معذور کو اٹھا کر طواف کرے تو یہ بھی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ. طواف میں کلام کرنا درست ہے۔

فائدہ: شاید اس میں اشارہ ہے طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ کعبے کا طواف نماز کی طرح ہے لیکن اللہ نے اس میں کلام کو مباح کیا ہے سو جو کلام کرے تو بہتر کلام کرے۔ (فتح)

١٥١٥ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

١٥١٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے ہوئے ایک شخص پر گزرے کہ اس نے اپنا ہاتھ دوسرے شخص کے ساتھ باندھا تھا چمڑے کے تسمے سے یا دھاگے سے یا کسی اور چیز سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ رَبَطَ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ بِسَيْرٍ أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ قُدْهُ بِيَدِهِ.

ہاتھ سے کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کھینچ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں کلام کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن افضل ہے کہ حاجت کے بغیر کلام نہ کرے۔

بَابُ إِذَا رَأٰى سَيْرًا أَوْ شَيْئًا يُكْرَهُ فِي الطَّوَافِ قَطَعَهُ.

اگر کوئی چمڑے کا تسمہ دیکھے کہ اس کو دوسرے سے باندھا ہو یا کوئی اور چیز مکروہ دیکھے قول سے یا فعل سے تو اس کو ہاتھ سے یا زبان سے دور کرے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ باگ سے چار پایوں کو کھینچا جاتا ہے پس اس میں مشابہت ہے ساتھ چار پایوں کے۔

١٥١٦ - حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ.

١٥١٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ باگ یا اور چیز کے ساتھ طواف کرتا تھا یعنی اپنا ہاتھ رسی وغیرہ سے دوسرے آدمی کے ہاتھ سے باندھا ہوا تھا تا کہ وہ اس کو کھینچے اور شاید کہ وہ آدمی اندھا ہو گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کاٹ دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی طواف میں مکروہ چیز دیکھے تو اس کو دور کرے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے طائف کو اختیار کرنا ملکے فعل کا اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا واجب اور مستحب اور مباح امروں میں اور ابن منذر نے کہا کہ ذکر کرنا اور قرآن پڑھنا بہتر ہے اور مباح کلام بھی درست ہے لیکن ذکر اولیٰ ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ واجب طواف میں کلام کرنا مکروہ ہے اور ابن مبارک نے کہا کہ قرآن سے کوئی چیز افضل نہیں اور شافعی اور ابو ثور نے کہا کہ مستحب ہے اور اہل کوفہ قید کرتے ہیں ساتھ اخفا کرنے کے اور حسن اور عروہ کے نزدیک قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّلَا يَحُجُّ مُشْرِكٌ.

نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور نہ حج کرے کوئی کافر شریک کرنے والا۔

١٥١٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ

١٥١٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اس حج میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

بکر رضی اللہ عنہ کو اس پر امیر کیا تھا حجۃ الوداع سے پہلے قربانی کی عید کے دن ایک جماعت میں لوگوں میں پکارے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شریک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں ستر کا ڈھانکنا شرط ہے اور ننگے طواف کرنا درست نہیں ، وفیه المطابقة للترجمة اور یہی ہے مذہب جمہور کا لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ طواف میں ستر کا ڈھانکنا شرط نہیں اگر ننگے ہو کر طواف کرے تو دہرائے جب تک کہ مکے میں ہو اور اگر اپنے وطن کو چلا جائے تو دم دینا آتا ہے اور جاہلیت کے زمانے میں کافروں کا دستور تھا کہ طواف کعبے کا ننگے کرتے تھے ان کا گمان یہ تھا کہ کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں ان سے کیا طواف کریں اسلام میں ننگے ہو کر طواف کرنا حرام ہوا۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ فِي الطَّوَافِ.

اگر طواف کے درمیان ٹھہر جائے تو کیا طواف ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس طرف جو کہ حسن بصری سے منقول ہے کہ اگر کوئی طواف میں ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس کو قطع کر دے تو پھر از سر نو شروع کرے اور جو طواف کر چکا ہو اس پر بنا نہ کرے اور جمہور کہتے ہیں کہ سابق طواف پر بنا کرنی درست ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ فرض نماز کے ساتھ خاص ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور اگر نماز نفل ہو تو طواف کا از سر نو شروع کرنا اولیٰ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اشہب کہتے ہیں کہ قطع کرے اور بنا کرے اور جمہور کہتے ہیں کہ حاجت کے واسطے طواف قطع کرنا درست ہے اور نافع رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ طول القیام طواف میں بدعت ہے، انتہی۔ (فتح) اور حنابلہ کا مذہب وجوب موالات ہے اگر عمداً یا سہواً چھوڑ دے تو طواف درست نہیں ہوتا۔

وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَّطُوْفُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ أَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلٰى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ فَيَبْنِي وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي

اور عطا نے کہا کہ اگر کوئی طواف کرتا ہو اور نماز کی تکبیر ہو جائے یا اس کی جگہ سے دور کیا جائے یعنی کسی اور سبب سے طواف قطع ہو جائے تو جب سلام پھیرے تو پھر جائے اس جگہ کی طرف کہ قطع کیا گیا اوپر اس کے پس

بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ.

سابق طواف پر بنا کرے اور از سر نو شروع نہ کرے اور ذکر کیا جاتا ہے مانند اس مضمون کی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما سے کہ اگر نماز وغیرہ کی وجہ سے طواف قطع کرے تو سلام کے بعد سابق طواف پر بنا کرے۔

بَابُ صَلَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُبُوْعِهِ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار طواف کے لیے دو رکعت نماز پڑھی۔

فائدہ: طواف کی دو رکعتیں جمہور کے نزدیک سنت ہیں اور یہی قول ہے شافعیہ کا پس جمہور کے نزدیک دو طوافوں کا ملانا درست ہے بغیر کراہت کے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طواف کی دو رکعتیں واجب ہیں پس ان کے نزدیک دو طوافوں کا ملانا درست نہیں بلکہ ہر طواف کے لیے دو رکعتیں پڑھے۔ (فتح)

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّیْ لِكُلِّ سُبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ.

اور نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما پڑھتے دو رکعتیں ہر سات بار کے واسطے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سات بار کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنی سنت ہیں، وفیه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِیِّ إِنَّ عَطَآءً يَقُوْلُ تُجْزِئُهُ الْمَكْتُوْبَةُ مِنْ رَكْعَتَیِ الطَّوَافِ فَقَالَ السُّنَّةُ أَفْضَلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوْعًا قَطُّ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

اور اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے زہری سے کہا کہ عطا کہتا ہے کہ طواف کے بعد فرض نماز پڑھنی طواف کی دو رکعتوں سے کفایت کرتی ہیں ان کے پڑھنے کی حاجت باقی نہیں رہتی سو زہری نے کہا کہ پیروی سنت کی افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سات بار طواف نہیں کیا مگر کہ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی یعنی دونوں طوافوں کو ملانا اور ان کے درمیان نماز نہ پڑھنا خلاف اولیٰ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔

فائدہ: اور مراد زہری کی یہ ہے کہ فرض نماز طواف کی دو رکعتوں کے بدلے کافی نہیں۔

١٥١٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَيَقَعُ الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ فِی

١٤١٨۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی عمرے میں اپنی عورت سے صحبت کرے؟ یعنی بعد طواف کے پہلے دوڑنے سے درمیان صفا اور مروہ کے

الْعُمْرَةِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ قَالَ وَسَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبُ امْرَأَتَهٗ حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ مکے میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم تم کو رسول اللہ ﷺ میں اچھی چال چلنی ہے یعنی صفا اور مروہ کی سعی سے پہلے عورت سے صحبت کرنی درست نہیں اور عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس کا حکم پوچھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نہ نزدیک ہو اپنی عورت کے یہاں تک کہ دوڑے درمیان صفا اور مروہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کعبے کا طواف کرے تو سنت ہے کہ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ مَنْ لَّمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتّٰى يَخْرُجَ إِلٰى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْأَوَّلِ.

اس شخص کا بیان کہ طواف قدوم کے بعد کعبے کے پاس نہ جائے اور اس کے گرد طواف نہ کرے یعنی نفل طواف یہاں تک کہ عرفات کو جائے اور وہاں سے پھر آئے۔

١٥١٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهٖ بِهَا حَتّٰى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ.

١٥١٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مکہ میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور اپنے پہلے طواف کے بعد یعنی طواف قدوم کے بعد کعبے کے نزدیک نہ آئے یہاں تک کہ عرفات سے پھرے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حاجی کو وقوف عرفات سے پہلے نفل طواف کرنا منع ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے نفل طواف اس واسطے چھوڑا ہو کہ کوئی اس کو واجب نہ سمجھ لے کہ آپ اپنی امت پر تخفیف کو پسند رکھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ.

طواف کی دو رکعتوں کے مسجد حرام سے باہر پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: مراد اس باب سے یہ بات ہے کہ طواف کی دو رکعتوں کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کہ فلانی جگہ پڑھے بلکہ ہر جگہ ان کا پڑھنا درست ہے جس جگہ چاہے پڑھے اگرچہ مقام ابراہیم میں ان کا پڑھنا افضل ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر کعبے اور حطیم میں۔ (فتح)

وَصَلّٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَارِجًا مِّنَ الْحَرَمِ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ سے باہر نماز پڑھی یعنی طواف کی نماز۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ طواف کی نماز حرم مکہ سے باہر پڑھنی درست ہے، وفيه المطابقة للترجمة.

١٥٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّآءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوْجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوْجَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ.

١٥٢٠۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اور مدینے کو چلنے کا ارادہ کیا اور میں نے کعبے کا طواف نہ کیا تھا اور میں نے آپ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ جب فجر کی نماز کی تکبیر ہو تو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر اس حال میں کہ لوگ نماز پڑھتے ہوں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے طواف کیا اور نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکلیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کے طواف کی دو رکعتوں کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں جہاں چاہے پڑھے خواہ مسجد حرام میں یا اس سے باہر اس واسطے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام سے باہر پڑھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر مقرر رکھا پس معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام میں پڑھنی ضروری نہیں جس جگہ چاہے پڑھے، وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ جو کوئی طواف کی دو رکعتیں

بھول جائے وہ قضا کرے جس جگہ ان کو یاد کرے حل میں یا حرم میں اور یہی ہے قول جمہور کا اور ثوری سے روایت ہے کہ حرم کے اندر یاد کرے تو پڑھے اور حرم سے باہر نہ پڑھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر ان کو نہ پڑھے یہاں تک کہ اپنے شہر کی طرف پھر آئے تو اس پر دم دینا آتا ہے اور ابن منذر نے کہا کہ فرض سے ان کا درجہ زیادہ نہیں حالانکہ فرض کی قضا پر قضا کرنے کے سوا اور کچھ تاوان نہیں، انتہی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَلْفَ الْمَقَامِ.

طواف کی دو رکعتوں کے مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنے کا بیان۔

١٥٢١ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

١٥٢١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں پھر صفا اور مروہ کی طرف نکلے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی چال چلنی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنی افضل ہیں، وفیہ المطابقة للترجمة اور ابن منذر نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نماز فرض ہو لیکن سب اہل علم کا اجماع ہے اس پر کہ طواف کی دو رکعتیں ہر جگہ پڑھنی درست ہیں جس جگہ چاہے پڑھے مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طواف واجب کی نماز حطیم میں درست نہیں اگر پڑھے تو دُھرائے، انتہی۔ (فتح)

بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ.

فجر اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنے کا بیان یعنی طواف کی نماز کا اس وقت کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی چال سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی نماز ہر وقت پڑھنی درست ہے اور گویا اس میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو کہ اصحاب سنن وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اولاد عبد مناف! تم میں سے جو کوئی لوگوں کا حاکم ہو تو نہ منع کرے کسی کو کہ کعبے کا طواف کرے اور نماز پڑھے اس میں جس گھڑی چاہے رات سے یا دن سے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں اس واسطے نقل نہ کی۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما طواف کی دو رکعتیں پڑھتے تھے جب تک کہ سورج نہ نکلتا۔

فائدہ: عطا سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فجر کی نماز کے بعد طواف کیا سات بار پھر آسمان کی طرف دیکھا تو اندھیرا معلوم ہوا یعنی ابھی سورج نہ نکلا تھا پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ صرف عین طلوع اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے آگے پیچھے مکروہ نہیں کما روی عن الطحاوی وغیرہ۔ (فتح)

وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِىْ طُوًى.

اور عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا پھر سوار ہوئے یہاں تک کہ ذی طویٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھنی مکروہ جانتے تھے اس واسطے طواف کی دو رکعتیں اس وقت نہ پڑھیں جب ذی طویٰ میں پہنچے اور سورج نکل آیا تو اس وقت طواف کی دو رکعتیں پڑھیں۔

١٥٢٢ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَاسًا طَافُوْا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوْا إِلَى الْمُذَكِّرِ حَتّٰى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَعَدُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِیْ تُكْرَهُ فِيْهَا الصَّلَاةُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ.

١٥٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے صبح کی نماز کے بعد کعبے کا طواف کیا پھر واعظ کے پاس جا بیٹھے یہاں تک کہ جب سورج نکلا تو نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کے حق میں کہا کہ یہ لوگ بیٹھے رہیں یہاں تک کہ جب وہ ساعت ہوئی جس میں کہ نماز پڑھنی مکروہ ہے تو نماز کو کھڑے ہوئے۔

فائدہ: شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بھی فجر اور عصر کی نماز کے بعد کعبے میں نماز پڑھنی درست تھی اس واسطے ان پر انکار کیا کہ انہوں نے جواز کا وقت چھوڑ دیا اور کراہت کا وقت اختیار کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے نزدیک یہ نہی عام تھی عین طلوع اور غروب کے ساتھ خاص نہ تھی اس واسطے ان پر انکار کیا۔ (فتح)

١٥٢٣ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا.

١٥٢٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منع کرتے تھے نماز سے وقت نکلنے آفتاب کے اور وقت غروب ہونے اس کے۔

١٥٢٤ ۔ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الزَّعْفَرَانِیُّ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِیْ

١٥٢٤۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ فجر کی نماز کے بعد طواف کیا

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا يَطُوْفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيُخْبِرُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا إِلَّا صَلَّاهُمَا.

اور دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے اس کو دیکھا کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی میرے گھر میں نہ آئے مگر کہ وہ دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: وجہ تعلق ان حدیثوں کی ترجمہ سے یا تو اس طور سے ہے کہ طواف بھی نماز ہے پس طواف اور نماز دونوں کا ایک حکم ہے اور یا اس واسطے کہ طواف نماز کو مستلزم ہے جو اس کے بعد مشروع ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ ثوری اور کوفے والے کہتے ہیں کہ فجر اور عصر کے بعد طواف کرنا مکروہ ہے اگر کرے تو نماز کو تاخیر کرے لیکن یہ بعض کا مذہب ہے ورنہ مشہور حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد طواف مکروہ نہیں نماز مکروہ ہے اور جمہور اصحاب اور جو ان کے بعد ہیں کہتے ہیں کہ طواف کے بعد ہر وقت نماز پڑھنی درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھنی مکروہ ہے واسطے عموم نہی کے یہ قول عمر اور ثوری اور ایک جماعت کا ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا، انتہی۔ (فتح)

بَابُ الْمَرِيْضِ يَطُوْفُ رَاكِبًا.

بیمار کو سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے۔

١٥٢٥ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتٰى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِيْ يَدِهٖ وَكَبَّرَ.

١٥٢٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا جب رکن اسود کے پاس آتے تو اس کی طرف اس چیز سے کہ آپ کے ہاتھ میں تھی اشارہ کرتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

١٥٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى

١٥٢٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں سو فرمایا کہ طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے اور اس میں

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِ ﴿الطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾.

سورہ طور پڑھتے تھے۔

فائدہ:ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں احتمال ہے کہ واسطے بیماری کے ہو اور احتمال ہے کہ واسطے دکھانے لوگوں کے ہو کہ لوگ آپ کو دیکھیں پس اس سے بے عذر سوار ہو کر طواف کرنا درست معلوم نہیں ہوتا لیکن فقہاء کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بے عذر سوار ہو کر مکروہ تنزیہی ہے اور پیادہ طواف کرنا اولیٰ ہے لیکن منع کو ترجیح ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سوار ہو کر طواف کرنا مسجد حرام کے احاطہ کرنے اور دیوار کھینچنے سے پہلے تھا اور جب کہ مسجد کا احاطہ ہو چکا تو اب اس کے اندر سوار ہو کر طواف کرنا منع ہے اس واسطے کہ مسجد کا نجاست سے آلودہ ہونے کا خوف ہے پس احاطہ کرنے کے بعد مسجد میں سوار ہو کر طواف کرنا درست نہیں بخلاف پہلے احاطہ کرنے کے کہ اس وقت نجاست سے آلودہ ہونا حرام نہ تھا جیسے کہ سعی میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار ہو طواف کرنا آپ کا خاصہ تھا اور احتمال ہے کہ اس وقت آپ کی سواری تلویث سے محفوظ ہو آپ کی کرامت کی جہت سے پس غیر کو ان پر قیاس کرنا درست نہیں۔ (فتح) پس حاصل یہ کہ بے عذر کو سوار ہو کر طواف کرنا درست نہیں اور عذر ہو تو درست ہے اور برابر ہے اس میں کہ خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا خچر۔

بَابُ سِقَايَةِ الْحَاجِّ. حاجیوں کو پانی پلانے کا بیان یعنی مستحب ہے

فائدہ:اسلام سے پہلے قریش کا دستور تھا کہ کھجوریں پانی میں بھگو کر ان کا نچوڑ حاجیوں کو پلایا کرتے تھے اور یہ منصب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے جد سے پہنچا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عباس رضی اللہ عنہ پر ثابت اور قائم رکھا اور اب تک یہ خدمت عباس رضی اللہ عنہ ہی کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ (فتح)

١٥٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِّنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ.

١٥٢٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی مانگی منیٰ کی راتوں میں مکے میں رہنے کی پانی پلانے کے لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پروانگی دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کو پانی پلانا سنت ہے، وفیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو کچھ عذر نہ ہو ان تین راتوں میں منیٰ میں رہے۔

١٥٢٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اذْهَبْ إِلٰى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِيْهِ قَالَ اسْقِنِيْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتٰى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَإِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ عَاتِقَهٗ وَأَشَارَ إِلٰى عَاتِقِهٖ.

١٥٢٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی پلانے کی جگہ (کہ وہ ایک حوض تھا اس میں پانی بھرا رہتا تھا) آئے اور پانی مانگا سو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جا اور اس کے پاس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کا شربت لا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانی پلا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! لوگ اس میں ہاتھ ڈال لیتے ہیں یعنی یہ پانی آپ کے پینے کے لائق نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانی پلاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پانی پیا پھر کنوئیں زمزم کے پاس آئے اور لوگ پانی پلاتے تھے اور اس میں عمل کرتے تھے یعنی کنوئیں سے پانی کھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرو کہ تم نیک کام میں ہو پھر فرمایا کہ اگر تمہارے مغلوب ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں بھی اترتا یہاں تک کہ رسی اپنے مونڈھے پر رکھتا یعنی پانی نکال کر لوگوں کو پلاتا۔

فائدہ: یعنی میں پانی پلانے میں تمہارا شریک ہوتا لیکن مجھ کو ڈر ہے کہ اگر میں یہ کام کروں گا تو مجھ کو دیکھ کر سب لوگ اس پر ہجوم کریں گے واسطے اتباع میری کے پھر تم کو پانی پلانا مشکل ہوگا' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں مکروہ ہے پانی مانگنا غیر سے اور اسی طرح نہیں مکروہ ہے رد کرنا اس چیز کا کہ آدمی کو اکرام کی وجہ سے ملے جب کہ کوئی مصلحت اولیٰ اس کے معارض نہ ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کی مصلحت سے شربت نہ منگایا اور یہ کہ پانی پلانے کا بڑا ثواب ہے خصوصا پانی زمزم کا اور اس میں بیان ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کا اور اصحاب کی حرص کا آپ کی اقتدا پر اور کرامت تقذر کے واسطے ماکولات اور مشروبات کے اور یہ کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوض سے پانی پیا جس میں لوگوں نے ہاتھ ڈبوئے تھے۔ (فتح)۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو کعبے کی دربانی بھی ملے فرمایا میں نے تم کو وہ چیز دی ہے کہ اس میں تمہاری کسر

نفسی ہو اور وہ چیز نہیں دی جس میں تم لوگوں کو ادنیٰ جانو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي زَمْزَمَ. زمزم کے کنوئیں کا بیان۔

فائدہ: زمزم ایک کنوئیں کا نام ہے کہ مسجد حرام کے اندر کعبے کے سامنے ہے اور ابتداء اس کی اس طور سے ہوئی کہ جب ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں کے ساتھ اس جنگل میں چھوڑ گئے تو اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی تب جبرائیل علیہ السلام آئے اور زمین پر پر مارا اور اس سے یہ چشمہ جاری ہوا پھر کچھ مدت مٹی سے دب گیا اور کسی کو اس کا نشان معلوم نہ رہا آخر کو عبدالمطلب نے اس کو کھود کر نکالا جیسے کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی فضیلت میں کوئی حدیث اپنی شرط پر ثابت نہیں ہوئی اس واسطے نقل نہیں کی لیکن ایک روایت میں آیا ہے کہ اس میں شفا ہے واسطے ہر بیماری کے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی اس کو جس غرض سے پیئے وہ غرض حاصل ہو جاتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ.

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکے میں تھا سو جبرائیل علیہ السلام اترا سو اس نے میرا سینہ پھاڑا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایک طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا اور اس کو میرے سینے میں ڈالا پھر اس کو آپس میں ملایا پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو لے کر چڑھا پہلے آسمان کے پاس سو جبرائیل علیہ السلام نے پہلے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ دروازہ کھول چوکیدار نے کہا یہ کون ہے؟ کہا میں جبرئیل ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کے پانی کی بڑی فضیلت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس سے دھویا گیا اگر اس کی فضیلت نہ ہوتی تو اس کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ ہوتی، وفيه المطابقة للترجمة.

١٥٢٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ

١٥٢٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا سو آپ نے کھڑے ہو کر پیا،

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهٗ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ قَالَ عَاصِمٌ فَحَلَفَ عِكْرِمَةُ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلٰى بَعِيْرٍ.

عاصم نے کہا کہ عکرمہ نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ اس وقت اونٹ پر سوار تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کا پینا سنت ہے اور ابن بطال نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ زمزم کا پینا حج کی سنتوں میں سے ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور عکرمہ نے شاید اس واسطے انکار کیا کہ کھڑے ہو کر پانی پینا منع ہے لیکن چونکہ بخاری میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہو کر پانی پیا پس یہ جواز پر محمول ہوگا یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا درست ہوگا بغیر کراہت کے۔

بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ.

قارن کے طواف کا بیان۔

فائدہ: یعنی جو حج اور عمرے دونوں کا ایک ساتھ ہی احرام باندھے کیا اس کو فقط ایک ہی طواف کافی ہے یا دو طواف کرنے ضروری ہیں؟۔

١٥٣٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِيْ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

١٥٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر فرمایا جس کے ساتھ قربانی ہو وہ حج اور عمرے دونوں کا تلبیہ کہے یعنی حج کو عمرے میں داخل کر کے قارن ہو جائے پھر نہ احرام اتارے یہاں کہ حلال ہو دونوں سے یعنی دونوں کے افعال سے فارغ ہو کر حج تمام کرے سو میں مکے میں آئی اس حال میں کہ میں حائضہ تھی سو جب ہم حج تمام کر چکے تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کی فرمایا یہ عمرہ بدلے عمرے تیرے کے ہے جو تجھ سے قضا ہوا سو جنہوں نے فقط عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے کعبے کا طواف کر کے احرام اتار ڈالا پھر جب منیٰ سے پھرے تو دوسرا طواف کیا یعنی حج کے لیے طواف زیارت کیا اور جنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے صرف ایک ہی طواف کی۔

١٥٣١ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا دَخَلَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَظَهْرُهٗ فِي الدَّارِ فَقَالَ إِنِّيْ لَا اٰمَنُ أَنْ يَّكُوْنَ الْعَامَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ فَيَصُدُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ فَلَوْ أَقَمْتَ فَقَالَ قَدْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَإِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ثُمَّ قَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِيْ حَجًّا قَالَ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا.

١٥٣١۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سواری گھر میں تھی اور وہ حج کے لیے اس پر سوار ہونا چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا کہ اس کا نام بی عبداللہ تھا ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس برس لوگوں میں لڑائی ہو اور تجھ کو کعبے سے روک دیں سو اگر اس برس حج کو نہ جاؤ تو بہتر ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے مکے کو چلے سو کفار قریش آپ کے اور کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی آپ کو مکے میں آنے سے مانع ہوئے سو اگر میرے اور مکے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوئی تو میں کروں گا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنی احرام اتار ڈالوں گا البتہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی چال چلنی ہے پھر کہا کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ اپنے اوپر حج واجب کیا کہا کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما مکے میں آئے اور دونوں کے لیے صرف ایک طواف کیا۔

١٥٣٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ إِذًا أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَآءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِيْ وَأَهْدٰى

١٥٣٢۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس سال حجاج بن یوسف ظالم عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آیا اس برس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا سو کسی نے اس کو کہا کہ اس برس لوگوں میں لڑائی ہونے والی ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ تجھ کو کعبے سے روک دیں سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھی چال چلنی ہے اس وقت میں کروں گا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے پر عمرہ واجب کیا پھر نکلا یہاں تک کہ جب بیدا میں آیا تو کہا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک یعنی جو فعل حج کا ہے سو ہی عمرے کا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ اپنے پر حج کو واجب کیا اور

هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قدید میں سے (کہ ایک جگہ کا نام ہے نزدیک جحفہ کے) قربانی خرید کر اپنے ساتھ لی اور اس پر کوئی کام زیادہ نہ کیا سو نہ قربانی ذبح کی اور نہ حلال ہوئے کسی چیز سے افعال سے کہ حرام ہوئے تھے اور نہ سر منڈایا اور نہ بال کتروائے یہاں تک کہ قربانی کا دن یعنی دسویں کا دن ہوا سو قربانی ذبح کی اور سر منڈایا اور دیکھا کہ اس نے حج اور عمرے کا طواف اپنے پہلے طواف سے ادا کیا یعنی حج اور عمرے دونوں کے لیے صرف ایک طواف کیا یعنی طواف زیارت اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

فائدہ: شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے کچھ روز مکے میں خلیفہ اور حاکم ہوئے لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی عبدالملک بن مروان شام میں حاکم تھا اس نے اپنی طرف سے حجاج کو حاکم کر کے مکے میں بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر سے میری بیعت لے حجاج اس کے حکم سے مکے پر چڑھ آیا اور دونوں میں لڑائی ہوئی آخر اس نابکار نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کر ڈالا اسی سال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی حج کو آئے تھے تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ لوگوں میں لڑائی ہونے والی ہے آخر تک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قارن یعنی جس نے حج اور عمرے دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا ہو اس کو دونوں کے لیے صرف ایک ہی طواف کافی ہے دوسرا طواف اس پر واجب نہیں مانند مفرد کے اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے تو اس کو دونوں کے لیے صرف ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے کہ دونوں کے لیے دو طواف کرے اور دو بار سعی کرے اور دلیل ان کی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو پہلا طواف محمول ہوگا طواف قدوم پر اور دوسرا طواف طواف زیارت اور سعی پر اور سعی دوبارہ کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے طحاوی نے یہ جواب دیا ہے کہ مراد ان سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمتع کیا تھا لیکن یہ تاویل محض باطل ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں متمتع اور قارن کا علیحدہ علیحدہ حکم بیان ہوا ہے چنانچہ پہلے کہا کہ جن لوگوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے پھر جب منیٰ سے پھرے تو دوسرا طواف کیا پس یہ لوگ اہل تمتع ہیں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اور جنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا انہوں نے دونوں کے لیے صرف ایک ہی طواف کیا پس یہ لوگ اہل قران ہیں پس باوجود ایسی تصریح

کے کون ایسا عاقل ہے کہ اس تاویل کو جائز رکھے اور یہ بات بیان کے محتاج نہیں اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے کہ قارن کو صرف ایک ہی طواف کافی ہے اور نیز علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ پہلے آیا ہے کہ جو پہلے صرف حج کا احرام باندھے اس کو اس پر عمرے کا داخل کرنا درست نہیں پس جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ حج پر عمرہ داخل کرنے کو درست نہ رکھیں حالانکہ وہ اس کو درست رکھتے ہیں، انتہی ملخصا۔ (فتح)

بَابُ الطَّوَافِ عَلٰی وُضُوْءٍ. باوضو طواف کرنے کا بیان۔

فائدہ: جمہور کہتے ہیں کہ طواف کعبے کے لیے وضو شرط ہے اس کے بغیر طواف درست نہیں اور بعض اہل کوفہ کہتے ہیں کہ شرط نہیں لیکن ان پر یہ حدیث حجت ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ بغیر طہارت کے کعبے کا طواف نہ کرو۔ (فتح)

١٥٣٣ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ أَنَّهٗ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهٗ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَأَيْتُهٗ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً

١٥٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں آئے سو سب افعال حج سے پہلے وضو کیا پھر کعبے کا طواف کیا پھر فسخ حج کا عمرے سے نہ ہوا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا سو سب چیزوں سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر وہ احرام عمرے کا نہ ہوا یعنی فسخ حج نہ کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا سو میں نے ان کو دیکھا کہ سب سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر وہ عمرہ نہ ہوا پھر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کیا پھر میں نے اپنے باپ زبیر کے ساتھ حج کیا سو اس نے سب چیزوں سے پہلے کعبے کا طواف کیا پھر وہ عمرہ نہ ہوا پھر میں نے مہاجرین اور انصار دیکھے وہ بھی اسی طرح کرتے تھے پھر وہ عمرہ نہ ہوا پھر میں نے سب سے پیچھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اس نے بھی اسی طرح کیا پھر اس کو توڑ کر عمرہ نہ کیا یعنی حج کو عمرے سے فسخ نہ کیا اور یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس موجود تھے پس اس سے کیوں نہیں پوچھتے اور نہ کسی نے پہلوں سے یہ کام کیا یعنی نہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کو عمرے

ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ اٰخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْأَلُوْنَهُ وَلَا أَحَدٌ مِّمَّنْ مَضٰى مَا كَانُوْا يَبْدَءُوْنَ بِشَيْءٍ حَتّٰى يَضَعُوْا أَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّيْ وَخَالَتِيْ حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْتَدِءَانِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوْفَانِ بِهٖ ثُمَّ إِنَّهُمَا لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِيْ أُمِّيْ أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا.

سے فسخ کیا اور نہ پہلے سے کسی نے فسخ کیا بلکہ طواف کے بعد اپنے احرام پر قائم رہے یہاں تک کہ حج تمام کیا جب کعبے میں طواف کے لیے قدم رکھتے تو پھر طواف کے سوا اور کوئی چیز نہ کرتے تھے پھر احرام اتارتے تھے عروہ نے کہا کہ میں نے اپنی ماں اور خالہ یعنی اسماء اور عائشہ دیکھیں جب مکے میں آتی تھیں تو پہلے کعبے کا طواف شروع کرتی تھیں اس سے پہلے اور کوئی فعل حج کا نہ کرتی تھیں پھر وہ احرام اتارتی تھیں اور مجھ کو میری ماں نے خبر دی کہ میں نے اور میری بہن اور زبیر اور فلانے فلانے نے عمرے کا احرام باندھا سو جب انہوں نے طواف کے بعد حجر اسود چوما اور صفا مروہ کی سعی کی تو احرام کھول ڈالا یعنی کبھی قربانی ساتھ نہ لائے تو احرام اتار ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث سے وضو کا شرط ہونا معلوم نہیں ہوتا مگر جب کہ اس کے ساتھ یہ حدیث جوڑی جائے کہ مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھو۔ (فتح) اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس سے یہ ہو کہ طواف کے لیے وضو شرط نہیں اس واسطے کہ حضرت ابوبکر، اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہم کے فعل میں وضو کا ذکر نہیں۔

بَابُ وُجُوْبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَجُعِلَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ.

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا واجب ہے اور وہ دونوں اللہ کی نشانیوں سے گردانی گئی ہیں۔

فائدہ: یعنی اللہ نے فرمایا کہ وہ دونوں اللہ کے نشان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا مروہ کی سعی واجب ہے جوہری نے کہا شعائر حج کے افعال کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز کہ اللہ کی عبادت کا نشان ہو۔

١٥٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَوَاللّٰهِ مَا عَلٰى أَحَدٍ

١٥٣٤۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں سے؟ سو قسم ہے اللہ کی اگر کوئی صفا مروہ کی سعی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں، یعنی اس بات سے

جُنَاحٌ أَنْ لَّا يَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِيْ إِنَّ هٰذِهٖ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا أَسْلَمُوْا سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَّطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ الْاٰيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ أَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا لَعِلْمٌ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهٗ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ بِمَنَاةَ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نَطُوْفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا

یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ سعی واجب نہیں کہ اس کے فاعل پر گناہ نہیں تو یہ امر مباح ہوا کہ رفع اثم علامت اباحت کی ہے اور مستحب امر پر اثبات اجر زیادہ ہوتا ہے اور واجب پر تارک کا عذاب زیادہ ہوتا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو برا کہا اے بھانجے میرے! تحقیق اگر اس آیت کے یہی معنی ہوتے جیسے کہ تو نے اس کی تاویل کی اور سمجھا تو یہ آیت اس طرح ہوتی کہ گناہ نہیں اس کو کہ طواف نہ کرے ان دونوں میں یعنی اباحت کی عبارت اس طرح ہوتی ہے نہ جیسے کہ آیت میں واقع ہے اور طائف سے نفی گناہ کرنے کا ایک سبب خاص ہے جیسے کہ امر قرار پایا لیکن یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری کہ اوس اور خزرج دو قبیلے تھے کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے گمراہ تھے بت کے لیے احرام باندھتے تھے جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اس پہاڑ پر کہ قدید پر مشرف ہے سو ان میں سے جو حج کرتا وہ صفا مروہ کی سعی سے حرج کھینچتا تھا یعنی اس کو گناہ جانتا تھا سو جب انصار مسلمان ہوئے تو حضرت ﷺ سے صفا مروہ کی سعی کا حکم پوچھا اور عرض کی کہ یا حضرت! ہم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا گناہ جانتے تھے اب اس کا کیا حکم ہے؟ سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کے نشان ہیں آخر آیت تک یعنی یہ آیت وجوب اور عدم وجوب سے ساکت ہے اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے فاعل پر گناہ نہیں اور بہر حال مباح پس وہ محتاج ہے ساتھ رفع گناہ کے تارک سے اور حکمت اس کے ساتھ تعبیر کرنے کی مطابقت ہے واسطے جواب سائلوں کے اس واسطے کہ ان کو وہم پیدا ہوا کہ اس کو جاہلیت میں کرتے تھے تو اب اسلام میں یہ بات قائم نہ رہے گی سو جواب ان کے سوال کے مطابق نکلا یعنی درست

فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَسْمَعُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فِي الَّذِيْنَ كَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ ثُمَّ تَحَرَّجُوْا أَنْ يَّطُوْفُوْا بِهِمَا فِي الْاِسْلَامِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ.

ہے اور اس کا وجوب اور دلیل سے ثابت ہوتا ہے اور یہ بات ہوسکتی ہے کہ ایک چیز واجب ہو اور آدمی اس کی ایک خاص صفت پر واقع ہونے کو منع جانتا ہو سو اس کو کہا جاتا ہے کہ اس میں تجھ کو کچھ گناہ نہیں اور یہ وجوب کی نفی کو مستلزم نہیں اور فاعل سے گناہ کی نفی کرنے سے یہ لازم نہیں کہ اس کے تارک پر بھی گناہ نہ ہو پس اگر مراد مطلق اباحت ہوتی تو اس کے تارک سے گناہ کی نفی کی جاتی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے صفا مروہ کی سعی سنت کی یعنی اس کو سنت کے ساتھ فرض کیا نہ یہ کہ اس کی فرضیت کی نفی کی سو کسی کو جائز نہیں یہ کہ چھوڑے سعی درمیان صفا اور مروہ کے زہری نے کہا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے کہا اس نے کہا کہ بیشک میں نے یہ علم کبھی نہ سنا تھا ابو بکر نے کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا ذکر کرتے تھے کہ سب لوگ (سوائے ان لوگوں کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ وہ مناۃ بت کے واسطے احرام باندھتے تھے) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑا کرتے تھے سو جب اللہ نے قرآن میں کعبے کے طواف کا ذکر کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کا ذکر نہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم صفا اور مروہ کی سعی کیا کرتے تھے اور اللہ نے قرآن میں کعبے کا طواف بیان کیا اور صفا اور مروہ کا طواف ذکر نہیں کیا سو کیا ہم کو صفا اور مروہ کی سعی کرنے میں گناہ ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ بیشک صفا اور مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے ابو بکر سے کہا کہ میں سنتا ہوں کہ یہ آیت دونوں فرقوں کے حق میں اتری جو لوگ جاہلیت میں صفا اور مروہ کی سعی کو گناہ جانتے تھے ان کو حق میں بھی اور جو لوگ جاہلیت میں ان کے درمیان سعی کرتے تھے پھر اسلام میں اس کو گناہ سمجھے کہ اللہ نے کعبے

کے طواف کا حکم کیا اور صفا اور مروہ کی سعی بیان نہ کی ان کے ان کے حق میں بھی یہاں تک کہ طواف کعبے کے بعد یہ حکم بیان کیا۔

فائدہ: مناۃ ایک بت کا نام ہے جاہلیت میں کفار اس کی پرستش کیا کرتے تھے اور طاغیہ اس کی صفت ہے اور صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں سامنے کعبے کے ان پر تانبے کے دو بہت تھے مشرکین جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو ان کو چومتے تھے ایک کا نام اساف تھا اور دوسرے کا نام نائلہ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک مرد تھا اور ایک عورت تھی انہوں نے کعبے میں زنا کیا اللہ نے ان کو مسخ کر دیا پتھر ہو گئے اور عبرت کے واسطے صفا مروہ پر رکھے گئے پھر جب مدت دراز ہو گئی تو کافر ان کی عبادت کرنے لگے اور کفار میں سے بعض صفا مروہ کی سعی کیا کرتے تھے اور بعض نہ کرتے تھے جب اسلام آیا تو دونوں نے توقف کیا کہ شاید صفا مروہ کی سعی درست نہ ہو سو اللہ نے اس کا حکم قرآن میں اتارا اور بیان کیا کہ اس میں گناہ نہیں جیسے کہ لوگ سمجھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا فرض ہے جو نہ کرے اس کا حج درست نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کسی کو صفا و مروہ کی سعی چھوڑنا درست نہیں ، وفیہ المطابقة للترجمة اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اللہ نے تم پر صفا مروہ کی سعی فرض کی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا کہتے ہیں کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حج کا ایک رکن ہے بغیر اس کے حج درست نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ واجب ہے دم دینے سے ادا ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا بھول کر ترک کرنے والے میں نہ عامد میں اور یہی قول ہے عطا کا اور ایک قول اس سے یہ ہے کہ وہ سنت ہے اس کے ترک سے کوئی تاوان نہیں اور یہی قول ہے انس رضی اللہ عنہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ کے اس میں کئی قول ہیں مانند اقوال مذکورہ کے اور حنفیہ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے جب کہ کوئی بعض سعی چھوڑ دے اور طحاوی نے کہا کہ کسی کے نزدیک سعی واجب نہیں اور یہ کلام اس کی عجیب ہے اور ابن منیر نے اس پر سخت رد کیا ہے اور اس میں بہت طول دیا، انتہیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی کیفیت کا بیان۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا السَّعْيُ مِنْ دَارِ بَنِي عَبَّادٍ إِلٰى زُقَاقِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سعی بنی عباد کے گھر سے لے کر کوچہ بنی ابی حسین تک ہے۔

فائدہ: یہ دونوں نام ہیں دو جگہوں کے کہ ایک صفا کے پاس ہے اور ایک مروہ کے اور یہ دونوں نشان اب معروف ہیں۔

١٥٣٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَّمَشٰى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعٰى بَطْنَ الْمَسِيْلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَمْشِيْ إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يُّزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُهُ حَتّٰى يَسْتَلِمَهُ.

١٥٣٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب پہلا طواف کرتے یعنی طواف قدوم تو پہلے تین بار جلد چلتے تھے اور پھر چار بار اپنی اصلی چال چلتے تھے اور جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو میدان کے درمیان دوڑتے تھے' عبید اللہ کہتا ہے کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا عبداللہ جب حجر اسود کے پاس پہنچتے تو آہستہ چلتے تھے اس نے کہا نہیں مگر جب کہ ان پر ہجوم ہوتا تھا تو اس وقت آہستہ چلتے تھے اس واسطے کہ بیشک وہ حجر اسود کو نہ چھوڑتے تھے یہاں تک کہ اس کو چومتے۔

١٥٣٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِيْ عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ فَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

١٥٣٦۔ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کسی نے عمرے کا احرام باندھا اور کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی نہ کی تو کیا اس کو اپنی عورت سے صحبت کرنی درست ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ مکے میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور تم کو رسول میں اچھی چال چلنی ہے اور پھر ہم نے یہ مسئلہ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس نے بھی کہا کہ عورت سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔

١٥٣٧ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ

١٥٣٧۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَلَا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

١٥٣٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ نَعَمْ لِأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَآئِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

١٥٣٨۔ حضرت عاصم سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا مکروہ جانتے تھے اس نے کہا ہاں اس واسطے کہ وہ جاہلیت کی نشانیوں میں تھا یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ وہ دونوں نشان ہیں اللہ کے آخر آیت تک۔

١٥٣٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا سَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو سَمِعْتُ عَطَآءً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

١٥٣٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کعبے کے گرد اور صفا اور مروہ کے درمیان اس واسطے دوڑے تھے کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سعی اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جس کو پہلے اللہ نے ذکر کیا یعنی صفا سے اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب شرط ہے کہ پہلے سعی صفا سے شروع کرے اور یہی مذہب ہے شمس الدین شارح بخاری کا اور بعض کہتے ہیں کہ ترتیب شرط نہیں لیکن ترک کرنا مکروہ ہے اور مستحب ہے اعادہ شوط کا، انتہی۔ (فتح)

بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَإِذَا سَعٰى عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

حیض کی حالت میں عورت کو حج کے سب احکام ادا کرنے درست ہیں سوائے طواف کعبے کے کہ وہ حیض کی حالت میں درست نہیں اور اگر بے وضو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے تو درست ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: پہلا حکم باب کی حدیثوں میں صریح موجود ہے اور دوسرا مسئلہ بطور استفہام کے وارد کیا تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس زیادتی کی جو باب کی حدیث میں مالک سے مروی ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی بھی بے وضو درست نہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ یحییٰ کے سوا کسی نے یہ لفظ مالک سے نقل نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سعی کے واسطے وضو شرط ہے اس واسطے کہ سعی موقوف ہے اس پر کہ اس کے پہلے طواف ہو اور جب کہ طواف اس کو منع ہے تو سعی بھی منع ہوگی نہ اس واسطے کہ طہارت شرط ہے اور اسی طرح ابن عمر اور ابو عالیہ سے بھی منقول ہے کہ حائض کو نہ طواف درست ہے نہ سعی اور ابن منذر نے سلف میں سے کسی سے سعی کے واسطے طہارت کا شرط ہونا نقل نہیں کیا مگر حسن بصری سے اور ابن بطال نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ حیض کی حالت میں عورت کو سعی کرنی درست ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اگر صفا اور مروہ کی سعی طواف سے پہلے کرے اور طواف اس سے پیچھے کرے تو جمہور علماء کے نزدیک کافی نہیں اور بعض اہل حدیث کہتے ہیں کہ کافی ہے۔ (فتح)

١٥٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ افْعَلِيْ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ.

١٥٤٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں مکے میں آئی اس حال میں کہ میں حائضہ تھی سو میں نے نہ کعبے کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی سو میں نے اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کر جو حاجی کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ کعبے کا طواف نہ کر جب تک کہ تو حیض سے پاک نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں جب تک کہ حیض سے پاک ہو کر غسل نہ کرے اس واسطے کہ عبادات میں نہی فساد کو چاہتی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ طواف باطل ہے اور یہی حکم ہے جنبی اور بے وضو کا کہ ان کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض کوفے والے کہتے ہیں کہ طہارت شرط نہیں اور عطا سے روایت ہے کہ اگر عورت تین بار کعبے کے گرد گھومے پھر اس کو حیض آ جائے تو اس کو باقی طواف کرنا درست ہے۔ (فتح)

١٥٤١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ ح وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ الْمُعَلِّمُ

١٥٤١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی اور

عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهَلَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَأَصْحَابُهٗ بِالْحَجِّ وَلَیْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْیٌ غَیْرَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلِیٌّ مِّنَ الْیَمَنِ وَمَعَهٗ هَدْیٌ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهٗ أَنْ یَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَیَطُوْفُوْا ثُمَّ یُقَصِّرُوْا وَیَحِلُّوْا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْیُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا یَقْطُرُ مَنِیًّا فَبَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَیْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَأَحْلَلْتُ وَحَاضَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَیْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَیْتِ فَلَمَّا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْبَیْتِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّأَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِیْ بَكْرٍ أَنْ یَّخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِیْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ قربانی تھی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھا ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے رسول اللہ ﷺ نے سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں یعنی کعبے کا طواف کریں پھر بال کتروائیں اور احرام کھول ڈالیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو لوگوں نے کہا کہ ہم منیٰ کی طرف چلیں گے اور ہم میں سے کسی کے ذکر سے منی ٹپکتی ہو گی یعنی قریب جماع کے ہوئے ہوں گے اور یہ ان کے نزدیک عیب تھا سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کہ اگر میں اپنے کام سے پہلے جانتا جو کچھ کہ میں نے پیچھے جانا تو قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ عمرہ کر کے حج کا احرام اتار دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا سو انہوں نے حج کے سب احکام ادا کیے لیکن کعبے کا طواف نہ کیا پھر جب حیض سے پاک ہوئیں تو کعبے کا طواف کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! آپ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ جاتے ہیں اور میں صرف حج کے ساتھ جاتی ہوں یعنی میں نے عمرہ نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم میں جائے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد عمرہ ادا کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں، اور اس کے سوا اور سب کام درست ہیں، وفیه المطابقة للترجمة.

١٥٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ عَنْ أَیُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ یَّخْرُجْنَ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ

١٥٤٢۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کنواریوں کو باہر نکلنے سے منع کیا کرتے تھے یعنی عید کی نماز وغیرہ میں سو ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری کہ بصرہ میں تھا

فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِیْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ اَنَّ اُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِیْ مَعَهٗ فِیْ سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِی الْكَلْمٰی وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰی فَسَاَلَتْ اُخْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هَلْ عَلٰی اِحْدَانَا بَاْسٌ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاَلْتُهَا اَوْ قَالَتْ سَاَلْنَاهَا فَقَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا اِلَّا قَالَتْ بِاَبِیْ فَقُلْنَا اَسَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بِاَبِیْ فَقَالَ لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰی فَقُلْتُ اَلْحَائِضُ فَقَالَتْ اَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا.

سو اس نے حدیث بیان کی کہ اس کی بہن حضرت ﷺ کے ایک صحابی کی بیوی تھی جس نے کہ حضرت ﷺ کے ساتھ کافروں سے بارہ جنگیں کی تھیں اور میری بہن چھ جنگوں میں اس کے ساتھ تھی میری بہن نے کہا کہ ہم زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور بیماروں کی خبر لیتی تھیں سو میری بہن نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا حضرت! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا اس کو باہر نکلنے میں کچھ گناہ ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر پہنا دے اور چاہیے کہ نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں سو جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا آئیں تو میں نے اس سے پوچھا حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کبھی حضرت ﷺ کا نام نہ لیتی تھیں مگر کہ یہ کہتی تھیں کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو اور ہم نے کہا کہ کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے ایسا ایسا فرماتے تھے؟ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں میرا باپ آپ پر قربان ہو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ باہر نکلیں کنواریاں اور پردہ والیاں اور حیض والیاں اور چاہیے کہ نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں عید گاہ سے کنارے رہیں سو میں نے کہا کہ کیا حیض والیاں بھی حاضر ہوں؟ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا حیض والی عرفات میں حاضر نہیں ہوتی؟ کیا فلانی فلانی جگہ حاضر نہیں ہوتی یعنی مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ میں پھر عید گاہ میں حاضر ہونے میں کیا ڈر ہے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ جب اس کو عید گاہ میں حاضر ہونا درست نہیں تو مسجد بلکہ مسجد حرام بلکہ کعبے میں داخل ہونا اس کو بطریق اولیٰ درست نہ ہوگا، وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ الْإِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَآءِ وَغَيْرِهَا لِلْمَكِّيِّ وَلِلْحَاجِّ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مِنًى.

جائز ہے احرام باندھنا مکی اور آفاقی کو بطحاء وغیرہ جگہوں مکے کی سے جب کہ نکلیں طرف منیٰ کی۔

فائدہ: مکی اس شخص کو کہتے ہیں جس کا گھر مکے میں ہو اور ہمیشہ مکے میں رہتا ہو اور آفاقی اس کو کہتے ہیں جو مکے والوں کے سوا اور کسی ملک سے حج کو جائے' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو مکے میں رہتا ہو اس کے اہل سے یا غیر ان کے سے اس کے احرام باندھنے کی جگہ نفس مکہ ہے کہ وہ جب حج کا ارادہ کرے تو ہیں سے احرام باندھے صحیح قول یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا میقات مکہ اور تمام حرم ہے دوسرا مذہب حنفیہ کا ہے اور افضل میں اختلاف ہے سو دونوں کا اتفاق ہے اس پر کہ اپنے گھر کے دروازے سے احرام باندھے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے کہ مسجد حرام سے احرام باندھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق کہتے ہیں کہ مکے کے درمیان سے احرام باندھے اور نہ نکلے طرف حل کی مگر احرام باندھ کر اور اس میں اختلاف ہے کہ کس وقت احرام باندھے جمہور کہتے ہیں کہ افضل ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ کے دن احرام باندھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب چاند دیکھے تو اس وقت احرام باندھے اور یہی ہے قول ابن زبیر کا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا محمول ہے استحباب پر اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور کا اور ابن منذر نے کہا کہ افضل ہے کہ آٹھویں کے دن احرام باندھے مگر جو متمتع کہ ہدی نہ پائے اور روزے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جلدی احرام باندھے تا کہ احرام کے بعد تین روزے رکھے اور دلیل جمہور کی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کو بخاری نے اس باب میں معلق کیا اور مراد آفاقی سے وہ شخص ہے جو تمتع کی نیت سے کعبے میں داخل ہو، انتہیٰ ۔ (فتح)

وَسُئِلَ عَطَآءٌ عَنِ الْمُجَاوِرِ أَيُلَبِّيْ بِالْحَجِّ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُلَبِّيْ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهِ.

اور کسی نے عطا سے پوچھا کہ اگر کوئی مکہ کا مجاور ہو تو کیا وہ حج کا تلبیہ کہے اس نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما تلبیہ کہتے آٹھویں کو جب کہ ظہر کی نماز پڑھتے اور سواری پر سیدھے ہوتے۔

وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى يَوْمِ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَهْلَلْنَا مِنَ الْبَطْحَآءِ.

اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے میں آئے سو ہم نے احرام کھول ڈالا یہاں تک کہ جب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی اور ہم نے اپنی پس پشت کیا تو حج کا تلبیہ کہا اور ابو زبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم نے بطحاء سے احرام باندھا

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ وہ مکہ سے نکلنے کے وقت احرام باندھے ہوئے تھے اس واسطے کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ مکہ اپنے پیچھے کیا اس حال میں کہ ہم احرام باندھے ہوئے تھے، وفیه المطابقة للترجمة.

وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ جُرَيْجٍ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

اور عبید بن جریج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا کہ جب تو مکہ میں تھا کہ لوگوں نے جب چاند دیکھا تو احرام باندھا اور تو احرام نہ باندھا یہاں تک کہ ترویہ کا دن یعنی آٹھویں کا دن ہوا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا احرام باندھا ہوا یہاں تک کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوئی

فائدہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام میقات سے باندھا جب کہ آپ نے حج کے احکام شروع کیے اور احرام اور عمل حج کے درمیان کچھ دیر نہ کی کہ اس کے ساتھ عمل منقطع ہو جائے بلکہ آپ کا احرام اعمال حج کے متصل واقع ہوا پس جو کوئی مکہ میں ہو اس کو بھی چاہیے کہ اسی طرح اپنے عمل کی ابتدا سے احرام باندھے بغیر اس کے کہ ان کے درمیان فرق اور دیر ہو بخلاف اس کے جو مہینے کی ابتدا سے احرام باندھے کہ اس کا احرام عمل حج کے ساتھ متصل نہیں ہوتا کہ عمل تو آٹھویں سے شروع ہوگا۔

بَابُ أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ.

آٹھویں ذی الحجہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟۔

فائدہ: ترویہ کا دن اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس دن لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلایا کرتے تھے اور پانی لے کر پھرتے تھے اس واسطے کہ اس وقت مکے کی زمین میں پانی نہ تھا اور اب بہت پانی ہو گیا ہے اب پانی اٹھانے کی کوئی حاجت نہیں۔ (فتح)

١٥٤٣ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

١٥٤٣۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھ کو وہ چیز بتلائیں جس کو آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا ہو کہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز کس جگہ پڑھی؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منیٰ میں میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ سے پھرنے کے دن عصر کی نماز کس جگہ پڑھی؟ کہا کہ محصب میں پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کر جیسے تیرے امیر کرتے ہیں یعنی ایسے امیروں میں اپنے سردار کی مخالفت نہ کر کہ نماز ہر

جگہ درست ہے اگرچہ افضل حضرت ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ یہ سنت سے ہے کہ امام ظہر سے فجر تک پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھے پھر صبح کو عرفات میں جائے۔

١٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ لَقِيتُ أَنَسًا ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ خَرَجْتُ إِلٰى مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَقِيتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَاهِبًا عَلٰى حِمَارٍ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْيَوْمَ الظُّهْرَ فَقَالَ انْظُرْ حَيْثُ يُصَلِّي أُمَرَآؤُكَ فَصَلِّ.

١٥٤٤۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف نکلا سو میں انس رضی اللہ عنہ سے ملا کہ گدھے پر چڑھے جاتے تھے سو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس دن کس جگہ ظہر کی نماز پڑھی ہے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو دیکھ جس جگہ تیرے امیر نماز پڑھیں سو تو بھی اس جگہ نماز پڑھ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت ہے حاجی کو کہ آٹھویں کو ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن منذر نے کہا کہ سنت ہے واسطے امام کے کہ اس دن ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور صبح کی نماز منیٰ میں پڑھے اور یہی قول ہے سب شہروں کے علماء کا اور میں کسی اہل علم سے یاد نہیں رکھتا کہ اس نے واجب کی ہو کوئی چیز اس شخص پر کہ نویں رات کو منیٰ میں نہ پہنچے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آٹھویں کے دن تہائی رات گزر چکے تو اس وقت وہ مکہ سے منیٰ میں گئیں اور ابن منذر نے کہا کہ منیٰ کی طرف نکلنا ہر وقت درست ہے لیکن حسن اور عطا کہتے ہیں کہ جائز ہے حاجی کو جانا طرف منیٰ کی آٹھویں تاریخ سے پہلے ایک دن یا دو دن اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور ترویہ کے دن شام تک مکہ میں ٹھہرنا مکروہ ہے مگر جمعہ کا دن ہو تو جمعہ پڑھ کر جائے اور مراد نفر سے پھرنا ہے منیٰ سے بعد ادا کرنے اعمال حج کے، انتہیٰ ملخصا۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ششم بخاری کا تمام ہوا جو لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں وہ مترجم کے حق میں خاتمہ بالایمان کی دعا فرمائیں، واخر دعانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقه محمد واٰله واصحابه اجمعین.

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الحج

❀ ...... ❀ ...... ❀